# گلِ بستانِ وارث

از قلم

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی

امام الفقراء وارث ارشد علی سید حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئ جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسنار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک علام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئ وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئ بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائ تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں     شکریہ

خورشیدِ عالم، فقیرِ کامل و اکمل

پنجابی حافظ فقیر حاجی قاضی اکمل شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

کا روحانی وجدانی نورانی تذکرہ

# گُلِ بُستانِ وارث


از قلم

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی



مکتبہ وارثیہ

MAKTABAH-E-WARSIA

یکے از مطبوعات

مکتبۂ وارثیہ سنگھوئی، جہلم (پاکستان)

## جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:---------- گلِ بستانِ وارث

تصنیف وتالیف:---------- راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی

کمپوزنگ:---------- ڈاکٹر راشد علی اویسی

سرِورق:---------- ایاز، شہباز، جنید صابری (انجمن پرنٹنگ پریس، جہلم)

اشاعت باہتمام:---------- راجہ ابرار یوسف وارثی (یوکے)

صفحات:---------- 208

ناظم تعلیمات:---------- 1100

سنِ طباعت:---------- [illegible] 2015ء

[illegible]

ناشر:---------- مکتبۂ وارثیہ سنگھوئی، جہلم (پاکستان)

پباشر:---------- زاویہ فاؤنڈیشن۔ لاہور

## رابطہ برائے حصولِ کتاب

1۔ حلقہ فقراء وارثیہ ---------- دیوہ شریف (یوپی۔ انڈیا)

2۔ آستانۂ عالیہ وارثیہ ---------- چھپر شریف (ضلع راولپنڈی۔ پاکستان)

3۔ مکتبۂ وارثیہ ---------- سنگھوئی، تحصیل وضلع جہلم (پاکستان)

4۔ دارالعلوم وارثیہ ---------- اسلام پورہ جبر۔ تحصیل گوجرخان، ضلع راولپنڈی

5۔ راجہ محمد یوسف وارثی ---------- ریڈنگ۔ یوکے

6۔ زاویہ فاؤنڈیشن ---------- 8-C داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور

نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ھو الوارث الکریم الدائم الحی القیوم

## اللہ الصمد

حق حق حق

یا اللہ یا رحمن یا رحیم

## یا حی یا قیوم ایاک نعبد و ایاک نستعین

## برحمتک استغیث

### ۔ مکتبہ وارثیہ کی طرف سے استدعا ۔

اہم نوٹ: اس کتاب میں شامل احوال و آثار اور تراجم میں انتہائی محتاط انداز اختیار کیا گیا ہے۔ سوانح نگاری اور تاریخ نویسی کے جملہ تقاضوں اور روایت و درایت کے اصولوں سے کام لیا گیا ہے۔ تمام حوالہ جات ساتھ ساتھ دے دیئے گئے ہیں۔ تاہم ہم معترف ہیں اپنی کم علمی کے اور اس بات کے بھی کہ عنایتِ باری تعالیٰ کے بغیر کوئی کام بھی سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ اور ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس ضمن میں کوئی بھی مسلمان جان بوجھ کر غلطی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اغلاط یا کسی بھی قسم کی غلط فہمی کی صورت میں غیبت، الزام تراشی، تنقید یا منفی پروپیگنڈا کی بجائے مصنف کتاب ھذا سے رابطہ فرمائیں۔ اللہ عزوجل ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# فہرست

| | |
|---|---|
| انتساب | 6 |
| منظومات | 7 |
| حرفِ آغاز | 26 |
| لمحۂ فکریہ | 31 |
| پیش لفظ | 36 |
| سوانح حیات | 68 |
| عکس متفرق مکتوبات | 193 |
| ماخذ | 203 |
| خصوصی گزارش | 207 |

# انتساب ودعا

''تعلیم الوارثیہ''اور''حیاتِ اکملؒ'' کے مصنف

اپنے پیارے والدِ گرامی

**حکیم قاضی زاہد حسین وارثی المعروف فقیر مقصود شاہ وارثیؒ**

کے نام

کہ بفضل خدا جن کے حُسن تربیت نے

اِس فقیر کو دینی وروحانی اور علمی وادبی شعور وآگہی اور ذوق وشوق

سے مزین وآراستہ کیا، معرفت کی راہ پہ گامزن کیا،

اور خدمتِ خلق کے جذبہ سے رُوشناس کرایا۔

دِل کی اَتھاہ گہرائیوں سے دُعا ہے کہ

اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے آپ

کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کو بلندئ درجات سے نوازے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ

# حمد وثناء ودعا والتجا

اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔

(جو)

نہایت مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

روزِ جزا کا مالک ہے۔

(اے اللہ!)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

ہمیں صراطِ مستقیم دکھا (اور اس پہ چلا)۔

اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔

اُن لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

# نعتِ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واللہ باللہ تعالیٰ

آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھا نہ ہی کسی کان نے کبھی سنا
اور آپ سے زیادہ صاحبِ جمال کسی ماں نے کبھی جنا ہی نہیں
آپ کی تخلیق تمام عیوب سے پاک اور مبرا ہے
گویا آپ کو آپ کی مرضی ومنشاء کے عین مطابق بنایا گیا
میرے والدین، میری اولاد، میرا مال اور میری عزت وآبرو سب کچھ
آپ کی عزت وحرمت کے دفاع کیلئے قربان ہیں
میرا کلام اس قابل تو نہیں کہ میں اس سے آپ کی تعریف کا حق ادا کرسکوں
ہاں البتہ حقیقت یہ ہے کہ
آپ کی تعریف وتوصیف کی نسبت سے میرا کلام معتبر ٹھہرا
آپ کا ذکر، آپ کی یاد اور آپ کی محبت ہر وقت اور ہر حال میں ہمارے لئے راحت
قلب وجاں ہے
یارحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للہ تعالیٰ ہم پہ نگاہِ لطف وکرم فرمائیے (ماخوذ)

# تمام اہلِ محبت کو یہ بتا دینا

وِلائے آلِ نبی قلب میں سجا دینا
یہ نکتہ اہلِ محبت کو تم بتا دینا

سبق ملا ہے یہ میدانِ کربلا سے مجھے
کسی یزید کے آگے نہ سر جھکا دینا

کبھی کہیں بھی ہو برپا جہانِ کرب و بلا
مثالِ حُر نئی تاریخ تم بنا دینا

اگر ہو خوں کی ضرورت برائے حُسنِ چمن
لہو سے سینچ کے گلزار یہ کھلا دینا

مقابلے میں اگر ہوں ہزاروں لاکھوں یزید
فقط حسینؑ کو بہرِ مدد صدا دینا

دل و نگاہ کو جب بھی ہو جستجو حق کی
اُنہیں حدیثِ کساء بالیقیں سنا دینا

یہی ہے حاصلِ ایماں یہی ہے راحتِ جاں
دلوں میں اُلفتِ آلِ نبیؐ بسا دینا

کبھی نہ چھوڑنا دامانِ پنجتنؑ راشدؔ
اِسی پناہ میں عمرِ رواں بِتا دینا

("فیضانِ محبت"......راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی)

# سلامِ عقیدت

بحضور سرکار عالم پناہ حاجی وارث علی شاہؒ

السلام اے مقتدا و رہنما
السلام اے ہادیٔ راہِ ھدیٰ
السلام اے شاہِ ما سلطانِ ما
السلام اے جانِ ما جانانِ ما
السلام اے واقفِ اسرارِ دیں
السلام اے حاملِ شرعِ مبیں
السلام اے حافظِ قرآن را
دیدنِ تو دیدنِ فرقان را

(حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ)

## قطعہ تاریخ اشاعت

# ”گل بستانِ وارث“

از قلم

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی۔ ایم اے

موہنیاں شریف ضلع گجرات

مرحبا سرمایۂ اہلِ وفا راشد عزیز
آپ ہیں اِک فردِ یکتا صاحبِ فہم و ذکا

آپ کو حق سے ودیعت خوب ہے ذوقِ لطیف
آپ کی تحریر ہے ہر ایک نادر دلربا

ہے ”گلِ بستانِ وارث“ آپ کی عمدہ کتاب
ہوگی ہر خورد و کلاں کے واسطے یہ رہنما

بند کوزے میں ہوا تاریخ کا اِک زریں باب
ہر سطر ہے اِس کی دل کش لفظ ہر اِک خوش نما

شاہ اکمل وارثیؒ تھے تاجدارِ اہلِ حق

دستگیرِ بے کساں تھے وہ رئیسِ اصفیاء
اُن کی سیرت کا مرقع ہے یہ نادر بے مثال
فائدہ اِس سے اُٹھائے گا ہر اِک چھوٹا بڑا
بہرِ تاریخِ رسا فیض الامیںؔ نے بر ملا
"راحتِ مومن گُلِ بُستانِ وارث" کہہ دیا

2015ء

ہجری تاریخِ اشاعت کی ہوئی جب جستجو
ہاتفِ حق کی صدا آئی "کتابِ پُرضیاء"

1436ھ

# قطعہ تاریخِ اشاعت کتاب

## ”حیاتِ اکملؒ مع تعلیم الوارثیہ“

(جنابِ رئیسؔ امروہویؒ)

حضرت خورشید کے حالات میں ہے یہ کتاب
یہ مصنف کے لئے اللہ کی تائید ہے
یہ ”حیاتِ اکملؒ“ اے دل ایک رودادِ عمل
اور ارشاداتِ وارثؒ کی یہ اِک تجدید ہے
فیضِ وارث سے مکمل ہوگئی ہے یہ کتاب
اِس کا پڑھنا اہلِ دل پر فرض ہے تاکید ہے
یہ عطائے خاص اکمل شاہؒ صاحب ہے رئیسؔ
سال تاریخی بھی خود ”دُرِ عطاؒ خورشیدؒ“ ہے

(1984ء... ... ...1404ھ)

# اَج دی رات

بحضور

# حضرت اکمل شاہ صاحب وارثیؒ

حضرت اکمل شاہؒ پیا آس پچا جا اَج دی رات
اپنے مکھ نورانی دی دید کرا جا اَج دی رات
مار کے تیر جدائیاں دے ، کٹھے دل سودائیاں دے
صدقے بے پرواہیاں دے مرہم لا جا اَج دی رات
ہوئی کی ساتھوں ایڈی خطا کس گلوں لیا مکھ چھپا
صدقہ سید وارثؒ دا کرم کما جا اَج دی رات
تیں بن دُکھ ونڈاوے کون؟ شفقت ہن فرماوے کون؟
گلے اَسانوں لاوے کون ایہہ فرما جا اَج دی رات
صدقے تیرے نام اُتوں ، تاں پیلے احرام اُتوں
واراں جند اِک جام اُتوں مست بنا جا اَج دی رات

دل دا صحن سجایا اے ، اَشکاں دا چھڑکا لایا اے
پلکاں دا فرش وچھایا اے ، پھیرا توں پا جا اَج دی رات
پا دے خیر فقیراں نوں ، عشق اپنے دے اَسیراں نوں
معاف توں کر تقصیراں نوں ، سینے لا جا اَج دی رات
دید نوں دیدے ترس گئے ، ابرؔ دے وانگوں برس گئے
وچھڑیاں ہو برس گئے ، سوہنیا آ جا اَج دی رات

## ''اَبرِ جمال''

## مداحِ حبیب حضرت فقیر ابر شاہ وارثیؒ۔ملتان

# اکملؒ تیری گلی میں

مہکی ہوئی ہوا ہے اکملؒ تیری گلی میں
جنت کی سی فضا ہے اکملؒ تیری گلی میں
عالم گھرا ہوا ہے باطل کی ظلمتوں میں
توحید کی ضیاء ہے اکملؒ تیری گلی میں
توحید و معرفت کے میخانے لُٹ رہے ہیں
ہر مست جھومتا ہے اکملؒ تیری گلی میں
مدت سے ڈھونڈتے تھے شام و سحر جسے ہم
وہ شوخ مل گیا ہے اکملؒ تیری گلی میں
تیرے کرم کے صدقے عشاق کی نظر سے
ہر پردہ اُٹھ چکا ہے اکملؒ تیری گلی میں
دردِ مفارقت کیا ، لطفِ مقاربت کیا
سب کچھ ہی پا لیا ہے اکملؒ تیری گلی میں

نیرنگیِ فلک ہو یا گردشِ زمانہ
ہر درد کی دوا ہے اکملؒ تیری گلی میں

مستوں کی ہاؤ ہو ہے ہنگامہ چار سو ہے
اِک حشر سا بپا ہے اکملؒ تیری گلی میں

ہر فکر سے رہائی پائی ہے تیرے دَر پر
دل کو سکوں ملا ہے اکملؒ تیری گلی میں

ہوتی ہے روح روشن کھلتی ہے آنکھ دل کی
احساس جاگتا ہے اکملؒ تیری گلی میں

عاصی ہے پُر خطا ہے جو کچھ بھی ہے تیرا ہے
نجمیؔ تڑپ رہا ہے اکملؒ تیری گلی میں

"گلزارِ وارثؒ"

نجمی برلاس (برادرزادہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ)

# ادائے اکملؒ

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے ادائے اکملؒ
ہے زباں شام و سحر وقفِ ثنائے اکملؒ

چومتی ہے نگہِ شوق ردائے رنگین
لوٹتا ہے دلِ مضطر سرِ پائے اکملؒ

روکشِ وادیٔ ایمن ہے زمینِ چھپر
ذرّے ذرّے میں جھلکتی ہے ضیائے اکملؒ

جس پہ کی چشمِ کرم بھر دیا اُس کا دامن
مرضیٔ حق ہے حقیقت میں رضائے اکملؒ

گردشِ دہر کی شدت سے نہ گھبرا اے دل!
کہ برے وقت کی ساتھی ہے دعائے اکملؒ

چادرِ پاک کی کیا شان ہے اللہ اللہ
دیکھنا! آئینۂ فقر و تمنائے اکملؒ

آج مہکی ہوئی ہر موجِ ہوا آتی ہے
کھل گئی ہو نہ کہیں زُلفِ رَسائے اکملؒ

نسبتِ خاص ہو چھپر کو نہ کیوں دیوے سے
کہ عطا کردۂ وارثؒ ہے ردائے اکملؒ

مخزنِ عشق و محبت ہے مرا دل نجمی
اے خوشا! سلسلۂ لطف و عطائے اکملؒ

"گلزارِ وارثؒ"

نجمی برلاس (برادرزادہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ)

# وارثؒ کے راج دُلارے

شاہِ وارثؒ کے راج دُلارے شاہ اکمل وارثیؒ
بے کسوں کے ہیں سہارے شاہ اکمل وارثیؒ

حافظ و حاجی ، فقیر و بُت شکن ، عالی وقار
مرتبے اعلیٰ تمہارے شاہ اکمل وارثیؒ

صورتِ خورشید جلوہ گر ہوئے وارثؒ میرے
پھر ہوئے رہبر ہمارے شاہ اکمل وارثیؒ

جان و دل ، قلب و جگر سب کچھ فدا ہیں آپ پر
شاہِ وارثؒ کے نظارے شاہ اکمل وارثیؒ

شاہِ وارث کی نشانی ، پیکرِ حلم و حیا
آپ کے سب رنگ نیارے شاہ اکمل وارثیؒ

جس کی جانب ڈال دو اِک بار تم نظرِ کرم
چمکیں قسمت کے ستارے شاہ اکمل وارثیؒ

خوار ہے بدکار ہے آقا تیرا بردہ برقؔ
آ پڑا ہے دَر تمہارے شاہ اکمل وارثیؒ

محمد سلمان وارث برقؔ وارثی (ملتان)

# چھپر شریف والے

خالق کی اک عطا ہیں چھپر شریف والے
محبوبِ مصطفیٰؐ ہیں چھپر شریف والے

اکملؒ فقیر ہوں یا عزت شاہ وارثیؒ ہوں
دونوں ہی حق نما ہیں چھپر شریف والے

ہو کر فنا وہ حضرتِ وارثؒ کی ذات میں
اَمر و ثِقہ ، بَقا ہیں چھپر شریف والے

پرواز کون جانے اُن کی کہاں کہاں ہے
شہباز ہر فضا ہیں چھپر شریف والے

جود و سخا کے مرکز ، لطف و عطا کے پیکر
شاہانِ با وفا ہیں چھپر شریف والے

شہکارِ دستِ قدرت ، اَنوارِ حُسنِ فطرت
وارث کی اِک ضیاء ہیں چھپر شریف والے

ایثار و اتقا ہو یا زہد و علم راشدؔ
کامل گرہ کشا ہیں چھپر شریف والے

## ''فیضانِ محبت''

## راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

# قطعہ تاریخِ احرام پوشی

## جناب راشد عزیز وارثی صاحب

## الملقب ۔ مراد شاہ وارثی مدظلہ العالی

افتخارِ اہلِ حق راشد عزیز!
تو ہے اِک فردِ یگانہ خوب سیرت
تو ہے اِک سرمایہ اَربابِ وفا کا
اُلفتِ خیرالوریٰ ﷺ ہے تیری دولت
پایا صابر شاہ سے احرام تو نے
وارثی یہ سلسلہ کی ہے ولایت
ہے رضا اللہ ، نبیؐ کی اِس میں شامل
حضرتِ وارثؒ کی بھی ہے یہ عنایت
بارہ تھی رمضان کی روزِ خمیس
مسجدِ نبویؐ میں پائی یہ سعادت

پیش کرتا ہوں تجھے اس پر مبارک
پائے تو اس راہ میں اَب اِستقامت
فیض کا چشمہ رہے جاری ہمیشہ
پائیں خاص و عام تجھ سے خیر و برکت
ہو عطا درجات کو تیرے بلندی
روز و شب تجھ پر کھلیں اَسرارِ قدرت
جستجو تھی سال کی فیض الامیںؔ کو
اِک صدا آئی ''زہے سجلِ فضیلت''

1435ء

ازقلم

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی۔ ایم اے

مونیاں شریف ضلع گجرات

# حرفِ آغاز

سجا کر لختِ دل سے کشتیٔ چشمِ تمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ

بستانِ وارثؒ پر رونق و بہار جوبن پر ہے۔ ہر طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ہر پھول کی شان منفرد اور مہک دلکش ہے۔ کوئی اوگھٹ شاہؒ کی صورت میں مہکا تو کوئی بیدم شاہؒ کی صورت میں چہکا، کوئی شرف الدینؒ کی طرح تیرِ نظر کا شکار ہوا تو کوئی حیرت شاہؒ کی صورت میں لہکا، کوئی بے نظیر شاہؒ کی صورت میں اکسیر بنا تو کوئی ابر شاہؒ کی صورت میں رِم جھم رِم جھم برسا، کسی کو ہر ذرے میں جلوہ دکھا کے الف شاہؒ بنا دیا تو کسی حافظؒ کو پیاری کے روپ میں جلوہ دکھا کے دیوانہ و مستانہ کر دیا، کسی نے محبت شاہؒ کا رنگ پایا اور کسی کو وارثِ ارثِ علی جاتے جاتے کامل و اکملؒ بنا گئے۔

رَشکِ عیسیٰ ہو کوئی فخرِ سلیماں کوئی
ہو کے دیکھے تو گدائے درِ جاناں کوئی

شکر الحمد للہ کہ آفتابِ ولایت امام الفقراء سرکار حضور عالم پناہ سیدنا و مرشدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ العزیز نے ہمارے خاندان کو اپنی غلامی میں قبول فرمایا۔ ہمارے جدِ امجد حافظ قاضی رکن عالم چشتی سیالویؒ کی اولاد کی غلامی کی سند ان

کے گھر آ کے خود اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائی۔ روحانی فیوض و برکات سے نوازا۔ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ، فقیر مقصود شاہ وارثیؒ اور فقیر عزت شاہ وارثیؒ کو فقر کی دولت عطا فرمائی۔ اور اس خاندان کو معرفت و طریقت اور حقیقی وارثیت کا فہم عطا فرمایا۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبہ عطا فرمایا اور خدا اور رسول ﷺ کی پہچان عطا کر دی۔

سرکار حضور عالم پناہ وارث پاکؒ کے تمام فقراء ایک سے بڑھ کر ایک نرالی شان رکھتے ہیں۔ سب کے رنگ منفرد ہیں اور سب کے انداز جداگانہ ہیں۔ لیکن سب سے خوشبو ایک ہی آتی ہے اور وہ ہے عشق و محبت کی مہک۔ خدا سے عشق، رسول اللہ ﷺ سے محبت، پنجتن پاک سے مودّت، اور مخلوقِ خدا سے پیار۔

یہی عشق و محبت کی خوشبو لئے 1948ء میں دیوہ شریف سے پنجابی حافظ حاجی فقیر اکمل شاہ وارثیؒ پاکستان میں گوجر خان (ضلع راولپنڈی) کے قریب چنگا بنگیال نامی بستی میں جلوہ افروز ہوئے۔ جو حضرت کا مزارِ انور بننے کے بعد چھپر شریف کہلائی۔

والد گرامی حکیم قاضی زاہد حسین وارثی المعروف فقیر مقصود شاہ وارثیؒ نے سرکار حضور عالم پناہؒ کی تعلیمات اور پنجابی حافظ فقیر اکمل شاہ وارثیؒ کے احوال و آثار پہ تحقیق کا آغاز کیا۔ کافی تگ و دو کے بعد دو مختصر کتابیں ''تعلیم الوارثیہ'' اور ''حیاتِ اکملؒ'' تحریر فرمائیں۔ ''تعلیم الوارثیہ'' مکتبہ وارثیہ سنگھوئی (جہلم) سے 1997ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی۔ جبکہ ''حیاتِ اکملؒ'' کو جناب میاں عطا اللہ ساگر وارثی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب ''محبوب الوارثین'' میں شامل کر کے شائع کرا دیا۔ اس کے بعد اس کا کافی سارا حصہ جناب حاجی فقیر احمد شاہ وارثی صاحب نے

اپنے کتابچہ ''حیاتِ اکملؒ'' میں شائع کرادیا۔

بہت سارے احباب کا تقاضا تھا کہ حضرت اعلیٰ حافظ اکمل شاہ وارثی صاحبؒ کی حیاتِ مبارکہ پر جو معلومات اور دستاویزات مختلف مقامات پہ بکھری پڑی ہیں ان سب کو یکجا کر کے حضرتِ اعلیٰ کی سوانح حیات کو از سرِ مرتب کیا جائے تاکہ قارئین کو آپ کے مفصل اور مستند احوال و آثار پڑھنے کو مل سکیں۔ چنانچہ سب سے پہلے تو والدِ گرامی کی تصنیفِ لطیف ''حیاتِ اکملؒ'' اور اس کتاب پہ عکسِ جمالِ وارثِ عالم نواز حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمودہ حواشی کو سامنے رکھا۔ پھر مختلف علاقوں میں جہاں جہاں حضرتِ اعلیٰ کا قیام رہا یا جہاں کہیں آپ کے متوسلین اور معتقدین رہائش پذیر تھے وہاں جا کر معلومات اکھٹی کیں۔ میاں نعیم الدین فقیر احمد شاہ وارثی پنجتنی اور برادرِ گرامی ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی کی گراں قدر تحقیقات اور معلومات سے بھی استفادہ کیا۔ مختلف خطوط اور تحریروں سے مواد اکٹھا کیا اور کافی تگ ودو کے بعد جو کچھ میسر آیا وہ نذرِ قارئین ہے۔

اس کتاب کی اشاعت و طباعت کا سہرا راجہ محمد یوسف وارثی (وائس پریذیڈنٹ وارثی ٹرسٹ، یوکے) اور ان کے صاحبزادے راجہ ابرار یوسف وارثی کے سر ہے۔ جن کے اصرار، تعاون اور کاوشوں سے یہ کتاب آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عزیزم محمد سلمان وارث بھٹی نے اس کتاب کا نام تجویز کیا۔ استادِ محترم مولانا عبد السلام چشتی صاحب اور مولانا حافظ قاضی نذر حسین شاؔد فاروقی صاحب مسند نشین خانقاہ کڑی شریف نے کتاب میں شامل عربی اور فارسی عبارات کے تراجم اور تشریحات میں میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔ اجمیر شریف کے مبارک اور یادگار سفر میں

ہمارے ہمراہی محترم و مکرم محبِّ مخلص جناب صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی۔ایم اے (مونیاں شریف ضلع گجرات) کا بھی میں تہِ دل سے ممنون و مشکور ہوں کہ جنہوں نے کمال شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے اس کتاب کیلئے انتہائی خوبصورت فی البدیہہ قطعات عنایت فرمائے۔ برادرم ڈاکٹر راشد علی اویسی نے کتاب کی کمپوزنگ کی۔عزیز دوستوں ایاز، شہباز اور جنید صابری نے کتاب کی ڈیزائننگ کی اور اس کا سرورق بنایا۔ جناب شبیر احمد شبیرؔ (سابق سیکشن آفیسر / اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پی پی اے آر سی) اسٹیبلشمنٹ ڈویژن۔حکومت پاکستان، اسلام آباد) نے اس کتاب پہ بڑی محنت، محبت اور بھرپور توجہ کے ساتھ نظرِ ثانی فرمائی اور کتاب کو مزید بہتر بنانے کیلئے بہترین اور مفید تجاویز سے نوازا۔ میں ان تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کسی نہ کسی صورت اس کام میں معاونت فرمائی۔ مولا کریم غفور الرحیم، حضورؐ، پنجتن پاکؑ، سرکار وارث پاکؒ کے صدقے ان تمام احباب کو رحمتوں، برکتوں اور بیش از بیش خوشیوں سے نوازے۔اور دونوں جہانوں کی فلاح و کامرانی ان کا مقدر ہو۔آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم۔

سرکار وارث عالم نواز قدس سرہٗ العزیز احسان و سلوکِ نبویہؐ، روحانیتِ قادریہ اور طریقتِ چشتیہ کا روشن چراغ ہمارے حوالے کر گئے ہیں۔ حضرت فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ، حافظ اکمل شاہ وارثیؒ، قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ، فقیر الحاج عزت شاہ وارثیؒ نے اس چراغ کو بجھنے نہ دیا اور مقدور بھر کوششوں سے اس کی لو بڑھائی اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچانے کیلئے پاکستان میں دیوۂ ثانی چھپر شریف میں ایک نشانِ منزل

کے طور پہ اس قندیل کو نصب کر دیا۔ یہ سب ہستیاں تو یہ کہتے ہوئے اپنے اپنے حصے کی روشنیاں تقسیم کرتے ہوئے راہیٔ ملکِ عدم ہو گئیں کہ

ان لمحوں کی یادیں سنبھال کر رکھنا
ہم یاد تو آئیں گے لیکن لوٹ کر نہیں

آج ہر طرف حسد، بخل، نفرت، ہوس، انانیت، مفاد پرستی اور تعصب کی تند و تیز آندھیاں چل رہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس چراغ کی لو کو آج کے اس پر فتن اور پر آشوب دور میں ان پر خطر آندھیوں سے کیسے بچا کے آگے بڑھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ چراغ نہ گھی سے جلے گا نہ تیل سے بلکہ اس کی خاطر ہمیں خونِ دل جلانا ہو گا تب یہ چراغ روشن رہے گا۔

سر دیا جس نے رہِ عشق میں، سردار ہوا
سچ ہے معراجِ محبت رسن و دار میں ہے

خاکِ درِ حبیب ﷺ
راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی
سنگھوئی، جہلم (پاکستان)
Mob: 00923465849707 00923335842707
E-mail: rawarsi707@yahoo.com

# لمحۂ فکریہ

از قلم: انعام وارث وارثی
ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی، تحصیل و ضلع راولپنڈی

حضرت حافظ قاضی اکمل شاہ صاحب وارثیؒ کا یہ تذکرہ وارثیوں کیلئے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ میں اس اہم کتاب کی اشاعت پہ جناب راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی اور اُن کے معاونین کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کتاب سے قارئین کو آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی تاریخ و اہمیت، حافظ صاحب کے خاندان کا مقام و مرتبہ اور ان کی دینی و روحانی اور معاشرتی خدمات سے آگاہی حاصل ہو گی۔ اس کتاب کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے اس بات کا اندازہ تو قارئین کتاب پڑھ کر ہی لگا سکیں گے۔ مجھے منہ زبانی کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں میں صرف ''گلِ بستانِ وارث'' کی وساطت سے تمام وارثی احباب کی خدمت میں چند حوالوں کے ساتھ حافظ اکمل شاہ صاحب وارثیؒ اور فقیر عزت شاہ صاحب وارثیؒ اور آپ کے خاندان کے متعلق کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اہم نکات قابل توجہ ہیں۔ لہٰذا تمام وارثیوں سے اِن پہ خصوصی ہمدردانہ اور غیر جانبدارانہ غور و فکر کی اپیل ہے:۔

☆ سرکار حضور عالم پناہ وارث پاکؒ نے حافظ رکن عالم چشتیؒ کو ارشاد فرمایا: ''حافظ جی! آپ کے خاندان میں ہمارا حصہ ہے جو ہم جب چاہیں گے لے لیں گے۔''

تو یہ حصہ ختم تو نہیں ہو گیا جب تک وارث پاکؒ کی ولایت قائم ہے تب تک یہ حصہ بھی قائم ہے گویا یہ تو اب قیامت تک چلے گا۔

☆ سرکار حضور الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے ارشاد فرمایا ''یہ خاندان علمِ تصوف میں استاد کہلایا۔ اور بے شمار لوگوں نے اس خاندان سے اسلام کی روشنی حاصل کی۔''

☆ سرکار وارث عالم نوازؒ کا فرمان ذیشان ہے کہ محبت و ولایت کا اثر تین/ چار/ سات پشت تک رہتا ہے۔ (جبکہ یہ تو وارث پاکؒ کی غلامی میں ابھی تیسری پشت ہے۔)

☆ قاضی محمد بقا مست مجذوب درویشؒ نے حافظ قاضی محمد عطاؒ کو فرمایا: ''آپ کی اولاد میں ہمیشہ ایک فرد ایسا پیدا ہوتا رہے گا جس کو لباسِ فقر عطا ہوتا رہے گا۔''

☆ حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحبؒ نے حافظ اکمل شاہ وارثیؒ سے بوقت وصال آخری وصیت کے طور پہ سوال و جواب کے دوران تجہیز و تکفین اور تدفین کے بارے میں پوچھا کہ اگر سنگھوئی والے میت لینے آ جائیں تو پھر؟ حافظ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''اڑیا! وہ وارث تو ہیں۔ اُن کا بھی حق ہے۔'' (یہاں یاد رہے کہ قرابت داروں کے حق اور مودّت کی گواہی تو اللہ رب العزت نے قرآنِ پاک میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اطہر سے بھی ان الفاظ میں ارشاد فرمائی ''(اے حبیب ﷺ!) فرما دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا سوائے (میری) قرابت کی مودّت کے۔'' (سورۃ الشوریٰ: 23) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو مجھ سے، میرے اہل بیتؑ سے اور قرآن سے محبت کرنے کی تاکید کرو۔ (احقاق الحق:

جلد ۱۸۔ص ۴۹۸) سرکار وارثِ عالم نوازؒ کا ارشادِ مبارکہ ہے ''محبت کرو، محبت میں سب کچھ ہے، بے محبت نماز روزہ سب بے کار ہے۔ دیکھو واقعۂ کربلا کو کہ لوگ نماز پڑھتے تھے، روزہ بھی رکھتے تھے مگر آلِ عبؑا کی محبت نہیں تھی، تب ہی تو پُرخاش پر کمر باندھ کر ستیاناس ہوئے۔'' (گویا محبوب کے اہل وعیال سے بھی محبت لازم ہے۔)

☆ سرکار حضور الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی تشکیل کی دستاویز میں تحریر فرمایا ''پابندی دستاویز ہذا من مقر کے وارثان، جانشینان و قائم مقامان پر برابر حاوی ہوگی۔'' اس جملہ میں وارثان سے کیا مراد ہے؟ اگر فقیر کا کوئی وارث نہیں ہوتا تو سرکار حضور نے یہ جملہ کیوں لکھوایا؟ (جبکہ قرآن ناطق ہے: ''اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہوگا۔'' سورۃ البقرہ:233) تو یہ وارث کون ہیں؟

☆ سرکار حضور الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے سنگھوئی اپنے گھر میں بیٹھ کر یو کے ٹرسٹ والوں سے ارشاد فرمایا ''میرا اعتماد سنگھوئی پر ہے۔ یہ تنویر میرا بیٹا ہے اور سنگھوئی کے یہ سب بچے مجھے عزیز ہیں۔ کیونکہ میں یہاں پلا بڑھا ہوں۔ ان لوگوں سے میرا تعلق دل سے ہے۔ میں اپنے گاؤں کا تارک نہیں ہوں نہ ہی خاندان کا تارک ہوں۔ یہ تو (میری) ایک روش ہے کہ جس میں فقیر آزاد ہوتا ہے۔''

☆ سرکار حضور الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا وصال سے تقریباً ایک ماہ قبل مورخہ 5 اگست 2004ء کو آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف میں اپنے بھتیجے راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ صاحب وارثی کے متعلق واضح ارشادِ گرامی:

''یہ (راشد) میری اولاد ہے...... میں اس کا باپ ہوں اور باپ بھی میں اس کا حقیقتاً باپ ہوں۔ میں نہیں کہتا کہ میری اولاد کوئی نہیں۔ یہ میری اولاد ہے...... اگر اسے

احرام ملے گا تو اس میں عظمت میری ہے۔ کسی جگہ سے اسے کوئی احرام دے وہ وارث پاک ؒ کا لباس ہے۔ وہ عظمت میری ہوگی۔ میں فخر کروں گا کہ میری اولاد میں پھر ایک احرام پوش پیدا ہو گیا ہے۔ میرے زمانے میں یہ چراغ بجھا نہیں۔ مجھے اس بات پہ مان ہوگا۔ میں کامیاب اپنی زندگی کو قرار دوں گا۔ مجھے کسی بات پہ کوئی اختلاف نہیں۔ اگر میرے بعد یہ احرام پوش ہو کر اس جگہ کا مالک و مختار بنتا ہے یا منتظم بنتا ہے تو یہ اپنی کمائی کرے گا تو اپنا نام پیدا کر لے گا۔ نہ کرے گا تو بدنام ہو جائے گا۔ اس کی بدنامی سے مجھے پتہ ہے کہ میری ذات بھی بدنام ہوگی اور اگر اس کا نام پیدا ہوگا تو میرا نام بھی پیدا ہوگا۔"

(یاد رہے کہ سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا تم نہیں جانتے کہ کسی آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہے۔")

☆ جناب حکیم صابر شاہ وارثی صاحب ناظم حلقہ فقراء وارثیہ (مرکز دیوہ شریف، انڈیا) نے مراد شاہ وارثی صاحب کو مدینہ شریف میں مکمل احرام مع لنگوٹ عطا کرنے کے بعد تحریری طور پر ارشاد فرمایا کہ

"یہ سلسلہ وارثیہ کا کام کرتے رہیں گے اور آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کا تمام نظام اور وہاں کی ہر بہتری کا خیال رکھیں گے۔ جناب عزت شاہ وارثیؒ اور حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کے بنائے ہوئے تمام نظام کو بخوبی انجام دیتے رہیں گے۔"

☆ حافظ قاضی محمد بقاؒ نے اپنے بھتیجے حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کو چنا، حافظ اکمل شاہ وارثیؒ نے اپنے بھتیجے فقیر عزت شاہ وارثیؒ کو منتخب فرمایا اور حضرت فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے اپنے بھتیجے راشد عزیز وارثی کو اپنے بعد آستانہ عالیہ چھپر شریف کا مالک و مختار اور منتظم پسند فرمایا۔ چنانچہ گوجرہ والوں کو ایک مرتبہ دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا کہ "میں صاحبِ مزار حضرت

حافظ اکمل شاہ صاحب کا بھتیجا ہوں اور ایک بھتیجا میرا ابھی ہے۔"

٭ راشد عزیز وارثی المعروف حاجی فقیر حاجی مراد شاہ وارثی صاحب کی احرام پوشی سے پہلے بھی ساری زندگی سب کے سامنے تجرد و تفرد، فقر و درویشی، تحریک اصلاح و فلاح اور تحقیق و تحریر میں گزری ہے۔ اور اس دوران بھی انہوں نے زر، زن، زمین، جاہ و حشمت اور شہرت و ناموری سے کوئی دلچسپی نہیں رکھی۔ بلکہ ہمیشہ گمنامی پسند کی۔

یہ مستند حوالہ جات اور اس خاندان کے اکابرین قاضی فتح محمد، قاضی ہدایت اللہ نقش بر سینہ لا الہ الا اللہ، قاضی محمد محسنؒ چراغِ پنجاب، قاضی محمد احسنؒ، قاضی خواجہ احمد صاحبؒ، قاضی غلام محی الدینؒ مقبول بارگاہِ غوثیہ، قاضی احمد جیؒ، قاضی محمد حسنؒ، حافظ قاضی رکن عالم چشتیؒ، قاضی محمد بقاؒ، قاضی حافظ اکمل شاہ وارثیؒ اور الحاج قاضی فقیر عزت شاہ وارثیؒ جیسے اس قدر بڑے بڑے ذی وقار نام اس بات کی گواہی دینے کیلئے کافی ہیں کہ یہ تصوف و طریقت کے میدان میں ایک منتخب گھرانہ ہے۔ سرکار حضور عالم پناہ وارث پاکؒ، حضرت حافظ قاضی محمد بقاؒ، حافظ اکمل شاہ وارثیؒ، فقیر حکیم صابر شاہ وارثی کے ارشادات، سرکار حضور الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی وصیت و چاہت، ان اعلیٰ اور مقدس ہستیوں کے تذکرے اور عصرِ حاضر کے تمام تر حالات و واقعات ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں؟ خود ذرا سوچیے۔ میں مزید تبصرہ کی بجائے صرف اتنا ہی کہنے پہ اکتفا کروں گا کہ

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

# پیش لفظ

## -از قلم: حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ-

حرم جویاں درے را می پرستند
فقیہان دفترے را می پرستند
بر افگن پردہ تا معلوم گردد
کہ یاراں دیگرے را می پرستند

(ترجمہ: حرم کی چاہت رکھنے والے جب حرم میں پہنچتے ہیں تو وہ اس قدر جذبات سے بھرپور ہوتے ہیں کہ حرم شریف کی چوکھٹ ہی دیکھ کے اس پہ فدا ہو جاتے ہیں اور وہیں دروازے پہ ہی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح فقہاء فقہ کی کتابوں میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ بس انہیں کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ اور گویا انہیں کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب چیزیں تو اس کی نشانیاں ہیں۔ یہ خدا نہیں نہ ہی قابل پرستش ہیں۔ بلکہ رب اور بندے کے درمیان پردہ ہیں۔ اے انسان اپنے سامنے سے یہ پردے ہٹا دے تاکہ تجھے صحیح معنوں میں اس کا دیدار نصیب ہو جائے۔)

مسلمانوں کے فکر و عمل کا شاید ہی کوئی ایسا گوشہ ہو جس پر تصوف سے زیادہ

تنقید وتبصرہ کیا گیا ہو۔ مآخذ سے لے کر مقاصد اور اثرات تک اس کے ہر ہر پہلو پر انتہائی شدومد کے ساتھ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ ناقدین نے صرف اس کے سرچشموں ہی کو غیر اسلامی بتانے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ملت اسلامیہ کے اکثر امراض کا باعث اسی کو قرار دیا ہے۔ کشمکش حیات سے گریز، راہبانہ طرزِ زندگی، اتباع شریعت سے انحراف، غیر اسلامی فکر و کردار غرض طرح طرح کے الزامات تصوف اور صوفیائے کرام پر عائد کیے گئے ہیں۔ بعض ناقدین نے تو اپنے لہجے میں اس قدر سختی پیدا کر لی ہے کہ صدق و انصاف کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ انہوں نے تاریخی حقائق سے چشم پوشی کر کے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ تصوف اسلام کے رُخِ روشن پر ایک بدنما داغ تھا یا ہے۔ اگر یہ الزامات صرف نام نہاد صوفیاء عظام اور مسخ شدہ تصوف پر ہیں تو ان کی صداقت میں کلام نہیں۔ لیکن اگر بلا استثناء تصوف اور صوفیاء کرام پر ہیں تو غلط ہی نہیں بلکہ گمراہ کن بھی ہیں۔ حقیقی تصوف مذہب کی روح، اخلاق کی جان اور ایمان کا کمال ہے۔ اس کی اساس شریعت ہے اور سرچشمہ قرآن وحدیث ہے۔ تاریخ تصوف کی ہر کتاب ہر دور میں اس کی گواہی کے لئے کافی ہے۔ صفحے کے صفحے تاریخ تصوف کے الٹتے جائیے۔ صرف زبان ہی سے نہیں عملاً کتاب وسنت کی تلقین ملے گی۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:۔

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزل ہا

(ترجمہ: اگر تمہیں پیر و مرشد کہے کہ اپنا مصلیٰ شراب سے رنگین کر دو تو پھر ایسا کر دو۔ کیونکہ شیخ طریقت کہ جو اس راہ پہ چلنے والا ہے۔ اور اس کی مشکلات اور باریکیوں سے

بخوبی واقف ہے۔ وہ اس راستے کی راہ ورسم اور طریقہ کار سے بے خبر نہیں۔ اسلئے اگر تو کامیابی چاہتا ہے تو بلاچون وچرا اُسکی بات مان لے۔ تیری بھلائی اسی میں ہے۔)

حضرت نصیرالدین روشن چراغ دہلویؒ ایک ہدایت میں فرماتے ہیں:

''مشرف پیر حجت نمی شود۔ دلیل از کتاب وحدیث می باید'' یعنی شیخ کا طریقہ کار حجت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ دلیل قرآن وحدیث سے ثابت ہونی چاہیے۔

حضرت جنیدؒ بغدادی ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں ''ایں راہ کسے یابد کہ کتاب بردست راست گرفتہ باشد وسنت مصطفیٰ ﷺ بردست چپ۔ ودر روشنائی ایں دو شمع می رود، تانہ در مفاک شبہات افتد نہ در ظلمت بدعت۔'' (ترجمہ) یہ راہ تو صرف وہی پاسکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن پاک ہو، بائیں ہاتھ میں سنت مصطفیٰ ﷺ ہو۔ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ تو شبہے کے گڑھوں میں گرے نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ روحانی ترقی کے لئے اتباعِ شریعت کو لازمی قرار دیتے ہوئے اتباع شریعت کی ایسی تعریف فرماتے ہیں کہ اجماعِ اُمت کا اتباع بھی اس کا ایک لازمی جزو بن جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

پہلا رکن شریعت میں کتاب اللہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''قرآن میں آیات محکمات ہیں کہ وہ اصل کتاب ہیں۔'' اور دوسرا رکن سنت ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

''جو کچھ رسول ﷺ نے فرمایا ہے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع فرمایا ہے اس سے بچو'' اور تیسرا رکن اجماع اُمت ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔ اختیار کرو سوادِ اعظم کو۔

کہاں وہ کتاب وسنت سے بے توجہی کا الزام اور کہاں اجماع امت کی تلقین۔حقائق سے بے اعتنائی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ مشائخ نے جگہ جگہ اپنے متعلقین اور مریدین کو ہدایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کی روحانی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی زندگی کو شریعت وسنت کے آئینہ میں دیکھا جائے۔حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے صافی کا ہمیشہ عقیدہ یہ رہا ہے کہ جس عمل کو کتاب وسنت رد کردیں وہ زندقہ ہے۔جس شخص کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق نہیں۔اسے صوفیاء کے طبقے میں شمار ہی نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے عمل کو تمام صوفیاء کا عمل تصور کر کے تصوف پر تنقید کی جائے۔پھر کچھ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ تصوف جہلاء کا مسلک تھا اور صوفیائے کرام علم دین سے نابلد تھے۔ مشائخ کے حالات کا سرسری مطالعہ ہی اس الزام کی نوعیت دریافت کرنے کے لئے کافی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جس چیز پر ان بزرگوں نے سب سے زیادہ زور دیا وہ علم ہی تھا۔حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ جاہل پیر مسخرا شیطان ہوتا ہے۔اس کی نگاہ حقیقت اور سراب میں امتیاز کرنے سے قاصر رہتی ہے۔وہ دل کی بیماریوں کی صحیح تشخیص اور مناسب علاج نہیں کرسکتا۔

حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:"پیر آنچناں باید کہ دراحکام شریعت وطریقت وحقیقت عالم باشد۔چوں ایں چنیں باشد او خود، ہیچ نامشروع نہ فرماید"۔ترجمہ: پیر ایسا ہونا چاہئے کہ وہ احکام شریعت،طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو۔اگر ایسا ہوگا تو خود کسی نامشروع چیز کے لئے نہ کہے گا۔تاریخ چشت گواہ ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کا یہ اصول تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو عالم باعمل نہ ہو خلافت عطا نہیں فرماتے تھے۔

علامہ ابن جوزی تصوف کے حامیوں میں نہیں تھے۔لیکن ان کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے۔''وما کان المتقدمون فی التصوف الا رؤسافی القرآن و الحدیث و الفقہ و التفسیر''(ترجمہ: عہد قدیم میں تصوف میں تصرف رکھنے والے لوگ قرآن وحدیث اور فقہ وتفسیر کے علم میں بہت اعلیٰ مقام پہ فائز ہوا کرتے تھے۔) پھر صوفیائے کرام پر ایک عام الزام رہبانیت کا ہے۔لیکن الزام لگانے والوں نے کبھی یہ غور نہیں کیا کہ جس چیز کو صوفیاء نے ترک کیا وہ دنیا نہ تھی۔ دنیا کا بے اعتدالانہ استعمال تھا۔وہ کہتے تھے کہ انسان اللہ کی دی ہوئی سب نعمتوں سے فائدہ اٹھائے۔اس کائنات کی ایک ایک چیز سے مستفید ہو لیکن اس طرح دنیا کی محبت اس کے دل کو آلودہ نہ کرنے پائے۔جب جان دینے اور اس کی لذتوں سے دستبردار ہونے کی دعوت دی جائے تو وہ لبیک کہتے ہوئے اس طرح دوڑے گویا بھوکے کو غذا کی اور پیاسے کو پانی کی پکار سنائی دی۔اس کی زندگی کا مرکز ومحور رضائے خداوندی بن جائے اور اس کے قلب کی بے چین دھڑکنیں صبح وشام پکارنے لگیں۔

مقصود من بندہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم ز برائے تو زیم

(ترجمہ: دونوں جہانوں میں میرا مقصود فقط تیری ہی ذات ہے۔میرا جینا، مرنا سب کچھ تیرے ہی لئے ہے۔)

حضرت شیخ نظام الدین محبوبؒ الٰہی کے یہ الفاظ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔فرماتے ہیں:''ترک دنیا آں نیست کہ کسے خود را برہنہ کند۔مثلاً لنگوٹہ بہ بندد بنشیند ترک دنیا آں است لباس بپوشد وطعام خورد و آنچہ می رسد روا بدارد و مجمع او میل نہ

کند و خاطر را متعلق چیزے ندارد، ترک دنیا است''۔ (ترجمہ) ترک دنیا کے یہ معنی نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو ننگا کرے اور لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے۔ بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی اور جو حلال چیز پہنچے اسے روا رکھے۔ لیکن اس کے جمع کرنے کی طرف رغبت نہ کرے اور دل کو اس سے نہ لگائے، یہ ترک دنیا ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں فقیر وہ نہیں ہے کہ اس کا ہاتھ متاع اور توشہ سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کی طبیعت مراد سے خالی ہو۔ اگر یہ رہبانیت ہے تو پھر یہ طے کرنا ہوگا کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ شاید حقائق سے اس بے اعتنائی کا ثبوت کبھی نہیں دیا گیا۔ جتنا یہ کہ صوفیائے ملت کے قوائے عمل کو مضمحل کر دیا۔ یہ الزام غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں نے ملت کے عروق مردہ میں ہمیشہ روح پھونکی ہے اور زوال اور انحطاط کے زمانہ میں تجدید کے راستے تلاش کئے ہیں۔

اور یہ ہی ان کے کارناموں کا ایک ایسا گوشہ ہے کہ جس کا اب تک تعصب اور تنگ نظری سے الگ ہو کر جائزہ نہیں لیا گیا۔ تاریخ کے طلبا نے شاہی خاندانوں کے عروج و زوال کی داستانوں میں اپنے آپ کو کچھ اس طرح گم کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک تاریخ صرف دربار اور میدان سیاست و جنگ سے ہی عبارت ہو کر رہ گئی ہے گویا حکیم ثنائی کا یہ دعوت نامہ ان کے کانوں تک نہیں پہنچا۔ ''اے کہ شنیدی صفت روم وچین۔ خیز دبیا ملک ثنائی بہ بیں۔'' (اے کہ تو نے روم اور چین کی خوبیاں تو سن لیں اب ذرا اُٹھ اور ثنائی کا ملک بھی دیکھ۔) مذہبی تذکرہ نگاروں نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس طرح کہ ان بزرگوں کے اصلی خدوخال ہی چھپ گئے اور ماحول کے صحیح پس منظر کے ساتھ نہ ان کو دیکھا جا سکا اور نہ انسانیت کی سطح پر ان کی عظمت و بلندی

کا اندازہ لگایا جا سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان بزرگوں کی سوانح حیات کے حالات بنی نوع انسان اور ملی ضروریات کے آئینہ میں دیکھے جائیں تا کہ ان کے صحیح خدوخال نمایاں ہو سکیں۔ کیا ان اسباب کا تجزیہ ممکن نہیں جنہوں نے مسلمانوں کی دینی زندگی کو سیاسی زوال کے خطرناک اثرات سے بچایا اور زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے فکروعمل میں تبدیلیاں پیدا کیں۔

انگلستان کے ایک مشہور اور ذی علم مشرقی پروفیسر ایچ اے آر گب (H.A.R.GIBB) نے ایک مرتبہ آکسفورڈ یونیورسٹی مجلس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا" تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہوسکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیا کا انداز فکر فوراً اس کی امداد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔"

پروفیسر گب کی رائے سے ہمیں پورا پورا اتفاق ہے۔ اسلامی تاریخ میں صوفیا کرام کے کارنامے یقیناً اس نظر سے خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی ملی زندگی میں جب کوئی مشکل مقام آیا ہے تو ان ہی بزرگان دین نے بصیرت اور حکمت کے ساتھ نامساعد حالات کا مقابلہ کیا ہے۔ ان کا ہاتھ ملت کی نبض پر اور ان کا دماغ تجدید اور احیاء کی تدبیریں سوچنے میں مصروف رہتا ہے۔ اسلامی سوسائٹی کا صحیح مزاج قائم رکھنے کے لئے انہوں نے بڑی پرخلوص جدوجہد کی تھی۔ حقیقت میں اس حکم خداوندی کی تعمیل کی کہ" ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون

چاہئے جو خیر کی طرف بلائے اور ممنوعات سے روکے۔(سورۃ ال عمران: آیت نمبر۱۰۴)ان ہی کے ذریعے اسلامی تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان بندگان خدا نے کس طرح یدعون الی الخیر و ینھون عن المنکر کی خدمات انجام دی ہیں۔ جب مسلمانوں کی سیاسی ترقی کا دور آیا اور عسکری کامیابیوں نے آنکھوں کو خیرہ کر دیا تو بزرگان دین مادیت کے سیلاب کو روکنے میں لگ گئے۔ جب سیاسی نظام درہم برہم ہوا تو مذہبی انتشار کے خلاف لڑنے لگے۔ جب قوم کا اخلاقی مزاج بگڑا ہوا پایا تو انہوں نے اپنی تمام ذہنی اور عملی صلاحیتیں صحت مند عناصر کو اُبھارنے میں صرف کر دیں۔ میر خورد نے کیا سچی بات فرمائی ہے۔ وہ خدا کے دین اور پیغمبر علیہ السلام کی سلطنت کے لئے مضبوط قلعے تھے۔

کوئی انسانی تحریک خواہ وہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو جب افراط وتفریط عمل و ردعمل کا بازیچہ بنتی ہے تو اس کی شکل مسخ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ فقہ اسلامی کی تدوین نے مسلمانوں کی دینی اور سماجی زندگی کو سنوارنے میں عظیم الشان کام کیا۔ لیکن جب اس کو حیلہ بازیوں اور مکاریوں کا ذریعہ بنایا گیا تو مسلمانوں کی عملی زندگی بالکل بے روح ہو کر رہ گئی۔ متکلمین نے اسلام کو یونانی فلسفہ کی زد سے بچانے میں بڑی خدمت کی لیکن جب علم کلام نے شبہات وشکوک پیدا کرنا اپنا مقصد بنالیا تو مسلمانوں کی ذہنی زندگی میں بڑا خلاء اور انتشار پیدا ہوا۔ یہی حال تصوف کا بھی ہوا۔ جب باطنی زندگی کو ظاہری زندگی سے الگ کیا گیا تو شریعت وطریقت کی تفریق پیدا ہوگئی۔ دنیا پرستی سے گریز کو انسانیت کی شکل دے دی گئی۔ مجاز پرستی، پیر پرستی، قبر پرستی اور نغمہ وسرود کو روحانی ترقی کا لازمی جزو قرار دے دیا گیا۔ بے شک یہ سب گمراہیاں تصوف میں پیدا

ہوئیں لیکن اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ صوفیائے صافی نے ہمیشہ ان گمراہیوں کے خلاف آواز بلند فرمائی ہے اور ان فاسد عناصر کو خارج کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔

(ماخوذ از ''تاریخ مشائخ چشت'' مصنفہ ''پروفیسر خلیق احمد نظامی'')

مغربی تعلیم ہی کسی کو ترقی کی چوٹی پر نہیں پہنچا سکی۔ اگر ایسا ہوتو آج یہ رونا کیوں ہوتا اور قوم کو کسی دوسری طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی کیوں رہ جاتی۔ اس لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانان ہندوپاک کو وہ کون سا عمل اختیار کرنا چاہئے کہ ان کی پستی رفع ہو اور وہ دنیا میں ایک معزز قوم کے زمرہ میں شمار ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے ایک مکمل قانون بنا دیا ہے جس میں بچپن سے لے کر آخر زندگی تک مختلف مدارج کے لحاظ سے ہر ضروری حکم موجود ہے مگر بدنصیبی سے ہم اس سے عموماً ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارا کوئی کام قرینہ اور ڈھنگ سے انجام ہی نہیں پاتا اور سچ پوچھئے تو اب بے دست و پا ہو رہے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی قانون پر ہمارے اسلاف نے عمل کیا تو دولت و عزت میں ان کا کوئی ہم پلہ اور ہمسر نہ تھا اور جب سے اس قانون کی حدود سے باہر ہم نے قدم رکھا، ہم ہر لحاظ سے روز بروز گرتے چلے گئے اور گرتے چلے جا رہے ہیں۔ تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ہسپانیہ سے ہمارا نام ونشان مٹا، کیوں؟ بے علمی کی وجہ سے۔ یورپ سے صدیوں حکومت کرنے کے بعد بڑی بے توقیری سے نکالے گئے، کیوں؟ بے عملی، قرآن وسنت سے غفلت کی وجہ سے۔ پاکستان و ہندوستان میں مسلمان کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے، ظاہر ہے۔ تجربہ بتا رہا ہے کہ اس پر عمل کے بغیر قوم

کا بیڑا منجدھار سے صحیح سلامت نہیں نکل سکتا اور نہ ہم دنیا میں کسی طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ نہ ہماری آخرت درست ہوسکتی ہے۔ نہ ہماری آئندہ نسلیں سعادت مند اولاد بن سکتی ہیں۔ نہ فرض شناس والدین، نہ اچھے میاں بیوی، نہ حاکم نہ تاجر، نہ قاضی نہ مفتی، نہ ملا نہ روحانی پیشوا، نہ بہادر سپاہی نہ سچے لیڈر۔ نہ تو ہم میں ہمت آسکتی ہے، نہ جوانمردی نہ شجاعت نہ گھر میں چین وسکون۔ ایک بے تابی کی زندگی ہے جو ہمارا نصیب ہوکر رہ گئی ہے۔ کیوں؟ سوچئے تو معلوم ہو جائے گا۔ جب تک ہم حضور سرور کونین ﷺ کے بتائے ہوئے قانون قرآن وسنت پر عمل نہیں کرتے، صاحب نظر باکمال بزرگان دین سے معانقہ نہیں کرتے، ان کے حضور زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتے، سوز وگداز کی میراث جب تک ان کے حضور سے ہمیں نہیں ملتی، یا قرآن وسنت کی روشنی نہیں ہوتی، اس وقت تک نہ تو اپنا کوئی کام کامیابی سے چلا سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی ذریعہ ہے۔ غرض کہ ہم کچھ بھی کریں، جب تک حضور شہنشاہِ دوجہاں سرورعالم ﷺ کی تقلید ہمارا سرمایہ نہیں بنتی، محبت عشق جب تک ہمارے قلب کی جاگیر نہ بنے ہم مایوس وناکام رہیں گے۔

اس کے لئے تصوف ومعرفت کے اصل تاجدار جو ہیں ان کی غلامی اختیار کرنا ضروری ہے۔ انہیں کی محفل ومجلس ہمیں سلیقۂ محبت وعشق کے سوز وگداز کے مراحل سے گزار سکتی ہے۔ اسی کی تابعداری اور غلامی صراط مستقیم پر چلا سکتی ہے۔ یہ آنکھیں بند کر کے چلنے کا نہیں بلکہ آنکھیں کھول کر سفر کرنے کا مقام ہے۔ آنکھوں میں جب تک محبت وسوز وگداز کی روشنی نہ آجائے راہ مستقیم کو حاصل کرنے کے لئے جب تک تم آنکھوں اور قلب کو سیر کراتے ہوئے اصل خوراک مہیا نہ کرلو منزل مقصود تک

پہنچنا محال ہے۔ زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں بنتا۔ اسلام ایک عملی زندگی کا نام ہے۔ عملی زندگی تصوف و معرفت، جس میں قرآن و سنت ہے، اس سے میسر آ سکتی ہے۔ جس طرح ایک عرصہ مطالعہ کے بعد ثابت ہوا کہ حضور سرکار عالم پناہ وارث ارث علی جو چھبیسویں پشت امام عالی مقام سید الساداتٖ شہید اعظم سرور کونین نواسئہ تاجدار انبیا، شہید کربلا ہیں۔ جس کی دنیا میں آمد سے پانچ پشت قبل کائنات میں نوید پہنچا دی گئی تھی کہ پانچویں پشت میں تصوف کا وہ روشن چراغ، عشق و محبت کا وہ تاجدار ذات کبریا کے صفاتی نام کے ساتھ راہ ہدایت کی ایک خاص شمع روشن کئے ہوئے دنیا میں تشریف لائے گا۔ جس کے عقیدت مندوں، محبت کرنے والوں کو بغیر اس کے دیکھنے کے کسی ورد و وظائف، مراقبہ، ذکر و فکر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس نور واحد کی صورت جو جمال اول و آخر ہے خاص پرتو سے بھرپور ہوگی۔

کائنات عالم کو راہ مستقیم کے لئے انسان کو ایک نیا شعور عطا فرمایا۔ لہٰذا اس محبوب صورت نے مذہب و ملت کی تمیز ختم کر کے انسان جو نسل آدم علیہ السلام ہے۔ اسے خاص محبت واخلاق کی تعلیم سے نوازا۔ سرکار سیدنا و مرشدنا و مولانا حاجی سید وارث علی شاہ صاحب قبلہ و کعبہ کی آمد کا پیغام قبل از وقت بے شمار بزرگوں نے خاص طریقہ سے اظہار فرمایا۔ جو طوالت کے پیش نظر مکمل لکھنا تو مشکل ہے، تھوڑا سا لکھ دیتے ہیں۔

''حیات وارث'' میں محترم بزرگوار جناب ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی جو سرکار عالم پناہ کے حضور مقبول تھے۔ عرصہ دراز خدمت میں گزارا اور بے شمار پرانے لوگوں سے مل کر مطالعہ کیا۔ یوں فرماتے ہیں کہ مقربین بارگاہ احدیت کی ولادت باسعادت کی بشارت اکثر مقدس اور ابرار حضرات دیتے ہیں جس کو دوسرے لفظوں

میں یہ کہنا چاہئے کہ ان کی آمد کا منجانب ذات کبریا اعلان ہوتا ہے۔ علی ھذا ہمارے حضور قبلہ عالم کی تشریف آوری کا تذکرہ سینکڑوں برس پہلے اولیائے عظام نے اپنے اپنے وقت میں فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بکمال شرح و بسط حضور کے صفات و برکات کے ساتھ آپ کے مسلک و مشرب سے بھی خلق کو خبردار کر دیا ہے۔ ان پیشین گوئیوں کو مؤلفین سیرت وارثی تحریر فرما چکے ہیں۔ بلکہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی قدس سرہ العزیز کی پیش گوئی اور حضرت شاہ نجات اللہ کا کشفی ارشاد اور مولانا عبد الرحمن صاحب مولد لکھنوی کی بشارت کو وضاحت کے ساتھ صاحب مشکوۃ حقانیہ نے لکھا ہے۔ لہٰذا ضرورت نہیں۔ تھوڑی وضاحت کر لیتے ہیں۔

سید ناظم علی صاحب رسول پور کنتوری ضمیمہ سید السادات قلمی میں تحریر فرماتے ہیں، جو اس نادار نے خود مطالعہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم وارث ارث علی کے جد امجد میراں سید احمد 1141ھ میں پیدا ہوئے اور جب والد بزرگوار سے کتب درسیہ میں فراغ حاصل کیا اور قصبہ دیوہ شریف میں جو اس وقت دارالعلوم تھا سلسلہ درس و تدریس جاری فرمایا۔ اور چونکہ صاحب حقائق و معارف تھے۔ اس لئے بہ نظر ہدایت باب علوم طریقت کشادہ تھا اور طالبان حق کو رموز حقیقت سے مستفیض فرماتے تھے۔ ایک روز ممدوح الصفات دولت کدے کے قریب برلب تالاب چند یاران طریقت سے گرم سخن تھے کہ ایک صاحب باطن درویش نے قریب آ کر کہا ''السلام علیك و علی ولدك الذی فی صلبك ان اللّٰہ تبارك و تعالٰی قد نور سیماکم بنورہٖ واشرق الارض بظهورہٖ فطوبٰی لکم یا سیدی۔ میراں سید احمد فرمود آرے می بینم شمیم مشکبارش در چمنستان عالم منتشر و ضیائے حسن و جمالش

چوں مہر تاباں منفشر۔" (ترجمہ: "یا سیدی سلامتی ہو آپ پر اور آپ کی اولاد میں سے اس پر کہ جو ابھی آپ کی پشت میں ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ اُس کے نور سے آسمان و زمین منور ہوں گے۔ میراں سید احمد فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی خوشبو تمام عالم میں پھیل رہی ہے اور اس کے حسن و جمال کی روشنی ایسے پھیل رہی ہے کہ جیسے چمکدار سورج کی پھیلتی ہے۔")

حاضرین صحبت متفسر حال ہوئے کہ ہم کچھ نہیں سمجھنے کہ اس بزرگ درویش نے کس فرزند ارجمند کی آپ کو بشارت دی اور آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اگر مضائقہ نہ ہو تو اس اسرار سے ہم کو بھی خبردار کیا جائے۔ "میراں سید احمد فرمود کہ حق تعالیٰ مرا فرزندے کرامت فرمود کہ در صلب پنجم از صلب من ظاہر خواہد شد۔ الحق اُو "نور دیدہ میراں سید احمد" است۔ و "جگر بند میراں سید احمد" است۔ کہ عدد اسم پاکش بہ ہمیں ہر دو کلمہ بیرون آیند۔ واسم اواز یکے اسم ذات است۔ وصفات او بیرون از حدود جہات است۔ مقام علویش پایاں ندارد۔ نظام سلوکش کہ شمار در شمعیست در شبستان مصطفوی و سرو یست از گلستان مرتضوی۔ منزل فقر کاشانہ او۔ و سرالست خمخانۂ او۔ نیستان عشق را شیر ببر۔ تاجدار اقلیم رضا و صبر۔ در عہد خود از شرق تا غرب متصرف خواہد شد۔ گبر و ترسا، یہود و نصاریٰ، مسلم و مشرک بلکہ ہر مذہب و ملت را رہبر کامل شدہ۔ ہر یکے را بمہرش خواہد رسانید۔ در اقطار عالم بہر گوشہ کہ می بینم نشانش می یابم۔ رہروان منزل تفرید، سالکان وادیٔ تجرید، عزلت نشینانِ بساطِ طریقت، غواصانِ قلزمِ حقیقت، بادہ نوشانِ میخانۂ محبت، سرمستانِ خمخانۂ مودت، عقدہ کشایانِ اسرارِ معرفت، مسند نشینانِ کاخِ مکرمت، شہسوارانِ میدانِ ابتلا، سرِ حلقگانِ مکتبِ وِلا، نظر بازانِ

منزلِ ناسوت، رازدارانِ انجمن ملکوت، سرفروشانِ میدان جبروت، مدہوشانِ بام لاہوت، ہمہ حلقہ بگوشِ آں بادہ فروش خواہند شد۔''

(ترجمہ: ''میراں سید احمد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا فرمایا ہے جو میری پانچویں پشت میں ظاہر ہوگا۔ درحقیقت وہ بچہ (''نور دیدہ میراں سید احمد'') میراں سید احمد کی آنکھ کا نور ہے اور (''جگر بند میراں سید احمد'') میراں سید احمد کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ کہ اس کے مقدس نام کے عدد انہیں دو کلمات (''نور دیدہ میراں سید احمد'' و ''جگر بند میراں سید احمد'': 707) کے ہم عدد اور ان کے اعداد کے مطابق ہوں گے۔ اور اس کا نام اللہ عزوجل کے (صفاتی) ناموں میں سے ایک ہے۔ اس کی صفات بے حد و بے حساب ہیں۔ اس کے بلند مقام تک پہنچنا ممکن نہیں۔ شبستانِ مصطفویؐ میں اس کا نظامِ سلوک مانند مینارۂ نور کے ہے۔ وہ گلستانِ فقر مرتضویؑ کا سرو ہے۔ اس کا مے خانۂ عرفاں رازِ الست کا حامل ہے۔ عشق کے جنگل کا ببر شیر ہے۔ صبر و رضا کی سلطنت کا بادشاہ ہے۔ اپنے عہد میں شرق و غرب تک صاحبِ تصرف ہوگا۔ آتش پرست، پارسا، یہود و نصاریٰ، مسلم و مشرک بلکہ ہر مذہب و ملت کے افراد کیلئے رہبر و رہنما ہوگا۔ ہر ایک کو اپنے پیار، محبت اور مہر کے ساتھ منزلِ مقصود پہ پہنچائے گا۔ تمام جہان کے اندر میں جدھر بھی دیکھتا ہوں اسی کے نشانات پاتا ہوں۔ آپ منزل تفرد کے راہیوں، وادیٔ تجرد کے سالکوں، طریقت کی بساط کے عزلت نشینوں، قلزمِ حقیقت میں غوطہ لگانے والوں، میخانۂ محبت کے بادہ نوشوں، خمخانۂ مودّت کے سرمستوں، اسرارِ معرفت کی عقدہ کشائی کرنے والوں، عزت و تکریم کے محلوں کے مقیموں، میدانِ ابتلا و آزمائش کے شہسواروں، مکتبِ ولا کے حلقوں کے سرداروں،

منزلِ ناسوت کے نظر بازوں، انجمنِ ملکوت کے رازداروں، میدانِ جبروت کے سرفروشوں، بامِ لاہوت کے مدہوشوں کے سربراہ ہوں گے۔ اس بادہ فروش کے تمام حلقہ بگوش اس سے فیضیاب ہوں گے۔"

حضرت میراں سید احمد قدس سرہ العزیز کا یہ مکاشفہ جو آپ کی قوت روحانی کی بین دلیل ہے اور جس کو صحیح معنی میں حضور قبلہ عالم کی ولادت باسعادت کا مژدہ اور آپ کی عظمت وجلالت کا جلی خط میں اعلان کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن اس مرد خدارسیدہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس نے آکر میراں سید احمد سے کہا السلام علیك و علی ولدك الذی فی صلب اور میراں سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ان یاران طریقت کے ہم شکر گزار ہیں جن کے استفسار پر سید صاحب ممدوح الشان نے اپنے اس مکاشفہ کا بکمال وضاحت اظہار فرمایا۔

واقعی مردان حق کا کلام بھی حق ہوتا ہے۔ میراں سید احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ اس کا بہ ہمہ قیود وصفات ظہور ہوا کہ آپ کی پانچویں پشت میں بایں سلسلہ کہ آپ کے صاحبزادہ سید کرم اللہ اور ان کے فرزند سید سلامت علی اور ان کے نوردیدہ سید قربان علی شاہ اور ان کے لخت جگر سیدنا وارث علی شاہ اعظم اللہ ذکرہ منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئے جن کا وجود باجود اہل علم کے لئے عین رحمت خداوندی ہے۔ جیسا کہ اس برگزیدہ مرد خدا نے فرمایا تھا کہ واشرق الارض بظھورہ فطوبیٰ لکم یا سیدی۔ لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو جس طرح یہ مکاشفہ جامع اور معنی خیز مشرح اور مضبوط ہے اسی طرح یہ بشارت ایک ذات کے لئے مفید اور محدود بھی اس قدر ہے کہ دوسری ذات کے ساتھ تاویلاً بھی منسوب نہیں کر سکتے اور چونکہ میراں سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی

مقدس صفات ایک مالک کی ذات ہے اور جامع فضل وکمالات تھی لہذا آپ کا مکاشفہ بھی لطائف ومعارف کا مجموعہ ہے۔ بمصداق کلام الملوک ملوک الکلام۔

آخر میں میراں سید احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی پیشین گوئی کو اس مضمون پر ختم فرمایا کہ وہ نورِ نظر ایسا وحید العصر اور جلیل القدر ہوگا کہ اس کے ہم عصر مقربین بارگاہ احدیت اس کی رفعت وعظمت کا اقرار کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قبلۂ عالم کے مراتب علیا کا مشہور ومعروف اہل حقائق ومعارف نے اعتراف فرمایا۔ حضور کے دور کے ہر شیخ طریقت ومعرفت نے اقرار کیا کہ حضرت قبلہ عالم کی ذات میدان فقر میں سلطان ہے۔

حضور قبلہ میاں حاجی فقیر اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ جن کا اب دیرینہ غلاموں اور قدیم فقراء میں شمار ہے۔ کیونکہ آپ 1314 ہجری سے احرام پوش ہیں اور عرصہ دراز تک مستقل طور پر اس خدمت کے لئے مامور رہے کہ غلامان وارثی کے عرائض کا جواب نگارش کرتے تھے۔ سیاحت کے دوران انبالہ جاتے ہوئے حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سائیں صاحب قبلہ نے جن کا عارفین وقت میں شمار ہوتا تھا۔ شاید احرام سے پہچان لیا اور فرمایا ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دا اور حاجی صاحب دا فیض ساڈے اپر آوندا ہے''۔ اور میرے ساتھ خاص شفقت فرمائی۔ اس طرح کے بے شمار واقعات سامنے آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ علمائے کرام فرنگی محل مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی، مولانا عبدالغفار قدس سرہ فرنگی محلی، مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی یہ اس دور کے جید علمائے کرام تھے جو فقیروں اور درویشوں کے قائل نہیں تھے۔ مگر قبلۂ عالم کی محفل میں جاتے اور سرکار عالم

پناہ رحمۃ اللہ علیہ میں اپنی عافیت کی التجا کرتے اور اپنے خاندان واولاد کو حضور قبلہ عالم کی خدمت میں لے جاتے۔ بیٹھنے کی ہدایت دیتے۔ اسی طرح شاہ احمد حسین بانسوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پیلی بھیت والے)۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جناب سید غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی نے انگریزی زبان میں ایک کتاب حضور انور کے حالات میں تالیف فرمائی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ''مولوی احمد حسن صاحب متوطن ملاواں ضلع بارہ بنکی کے بھائی کا واقعہ ہے کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو حضور انور کی خدمت عالی میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور انور نے ان سے ارشاد فرمایا ''میرا اسلام حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہنا وہ ایک وقت میرے ساتھ تھے۔ اب مکہ معظّمہ میں رہتے ہیں۔'' ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کا سلام پہنچایا تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک خاص اثر ہوا اور ان کے آنسو نکل پڑے۔ جواب میں فرمایا:۔ میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست کرنا کہ بہبودی کی دعا کریں۔ کیونکہ میرا وقت آگیا ہے۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر پیغام پہنچایا تو حضور انور نے فرمایا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود ولی کامل ہیں، ان کو دعا کی کیا حاجت ہے۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری چشتی پھلواروی راقم الحروف کو تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے فرمایا تھا کہ حاجی سید وارث علی شاہ صاحبؒ سا موحد پھر دیکھنے میں نہیں آیا اور دنیا کو ایسا موحد دوبا

رہ میسر نہیں آئے گا۔'' (ماخوذ از حیاتِ وارثؒ، مشکوٰۃ حقانیت)

یہ تو علمائے دین اور مشائخ عظام کا حال تھا کہ سب ہی آپ کی ذات کو تسلیم کرتے اور اپنی اپنی محبت وعقیدت کا دم بھرتے تھے۔ اس کے علاوہ دنیا کا ہر مذہب آپ کی ذات پر نثار تھا۔ جو ایک دفعہ سامنے آیا بغیر عطا کے واپس نہیں گیا۔ چند واقعات تحریر ہیں:۔ ہم نے اکثر ہندوؤں کو دیکھا ہے کہ وہ سرکار قبلہ عالم کی عقیدت و محبت کے بعد اسلام اور طریق اسلام کے شیدائی بن گئے اور در پردہ مسلمان تھے۔ بعض درود شریف اور آیات قرآنی نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے تھے اور اپنا کیف حاصل کر لیتے تھے۔ اکثر ہندوؤں نے بڑے بڑے مجاہدات کئے ہیں جن میں ٹھاکر پنچم سنگھ، بابو کاشی پرشاد الٰہ آبادی، منشی تلک نرائن صاحب مظفر پوری، راجہ سروپ سنگھ تعلقہ دار سابق سورت گنج اودھ، بابو موتی لال وکیل بھاگل پوری، منشی لکھی نرائن، ٹھاکر بش سنگھ، رمیش رامے پور، پنڈت شیام لال رئیس گیا جن کا دوسرا نام فضیحت شاہ تھا، بابو کنہیا لال وکیل بیس سال تک روزے رکھتے رہے اور صائم الدھر رہے اور توحید و رسالت کا اقرار کیا۔ یہ جوش محبت آخر رنگ لایا اور اسی طرح مندرجہ بالا نام اس آفتاب ولایت کے حسن و جمال بے مثال سے مغلوب ہو کر دین سرورِ عالم ﷺ میں اتنے عبادت گزار ثابت ہوئے جس کی مثال ہمارے پاس نہیں۔ حضور میاں قبلہ حاجی فقیر اوگھٹ شاہ صاحب وارثیؒ کو بابو کنہیا لال ایک خط تحریر فرماتے ہیں۔ جو انہوں نے حضور کی خدمت میں 11 نومبر 1904ء کو لکھا تھا۔ لکھتے ہیں'' جناب شاہ صاحب تسلیم! آپ سے رخصت ہو کر میں گھر پہنچا۔ دل بے چین اور طبیعت پریشان ہے۔ وجہ دریافت نہ ہونے سے عقل حیران ہے۔ مہربانی فرما کر سرکار میں سلام عرض کریں

اور میری جانب سے کہہ دیجئے کہ اب سلگنے کی طاقت نہیں ہے۔ایسا کرم فرمائیے کہ آگ بھڑک اٹھے اور اس کے ضبط کی قدرت عطا فرمائیے۔اور دیگر حضرات کی خدمت میں علیٰ قدرِ مراتب تسلیم۔کنہیا لال وارثی''۔

اس خط سے سوز وگداز کا خاص ثبوت ملتا ہے کہ وہاں کوئی بھی اہل مذہب خالی ہاتھ نہیں گیا۔نسل آدم سے کوئی آدمی خواہ کسی مذہب کا ہو۔اگر قسمت اسے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں لے گئی تو وہ بامراد واپس لوٹا۔نامراد نہیں آیا۔اس کی جھولیاں بھر کے واپس روانہ کرنا سرکار عالم پناہ کی فطرت میں شمار تھا۔دنیا مانگنے والوں کو دنیا، محبت مانگنے والوں کو محبت، دینی عمل وفکر مانگنے والوں کو تصوف ومعرفت عطا کی۔

روزِ اول کی عطا جو کارساز نے اپنے محبوب پاک سید وسرورِ انبیاء ﷺ کے حسن وجمال کا صدقہ نسل آدم کو فرمائی اس کی تصدیق سرکار عالم پناہ کے وجود مقدس سے نمایاں اس کائنات میں سامنے آئی جس کے ثبوت بے شمار ہیں۔رسم دستگیری اس خاندان کا روز اول سے شیوہ ہے۔لہٰذا حضور قبلہ عالم نے دنیا کے ہر مذہب کی عبادت گاہوں میں ہر مذہب کو نمایاں زیارت بخش کر دستگیری فرمائی۔

جس کا ثبوت تاریخ میں موجود ہے۔صاحبِ ''عین الیقین'' تحریر فرماتے ہیں کہ ایک راجپوت کنچن سنگھ نامی جگت ناتھ جی تیرتھ کو گیا وہاں اس نے جا کر مندر میں دیکھا کہ بت کی جگہ حضور انور جلوہ افروز ہیں۔حیران وپریشان ہوا۔اپنے سب ساتھیوں سے دریافت کیا جس کی تصدیق سب نے کی۔کنچن سنگھ نے سب کو مشاہدہ کرایا۔جب واپسی ہوئی تو دیوہ شریف خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ حضور قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کیا۔آپ نے فرمایا ''ٹھاکر جی ہم نہ ہوں گے کوئی اور ہوگا۔''

کنچن سنگھ نے کہا ''شہنشاہا! میں نے ہی نہیں دیکھا اور ساتھی بھی گواہ ہیں۔ اگر کہیں تو بلا لیتا ہوں۔'' آپ حضور نے مسکرا کر فرمایا ''ٹھاکر جی! اب جگت ناتھ جی نہ جانا۔'' ٹھاکر فوراً مسلمان ہوا اور حضور انور کے دست اقدس پر بیعت ہو کر فیض یاب ہوا۔

ہمارے رہنمائے حقیقت و طریقت مرشد برحق سیدنا و مولانا سرکار عالم پناہ وارث پاک اس البیلی شان اور انوکھے انداز سے اس عالم میں نمودار ہوئے کہ جس کی حقیقت سے خبردار ہونا ادراکِ انسانی سے بالاتر ہے۔ ہر مذہب و ملت ان کی شمع جمال کے پروانے تھے۔ اولاد آدم نے دنیا میں آنے سے قبل بھی فائدہ اٹھایا۔ دستگیری حاصل کی۔ دنیا میں آنے کے بعد کوئی آنے والا یا جس نے جس جگہ یاد کیا اپنے حصے سے محروم نہ رہا۔ بعد از وصال بھی آج تک وہی دستگیری قائم و دائم ہے۔ ہر عقیدت مند اپنے مرشد پاک کی تعریف کرتا ہے۔ یہ فطری تقاضا ہے مگر سیدنا و مرشدنا سرکار عالم پناہ کی تعریف کائنات کی ہر چیز کرتی ہے۔ انسان تو انسان ہے۔ چرند، پرند، نباتات، حشرات الارض، حیوانات تک جوتائب ہو کر تسلیم کرتے ہیں اور اپنی اپنی زبان میں تعریف بھی کرتے ہیں۔

عقیدت اور پیر مریدی کا کائنات میں ایک نیا شعور سرکار عالم پناہ کی ذات اقدس نے عطا فرمایا۔ جس کی بنیاد فقط اور فقط عشق و محبت پر ثابت کی اور تاریخ تصوف میں ایک باب کا اضافہ فرما کر پہلے اور دور جدید کے مشائخ عظام اور بعد میں آنے والے پیران عظام کے لئے صراط مستقیم کا آسان اور خوبصورت انداز عطا فرمایا۔ جو حضور سے پہلے تصوف کی تاریخ میں نہیں تھا۔ اول سے لے کر آخر تک خلافت جبہ کی شکل میں یا کلاہ کے انداز میں مشائخ نے اپنے قریبی عقیدت مندوں کو پہنا کر خلافت

دے کر اپنے سلاسل کو طریقت کے میدان میں جاری رکھا جواب تک چلتا رہا ہے۔ ہمارے حضور قبلہ عالم نے کلاہ و جبہ خلافت کو دوکاندار کے ہاتھ فروخت کر کے فیصلہ دے دیا کہ یہ خلافتیں جو ظاہر و باطن اور پیرابن پیر پیدا کرتی ہیں۔ انہیں مسلکِ عشق سے دور کا تعلق بھی نہیں تھا اور اپنا لباس اتار کر حرم کعبہ کا مخصوص لباس احرام زیبِ وجود اقدس دوران حج اختیار فرمایا۔ احرام کے احترام کو زندگی بھر ثابت فرما دیا کہ میں روز اول سے اس مقدس لباس کا حق دار ہوں اور میرے دست قدرت کو عطا ہے کہ اس لباس میں کائنات کی دستگیری کروں جس کا حق واقعی کائنات میں عشق و محبت سے ادا ہوا اور ہو رہا ہے۔ جسے حضور نے اپنے وجود اقدس کا یہ لباس احرام خود اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا۔ اس کی کیفیت میں انقلاب برپا فرما دیا۔ وہ دنیا کے کسی دوسرے کام کے لائق نہ رہا۔ اندازِ دستگیری کچھ ایسے کی کہ ایک نظر سے تعلیم فرمادی اور مجاہدات سے گزار کر اپنے اپنے دور کیلئے باعث رحمت قرار دیا۔ جو بابا فیضو شاہ صاحب قبلہ وارثی، حضرت محبت شاہ صاحب وارثی پنجابی، حضرت قبلہ میاں حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی، حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی، حضرت فقیر اکمل شاہ صاحب وارثی، الحاج فقیر حیرت شاہ صاحب وارثی اور حضرت فقیر انوار شاہ صاحب وارثی کے روپ میں سامنے آیا اور اپنے اپنے دور میں ان فقراء نے سرکار عالم پناہ مرشد برحق کی وضع کو عین شہنشاہِ عشق و محبت سلطانِ معرفت کی طرح ثابت کر دکھایا۔ وارثی سلسلہ کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ سرکار عالم پناہ وارث پاک کائنات سے پردہ فرما گئے یا موجود ہیں۔ ان کے روپ نے ہمیشہ سرکار عالم پناہ کا مشاہدہ اہل محبت کو دیا۔ جس کی مثالیں اتنی زیادہ ہیں کہ میں بیان کرنے سے عاجز ہوں۔ میرا ابتدائی زمانہ یا پیدائش سمجھ لیں وارثی

فقراء کی گود میں ہوئی۔ حضرت قبلہ فقیر محبت شاہ صاحب وارثی پنجابی سنگھوئی میں ہمارے گھر میں رہتے تھے۔ میرا بچپن آپ کی خدمت میں گزرا۔ میں نے ہوش سنبھالا تو زرد احرام میں ملبوس فقیر کو دیکھا جو ہر روز صبح سے شام تک ضعیف، جوان اور بچوں کو عطا ہی عطا فرماتے اور محبت ہی کا درس دیتے۔ جس میں کسی حرص اور خواہشات کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہی حال میرے گھر کے بزرگ جو رشتہ میں میرے تایا اور باپ بھی تھے جن کے حضور میرے والد صاحب قبلہ اور میری والدہ محترمہ نے پیدائش کے بعد پیش کیا اور نام رکھایا کہ یہ آپ کا ہے۔ آپ ہی اس کا نام رکھیں تو حضرت قبلہ فقیر اکمل شاہ صاحب وارثی نے میرا نام عزیز احمد تجویز فرمایا کیونکہ حضرت کا ایک لڑکا تھا جس کا نام رشید احمد تھا۔ اس کے نام سے میرا نام عزیز احمد رکھا۔ میرے والد صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اب میرے دو لڑکے آپ کے دو لڑکے۔ میرے بڑے بھائیوں کے نام محمد حسین اور زاہد حسین تھے۔ حضرت اکمل شاہ صاحب وارثی کے فرزند ارجمند کا نام رشید احمد تھا۔ میرا نام عزیز احمد رکھ کر اپنی اولاد قرار دیا لہٰذا میں دو وارثی فقراء حضرت فقیر محبت شاہ وارثی پنجابی اور حضرت فقیر اکمل شاہ صاحب وارثی کے زیر نظر فیض اثر تعلیم حاصل کرتا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد حضرت محبت شاہ صاحب وارثی کا وصال سہوارہ شریف، مراد آباد میں ہوگیا۔ میں اس دور میں ضلع راولپنڈی ساگری ہائی سکول میں زیر تعلیم تھا کہ طبیعت اچاٹ ہوگئی۔ خلجان پیدا ہوا۔ سکول چھوڑ کر بھاگا اور دہلی، سہارن پور، کلیر شریف سے ہوتا ہوا اجمیر شریف حضور غریب نواز کی بارگاہ میں پہنچا۔ اس وقت خواجہ سید حسن امام صاحب قبلہ چشتی وہاں موجود تھے۔ قدرتی اتفاق کہ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کہاں رہو گے۔ میں نے عرض کیا یہیں رہوں گا لہٰذا مجھے

ایک حجرہ دے دیا اور فرمایا درگاہ شریف کی صفائی کیا کرو۔ میں گیارہ ماہ ۲۲ دن تک درگاہ شریف کی جاروب کشی کرتا رہا۔ لنگر ملتا تھا۔ رہنے کی جگہ موجود تھی۔ سب شناساؤں سے ملاقات کا سلسلہ رہا۔ ابوالحسن شاہ صاحب قبلہ وارثی، محمود شاہ صاحب وارثی، بیدم شاہ صاحب وارثی، قبلہ پنڈت الف شاہ صاحب وارثی، پنڈت دیدار شاہ صاحب وارثی کی ملاقات اجمیر شریف میں ہی ہوتی رہی اور میں حضرت اکمل شاہ صاحب وارثی کا پوچھتا رہا۔ گیارہ ماہ 22 دن کے بعد خواجہ صاحب نے صبح ہی صبح اجازت اچانک دے دی کہ آپ کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ آپ کو جانے کی اجازت ہے اور دیوہ شریف چلے جائیں۔ کاغذ پر نقشہ بنا کر دیا کہ لکھنؤ جا کر وہاں سے بارہ بنکی پھر دیوہ شریف۔ لہٰذا میں حاضر ہوا تو حضرت فقیر اکمل شاہ صاحب آستانہ عالیہ پر موجود تھے۔ وقت گھڑیال بتا رہے تھے۔ میں سامنے ہوا تو حیران ہو کر دریافت فرمایا ادتم کیسے یہاں آ گئے۔ گھر کے لوگ سال بھر سے پریشان ہیں۔ کہاں رہے ہو۔ سامنے آستانہ شریف پہ حضور قبلہ وکعبہ فقیر میاں اوگھٹ شاہ صاحب وارثی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے پوچھا "حافظ جی کون ہے؟" آپ نے فرمایا حضور یہ صوبیدار صاحب کا لڑکا ہے۔ ایک سال سے گم تھا۔ اب یہاں آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا "بلانے والے نے بلا لیا۔ اسے میرے پاس بٹھا دو۔ چھوڑو اسے کچھ نہ کہو۔" مجھے پاس بٹھایا۔ شفقت فرمائی۔ للن حجام کو بلا کر کہا کہ اسے ساتھ لے جاؤ۔ کپڑے بدلی کرو اور گیسو تراشی کر کے غسل کراؤ اور پھر لے کر آؤ۔ لہٰذا للن ارشاد بجا لایا اور پھر اپنے ساتھ لے کر آیا۔ میں نے حضرت کے حجرہ میں رات گزاری۔ صبح حضور اکمل شاہ صاحب بازار سے تبرک لائے اور حضور میاں صاحب قبلہ کے سامنے رکھا کہ اب یہ آ گیا ہے۔ اسے

سرکار عالم پناہ کے حضور پیش کر دیں۔ غلامی میں داخل ہو جائے۔ لہٰذا صبح صبح حضور قبلہ میاں اوگھٹ شاہ وارثی نے مجھے غلامی کے لئے سرکار عالم پناہ کے حضور پیش فرمایا۔ آج تک تعلیم کا پہلا مرحلہ جس کی ابتدا حضور قبلہ وکعبہ میاں اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے فرمائی۔ ابھی تک یاد ہے اور میرے لئے راہ ہدایت اور سرمایہ حیات۔ داخل سلسلہ وارثیہ کے بعد فرمایا: ''یاد رکھنا یہ تمہارے پیر ہیں تم ان کے مرید ہو۔ ہم تم بھائی ہیں۔ کوئی بات پوچھنا ہو مجھ سے دریافت کر لینا۔ ان سے کچھ نہیں طلب کرنا۔ جو دیں وہ لے لینا۔ ازبس یاد رکھو۔'' میرے بچپن کا زمانہ، مطالعہ سے نابلد، دن رات سوچتا رہا کہ پیرا چھا پکڑا کہ ان سے مانگو کچھ نہ۔ عجیب سا معاملہ ہے۔ ایک احرام پوش ضعیف العمر مجھے اپنا بھائی کہتا ہے۔ میری سمجھ سے باہر تھا اور میں رات بھر سوچتا رہا۔ صبح ناشتہ کا دسترخوان بچھا۔ بلایا گیا۔ دسترخوان پر ہی حضور میاں صاحب قبلہ نے فرمانا شروع کر دیا کہ آج کل لوگ ابتدا میں ہی سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ پیرا چھا پکڑا کہ مانگو کچھ نہ۔ جو دیں وہ لے لو۔ مگر یہ نہیں سوچ سکتے کہ جو مانگ کر لو گے اس کے خود ذمہ دار ہو گے۔ جو وہ خود دیں گے اس کے وہ ذمہ دار ہوں گے۔ عشق ومحبت میں پیری مریدی نہیں۔ وہی سب کے مالک ہیں۔ ہم سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ باپ کی موجودگی میں کوئی خودمختار نہیں ہوتا۔ قدرت نے ہمیں دولت محبت عطا فرما کر حیات وموت کی کشمکش سے آزاد کرنے والا ہمیں وہ زندگی عطا فرمانے والا جسے زوال نہ ہو جو کائنات میں سب سے زیادہ لطیف اور پرسرور ہے۔ جو اسے یاد رکھے وہ کامیاب، جو اس سے دور رہا وہ ناقص۔ لہٰذا ایک عرصے کے بعد تعلیم کی سمجھ آئی اور شکر ادا کیا کہ خاک ٹھکانے لگی۔ ورنہ بیکسی اپنا مقدر ہوتا۔ یہ نظر کرم کا فیض ہے کہ اب تک

ان کے سہارے جی رہے ہیں۔ میں نے کافی سے زیادہ لکھ دیا۔ وہ کچھ لکھ دیا جو میرے بس میں بھی نہ تھا۔ اس لئے کہ سلسلہ وارثیہ موجودہ دور میں احرام کا احترام چھوڑ رہا ہے۔ جہاں دیکھو کوئی زرد رنگ کی چادر کندھوں پر ڈالے بیٹھا ہے۔ کوئی اپنی مرضی سے احرام پہنے بیٹھا ہے۔ کوئی احرام پہن کر گھر گھر پھر رہا ہے۔ پیری مریدی کو فروغ دے رہا ہے۔ وارثی حضرات کے گھروں میں واقفیت پیدا کر کے ہر دو تین ماہ کے بعد وہاں جانا ایک طریقہ بنالیا ہے۔ ہر کس و ناکس کو احرام دینا۔ حالانکہ خود وہ احرام پوش نہیں ہوتا نہ اسے کسی احرام پوش سے احرام عطا ہوتا ہے۔ نہ تعلیم و تربیت ہوتی ہے اور نہ اجازت بیعت۔ مگر ذریعہ روزگار کے لئے اس نے لوگوں کو احرام دے رکھے ہیں۔ مجاہدہ نام کی چیز سے نابلد نہ عبادت و ریاضت کی تعلیم۔ لہٰذا وہ احرام پوش سلسلہ عالیہ کی بدنامی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ جن کے لئے میں سرکار عالم پناہ کے چند ارشادات تحریر کروں گا۔ تا کہ سلسلہ عالیہ وارثیہ کا میں حق ادا کروں۔ سرکار عالم پناہ کا فرمان ہے: عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا، ترک عقبیٰ، ترک مولیٰ، ترک ترک اور اپنا آپ فراق........ فرمایا: منزل عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفات ذات........ فرمایا: محبت میں کفر و اسلام سے غرض نہیں۔ اس میں شریعت کو کچھ دخل نہیں۔ اہل تصوف کے بعض الفاظ بادی النظر میں اہل ظواہر کو کراہیت معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقتاً وہ ایسے نہیں ہوتے۔ ان کی اصطلاحیں جداگانہ ہوتی ہیں۔

ارباب ظاہران الفاظ کے ظاہری معنی لیتے ہیں اور انہیں معنوں پر حکم لگا دیتے ہیں اور مشاغل کے منکر ہو کر اس کو کافر و منکر زندیق قرار دیتے ہیں۔ کاش کوئی عشق و محبت کے سوز و گداز میں مبتلا ہو کر اپنے احساس کی ترجمانی کر سکے۔ فرمایا عاشق

وہ ہے جو اپنی ہستی سے گزر جائے۔ مردہ ہو جائے۔ خود کو زندوں میں شمار نہ کرے فرمایا عشق میں امیدیں اور خواہشیں سب مٹ جاتی ہیں۔ کوئی بات کسی غرض پر مبنی نہیں ہوتی۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے:۔ عاشق کا دین و دنیا دونوں خراب........فرمایا: عشق وہی ہے جو کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ عشق میں انتظام نہیں۔ عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ ہو۔ محبت میں ادب و بے ادبی کا فرق نہیں ہے۔ عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔ محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ محبت ہے تو ہم ہزار کوس پر تمہارے ساتھ ہیں۔ محبت میں بے ادبی عین ادب ہے۔ محبت عین ایمان ہے۔ فقیر کم مشائخ زیادہ ہوتے ہیں۔ منزلِ عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔ فرمایا عاشق کے مرید پیرو کار کا انجام خراب نہیں ہوتا۔ فرمایا: اگر عاشق کی زبان سے کوئی بات غلط نکل جائے تو اس کو بھی خدا درست کر دیتا ہے۔ فرمایا عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ اس پر نہ سانپ کا زہر اثر کر سکتا ہے۔ نہ شیر کھا سکتا ہے۔ فرمایا محبت کرو۔ کسب سے کچھ نہیں ہوتا۔ حضور قبلہ عالم نے یہ تو محبت و عشق کی تعریف میں ہدایات فرمائی ہیں۔

جس طریقہ سے حضور قبلہ عالم نے عالم انسانی کو تعلیم فرمائی ہے۔ یہ واحد حضور سرکار عالم پناہ کا ہی حصہ ہے۔ نہ یہ تعلیم پہلے تھی نہ بعد میں ہوگی۔ فقراء کو اپنا استعمال شدہ احرام عطا فرما کر نام بدل کر خطاب ''شاہ'' سے نواز کر فیض سے بھرپور فرما کر مخصوص تعلیم سے نوازا اور اپنے در کے فقیر کو رضا و تسلیم کی پر خطر راہ سے ذرہ برابر بھی ہٹنے نہیں دیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ سرکار عالم پناہ کے ہر فقیر احرام پوش کی زندگی اپنے دور میں وحدت و توحید کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ ہر احرام پوش ایک مخصوص انداز رکھتا تھا۔ جو

دوسرے میں نظر نہیں آتا تھا۔ ان کے لئے خاص فرمان تھے۔ جیسا کہ ہم تمہیں فقیر بنا رہے ہیں کہیں پیر نہ بن جانا۔ فقیر وہ ہوتا ہے جو خدا سے بھی نہ مانگے۔ فقیر وہ ہے جس کا ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ جائے۔ فرمایا بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ ہرگز نہ پھیلے۔ لاطمع ہو کر رہے اور تسلیم و رضا پر قائم رہے۔ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ فقیر کو سوال حرام ہے۔ مرید ہو تو ایسا کہ پیر کے سینے پر سوار ہو کر اپنا حصہ حاصل کرے۔ پیروں کو رسمی مرید بہت ملتے ہیں جو پیروں کا ذریعہ نفس بن جاتے ہیں مگر مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے۔ جیسے حضرت خواجہ بوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور انہیں امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔ فرمایا جب کچھ نہ رہے گا تو فقیر ہوگا۔ فقیری ایک کے ہو کر ایک میں گم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ تو ترتیب سرکار عالم پناہ شہنشاہ طریقت کی ہے۔ جو چلتے چلتے اب پاکستان میں رسم بن کر رہ گئی ہے۔ جسے دیکھو احرام باندھے ہوئے پیر بن کر وارثیوں کے گھر گھر پھرتا ہے۔ ایک دن احرام پہن کر دوسرے دن لوگوں کو اپنی ذاتی بیعت میں داخل کر کے انہیں اپنا ذاتی مرید بنا کر اپنی ذاتی آمدن کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اسی سے سرکار عالم پناہ نے بارہا روکا ہے۔ اسے غلط قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ اہل محبت و عشق کا یہ شیوہ نہیں۔ جہاں ہم سرکار عالم پناہ کی وضع داری کی پابندی کرتے ہیں وہاں اس کا احساس نہیں کہ حضور قبلہ عالم نے زر کو اپنا ہاتھ نہیں لگایا۔ حضور قبلہ میاں حاجی فقیر اوگھٹ شاہ صاحب وارثی فرماتے تھے کہ جب ہم نے سرکار عالم پناہ سے دریافت کیا کہ آپ زر کو ہاتھ نہیں

لگاتے اور ساری دنیا کا سفر فرمالیا۔ کچھ عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا وہ ہاتھ جو دست یداللہ کہلاتا ہے وہی ہاتھ کن کی تخلیق میں مستعمل کیا جائے۔ وہ جب غیر از خواہشات میں استعمال ہوگا تو دست یداللہ نہیں کہلائے گا۔ میرے جد امجد میرے ہاتھ کو دست یداللہ قرار دے چکے ہیں۔ یہ اعزاز مجھے روز ازل سے ملا ہے۔

لہٰذا میرا ہاتھ خدا کی بنائی ہوئی کسی چیز کا طلب گار نہیں ہوسکتا۔ مجھے دست ید اللہ کی حفاظت کرنے کے لئے ہر حربہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اسی کی تعلیم حضور قبلہ عالم اپنے فقیر احرام پوش کو جسے اپنے وجود اقدس کا لباس عطا فرماتے اور تاکیداً فرماتے کہ اپنا دست طلب کسی اور کے سامنے کیا خدا کے سامنے بھی دراز نہ کرنا۔ ورنہ دست گیری کے قابل نہیں رہو گے۔ مگر اب بہروپیا پن نظر آرہا ہے۔ سرکار عالم پناہ خود ہی ہمارے حال پر کرم فرمائیں۔

ہم نے حضرت فقیر محبت شاہ صاحبؒ وارثی پنجابی کو دیکھا جو توکل و رضا و تسلیم میں اپنا جواب آپ تھے۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ نہ سرکار عالم پناہ کی یاد کے بغیر اور کوئی سرمایہ تھا۔ گھر، گاؤں جب چھوڑا پھر اس طرف کا رُخ نہیں فرمایا۔ یہی حال حضرت فقیر حاجی اکمل شاہ صاحبؒ وارثی کا تھا کہ فقیر ہوئے، گھر کو خیر باد فرمایا، پھر رُخ نہیں کیا۔ جوان لڑکا اچانک فوت ہونے کی خبر ملی۔ فرمایا شکر ہے کہ اب ہم فقیر ہوتے جاتے ہیں۔ بغیر سرکار عالم پناہؒ کی محبت کے باقی اور کچھ نہ رہے۔ یہی عالم حضرت فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کا دیکھا کہ آیا بہت کچھ دنیا جہان کا سامان آرہا ہے۔ جو سارے دن میں تقسیم فرما کر رات کو بے فکر ہو کر آرام فرما رہے ہیں۔ نہ صبح کی فکر اور نہ شام کے لئے طلب ہے۔ عرصہ دراز حرمین شریفین کی حاضریاں ہوتی رہیں۔ مگر بے

سروسامانی کا عالم ساتھ ساتھ رہا۔ حیران ہوتے تھے کہ نظام کس طرح چل رہا ہے۔ عرس بزرگان بھی ٹھاٹھ سے کر رہے ہیں۔ غریب نادار غلاموں کو بھی نواز رہے ہیں اور زر نقد بھی کچھ نہیں مگر آتا ہے، جا رہا ہے۔ یہی سادگی حضرت حاجی فقیر انوار شاہ صاحبؒ وارثی کی دیکھی گئی کہ پاس کچھ نہیں مگر اطمینان حد سے زیادہ ہے۔ یہ مثالیں میں نے اس لئے دی ہیں کہ سلسلہ عالیہ اپنے اندر بے شمار مخفی اسرار رکھتا ہے۔ مگر اس کا استعمال غلط راستہ اختیار کر چکا ہے جس کی وجہ سے وہ کیف وسرور دن بدن کافور ہو رہا ہے۔ جسے ہمارے فقراء نے مجاہدے ریاضت کر کے حاصل کیا تھا۔ کئی کئی سال تک جنگلوں میں سیاحت ملک در ملک شب و روز گزار کر حاصل کیا تھا۔ کئی کئی سال تک روزے رکھ کر سرکار عالم پناہؒ کے حکم کی تعمیل فرمائی تھی۔ مگر آج کل پہلے دن مرید ہوئے دوسرے دن احرام پہنا اور لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی احرام پہنانا شروع کر دیا۔ روپ بدل کر ذریعہ رزق بنا کر یہ پیشہ شروع کر دیا اور بال بچوں کی پرورش مریدین کی کمائی سے شروع کر دی۔ جو کمایا بال بچوں کو کھلایا اور نام احرام کا بدنام کیا۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

التصوف هو الحرية والفتوة وترك التكلف والسخاء ۔(ترجمہ) تصوف آزادی، جواں مردی، ترک تکلف اور سخاوت کا نام ہے۔ (قول حضرت ابو الحسن نوریؒ) دوسری جگہ فرماتے ہیں التصوف اليوم اسم بلا حقيقة وقد كان من قبل حقيقة بلا اسم۔ (ترجمہ) آج تصوف بے حقیقت نام ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہ حقیقت ہی حقیقت تھی جس کا کوئی نام نہ تھا۔ (قول حضرت ابوالحسن فوشنجیؒ) ایک جگہ فرمان ہوتا ہے کہ گدڑی عوام کے لئے نعمت اور خواص کے لئے

مصیبت کی زرہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام اکثر پریشان حال ہوتے ہیں۔ ان کا ہاتھ کہیں نہیں پہنچتا۔ نیز علاوہ حصول جاہ و دولت کے لئے ان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا جس سے وہ دنیا و دولت اکٹھی کر سکیں دوسری طرف اگر خواص اس راہ کی طرف آئیں تو انہیں اپنی امارت و ریاست چھوڑنی پڑتی ہے اور عزت کی جگہ ذلت اختیار کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ خواص کے حق میں جو چیز مصیبت ہے۔ عوام کے حق میں وہی چیز نعمت ہے۔ فرماتے ہیں آج کل ایسے لوگوں کی کثرت ہے۔ بس مناسب ہے کہ جو کام تم سے نہیں ہوسکتا اس کا ارادہ بھی نہ کرو اگر تم ہزار سال بھی طریقت قبول کر لینے کے بارے میں کہتے ہو تو یہ اس لمحے کی مثال نہیں بن سکتی جس میں طریقت خود تمہیں قبول کرے۔ یہ صرف خرقہ پوشی احرام پوشی کا کام نہیں۔ یہ تو آتش عشق میں جلنے کا نام ہے۔ جو شخص طریقت سے آشنا ہوتا ہے۔ اس کی امیرانہ قبا بھی درویشی کی عبا ہے اور جو شخص اس راہ سے بیگانہ ہے۔ اس کا خرقہ واحرام اس کے لئے نحوست اور قیامت کے دن باعث شقاوت ہوگی۔ چنانچہ ایک بزرگ سے لوگوں نے کہا آپ خرقہ فقر کیوں نہیں پہنتے۔ آپ نے فرمایا جواں مردوں کا لباس پہننا اور اس کی ذمہ داریاں پوری نہ کرنا منافقت ہے۔ اس کا روز حساب خطرناک ہے۔ اگر یہ لباس کوئی اس لئے پہنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے خاص بندوں میں شمار ہو تو وہ لباس کے بغیر بھی اپنے بندوں کو جانتا ہے۔ اگر اس لباس کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق اسے ولی اللہ سمجھے۔ اس صورت میں اگر وہ واقعی ولی اللہ ہے تو یہ ریا ہے اور اگر وہ فی الحقیقت ولی اللہ نہیں تو یہ منافقت ہے۔ یہ راستہ انتہائی دشوار اور پر خطر ہے۔ اہل حق اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان کی معرفت اور شناخت کسی قسم کے کپڑوں سے کی جائے۔

سرکار قبلہ عالم وارثِ اِرثِ علی ایک مقام پہ فرماتے ہیں جسے بزرگ محترم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بیان فرماتے ہیں کہ فقیری میں لباس کا کوئی مقام نہیں۔ عطائے خرقہ وخلافت یا لباس فقر دستور خداوندی ہے جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ فقط آدم کو لباس خلافت عطا فرما کر اشرف المخلوقات قرار دینا احترام نور مجسم شہنشاہ دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ ورنہ تمام کائنات کی مخلوق بغیر آدم کے لباس سے خالی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ آدم کا لباس اس کا احترام ہے۔ کافی سے زیادہ لکھ کر وضاحت کی ہے۔ حضور سرکار عالم پناہ وارث پاکؒ اور بزرگان دین کی تعریف لکھنے کے قابل ہم نہیں ہیں نہ ہی ان کی تعریف ختم ہوسکتی ہے۔

(بشکریہ "محبوب الوارثین" از میاں عطا اللہ ساگر وارثی)

گدائے وارثِ اِرثِ علی

فقیر عزت شاہ وارثی

اے میرے خورشید یہ ذرّہ نوازی ہے تیری
ورنہ حیرت ہے ترا جلوہ میرے دِل میں رہے

# سوانح حیات

## ''کاملِ دہر الحاج فقیر اکمل شاہ وارثی صاحبؒ''

## 1948ء

### اسمِ گرامی

حضرت قبلہ حاجی حافظ اکملؔ شاہ وارثیؒ کا شمار خطۂ پوٹھوہار کے مقتدر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔آپ نہ صرف ایک بلند پایہ صوفی بلکہ ایک جلیل القدر عالمِ دین بھی تھے۔آپ کا پیدائشی وآبائی نامِ نامی اسمِ گرامی قاضی محمد خورشید عالم تھا۔آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی حافظ قاضی محمد عطاؒ اور دادا جان کا نامِ نامی حافظ قاضی رکن عالم چشتی سیالویؒ تھا۔

### ولادتِ باسعادت

آپ 1872ء بمطابق 1288ھ میں بمقام ملھو سنگھوئی تحصیل و ضلع جہلم مغل برلاس خاندان کے معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔بحوالہ خاندانی روایات، قلمی شجروں اور ''گلدستۂ دیوانہ'' (مصنفہ قاضی محمد فقیر دیوآنہ نکڑالوی) آپ کا شجرۂ نسب شہزادہ داراشکوہ بن شاہجہان مغل بادشاہ سے ملتا ہے۔

# شجرۂ نسب

اہل اللہ کے ہاں محض خاندان اور نام ونسب کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ قرآن ناطق ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ترجمہ:''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے صاحبِ تکریم وہ ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے۔'' (سورۃ الحجرات۔ آیت نمبر13) یہی وجہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ نے فقط نام ونسب کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ امیر المومنین مولا علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: ان الفتیٰ من یقول ھا ان و لٰکن الفتیٰ من یقول کان ابیٰ۔ترجمہ:''مرد وہ ہے جو بتا سکے کہ میں خود کیا ہوں نہ کہ یہ بتائے کہ میرے باپ دادا ایسے تھے۔'' اور سرکار وارث عالم نواز رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ وارثیہ میں سجادہ نشینی کی ممانعت فرمادی۔ اور شجرے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے ہمارے ہاں دل کے شجرہ سے کام ہے۔'' کیونکہ فقر اور عشق ومحبت کسی کی جاگیر نہیں کہ وراثت میں کسی کو مل جائے بلکہ یہ ایک عطیۂ خداوندی ہے۔ مالک جسے چاہے عطا فرمائے۔ اس میں نام ونسب، رشتہ وناطہ، رنگ ونسل اور خاک وخون کا کوئی عمل دخل نہیں۔ مولانا جامیؒ نے تو واضح الفاظ میں فرمادیا کہ

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامؔی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لینا چاہئے کہ فقراء و درا ویش اور اولیائے کرام کا فیضان ان کے وصال کے بعد ختم ہو جاتا ہے یا ان کی اولاد کو عطا نہیں ہوسکتا۔

اصل بات جو مندرجہ بالا سطور میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ فیض وراثت میں ملنے والا نہیں ہے بلکہ جو اس راہ کا ذوق وشوق اور طلب رکھتا ہو یا مالک خود جس کا انتخاب فرمالیں اسے نوازا جاتا ہے۔ اس میں خونی رشتہ ہونے یا نہ ہونے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ جیسا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکی وانتظامی امور میں خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ جبکہ روحانیت وطریقت کے وارث سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو تسلیم کیا گیا۔ گویا اصل اہمیت اہلیت کو حاصل ہے۔ اور بیشمار انبیاء کرام، اولیاء عظام اور سلف صالحین کی سوانح حیات اس امر کی شاہد ہیں۔

علاوہ ازیں چونکہ سیرت نگاروں نے بوجوہ شجرۂ نسب کو کچھ اہمیت دی ہے لہٰذا یہاں فقیر حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا چند پشت تک کا ضروری شجرہ رقم کیا جاتا ہے:۔

حافظ قاضی محمد خورشید عالم المعروف فقیر حافظ اکمل شاہ وارثی بن قاضی حافظ محمد عطا بن قاضی حافظ رکن عالم بن قاضی حافظ محمد حسن بن قاضی غیاث الدین بن قاضی حفیظ اللہ بن قاضی ہدایت اللہ (نقش بر سینہ لا الٰہ الا اللہ) بن قاضی عبدالخالق بن قاضی نور محمد بن قاضی فتح محمد بن سلیمان شکوہ بن دارا شکوہ بن شہاب الدین شاہجہان شہنشاہِ ہند۔

## خاندانی پس منظر

آپ کا خاندان مغل برلاس کہلاتا ہے۔ دارا شکوہ اور اس کی اولاد سے تخت و تاج چھن جانے کے بعد اس گھرانے کے جو افراد زندہ بچ گئے وہ چھپتے چھپاتے گمنامی کی حالت میں مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے گکھڑوں کے دورِ حکومت میں خطۂ پوٹھوہار کے پرگنہ اکبر آباد میں قلعہ روات کے قرب وجوار میں مختلف دیہات میں آ

ہے۔ صاحبِ علم تو تھے ہی لہٰذا درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اور بے شمار مخلوقِ خدا کو دینی علوم سے روشناس کرایا۔ چنانچہ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اس بارے میں اپنی قلمی یاداشتوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ خاندان جو جہلم، راولپنڈی، گجرات اور گوجرانوالہ کے اضلاع تک پھیلا ہوا ہے اس میں کئی پشتوں سے اہل اللہ پیدا ہوتے آئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ خاندان اہل اللہ کا غلام چلا آ رہا ہے۔ ان ہی اوصاف سے متصف ہونے کے باعث یہ خاندان علمِ تصوف میں استاد کہلایا۔ اور بے شمار لوگوں نے اس خاندان سے اسلام کی روشنی حاصل کی۔"

قاضی محمد حسنؒ علوم دین میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ پنجاب میں خالصہ راج اور راجہ لال سنگھ کے دورِ حکومت میں آپ کو علاقہ سنگھوئی کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ آپ کا آبائی وطن تخت پڑی تحصیل و ضلع راولپنڈی تھا۔ وہاں سے بطور قاضی القضاۃ فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے نقل مکانی کر کے قصبہ سنگھوئی میں آ کر آباد ہو گئے۔ بعدازاں دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر وافر پانی، صاف ستھرا ماحول اور سر سبز و شاداب زرخیز علاقہ دیکھ کر اپنا ارادہ تبدیل کر کے یہیں مستقل سکونت اختیار فرما لی۔ اسی مقام پہ آپ نے 1847ء بمطابق 1264ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مدفن سنگھوئی محلّہ اوپر والا میں ہمارے آبائی قبرستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ روحانی اعتبار سے آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک اور فیضیاب تھے۔

قاضی محمد حسنؒ کے صاحبزادے قاضی حافظ رکن عالم چشتی سیالویؒ (مولوی فاضل، درس نظامی) ہیں۔ آپ علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بناء پہ علاقہ بھر میں مشہور تھے۔ آپ شمس العارفین حضور خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل

تھے اور حضور پیر سیال لجپالؒ کے ابتدائی دور کے خلفاء میں شامل تھے۔اپنے مرشد کریم سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔چونکہ آپ ایک اعلیٰ منزل کے حافظ اور ماہر قاری تھے چنانچہ آپ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ حضور پیر سیالؒ اکثر آپ سے تلاوتِ قرآن مجید فرقان حمید سماعت فرماتے۔ابتدائی دور میں آپ کافی عرصہ سیال شریف خانقاہ سے منسلک دارالعلوم میں درس وتدریس کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں اپنے مرشدِ کریم کے حکم پر اپنے گاؤں میں اپنی آبائی مسجد میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جسے تا دمِ واپسیں جاری رکھا۔اسی مسجد کے پہلو میں آپ کا مدفن بنا۔جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔آپ کی تاریخ وصال 23 جولائی 1899ء بمطابق 13 ربیع الاوّل 1317ھ بروز ہفتہ ہے۔

حافظ رکن عالم صاحبؒ چاروں سلاسلِ طریقت قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ میں خلافت رکھتے تھےاورصاحبِ مجاز تھے۔آپ بے شمار مقتدر ہندو،سکھ،مسلمان حضرات کے استاد بھی تھے۔جس کی وجہ سے سب آپ کی تعظیم وتکریم اور قدر کرتے۔

## سنگھوئی کا مختصر تاریخی جائزہ

سنگھوئی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قبل از عہد مسلماناں سونگھا نامی ایک قوم یہاں پر آباد تھی۔یہ وہ قوم ہے کہ جو کنواں کھودنے سے پہلے اس جگہ کی مٹی کو سونگھ کے بتا دیا کرتے تھے کہ یہاں سے کھدائی کی جائے چنانچہ وہاں سے واقعتاً پانی نکل آیا کرتا تھا۔پھر مسلمانوں کے دورِ حکومت میں گکھڑ، کھشتری اور برہمن وغیرہ اقوام بھی

دریائے جہلم کے کنارے خوش کن آب وہوا اور وافر پانی دیکھ کر آباد ہو گئی تھیں۔ یہ علاقہ کب سے آباد ہے اور اس قصبہ کی قدامت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ سنگھوئی قبرستان میں واقع قدیم مندر کے اردگرد کی کھدائی کے دوران وہاں سے سکندرِ اعظم اور قدیم یونانی دور کے مسکوکات بھی دستیاب ہوئے۔ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں راجہ لال سنگھ وزیرِ اعظم سلطنت خالصہ اسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ ایک کئی منزلہ شاندار حویلی اور خوبصورت باغیچہ اُسی کے بنوائے ہوئے تھے۔ پنڈ دادنخان روڈ پر ایک پختہ سرائے اور خوبصورت تالاب بنوایا جس کے اطراف میں بیٹھنے کیلئے سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ یہ بھی اسی کی بنوائی ہوئی یادگاریں تھیں۔ جواب مرورِ زمانہ کے ساتھ اپنا وجود کھوتی جارہی ہیں۔ زیادہ تر یہاں اقوام گکھڑ بگھیال آباد ہیں۔

## سرکار حضور وارثؒ عالم نواز کی سنگھوئی آمد

حضرت حافظ رکن عالم صاحبؒ ہی کے دور میں سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ العزیز دورانِ سفرِ حج سنگھوئی، جہلم تشریف لائے۔ اور آپ کو تین دن مہمانداری کا شرف بخشا۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں کہ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی تھی کہ سرکار حضور عالم پناہ وارث پاکؒ سنگھوئی ضلع جہلم تشریف لے گئے تھے۔ قصبہ سے دریا کی جانب ایک باغ تھا۔ اس میں املتاس کے ایک درخت کے نیچے آپ نے قیام فرمایا اور تین روز وہاں مقیم رہے۔ دن کو حافظ رکن عالمؒ کے ہاں قیام فرماتے اور شب باشی کے لئے واپس باغ میں تشریف لے جاتے۔

جناب اوگھٹ شاہ وارثیؒ نے سرکار حضور عالم پناہؒ کی زبانی ہمارے مکان کا نقشہ حدود اربعہ بھی بتا دیا کہ اونچی جگہ پر ایک مکان تھا۔ پتھر کی سیڑھیاں تھیں اور اس کے باہر ایک بڑی مردانہ بیٹھک تھی۔

علاوہ ازیں متعدد قدیم اور جید فقراء نے سنگھوئی میں سرکار حضور عالم پناہؒ کی آمد کے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ پیر محبوب حسین نوشاہیؒ، فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ، حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ، الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اور دیگر احباب کی فرمائش پہ فقیر الحاج قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ نے اپنے رائٹنگ پیڈ پہ یہ تمام واقعہ تحریر فرما کر دیا۔ جو پیر محبوب حسین نوشاہیؒ صاحب نے اپنی لائبریری میں محفوظ فرمالیا۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں کہ اس سفر میں سرکار حضور عالم پناہ وارث پاکؒ سنگھوئی میں اپنی تین یادگاریں چھوڑ کے گئے۔ ایک تو حافظ رکن عالم چشتیؒ کو اپنی کھڑاؤں مبارک عطا فرمائیں (جن میں سے ایک آج بھی ہمارے پاس بطور تبرک محفوظ ہے۔) اور یہ تاریخی کلمات ارشاد فرمائے کہ "حافظ جی! آپ کے خاندان میں ہمارا حصہ ہے جو ہم جب چاہیں گے لے لیں گے۔" دوسری یادگار پیر سید فضل شاہ گیلانی حجرویؒ کو اپنے احرام مبارک کی زرد رنگ کی ایک چادر مبارک عطا فرمائی۔ جو عرصہ دراز تک ان کے گھر میں موجود رہی۔ جسے ان کے خاندان والے کسی خاص تقریب میں بطور تبرک اپنے سر پہ رکھتے۔ اور تیسری یادگار یہ تھی کہ اسی قیام کے دوران راجہ لال سنگھ کے چھوٹے بھائی مان سنگھ نے حافظ رکن عالم صاحبؒ کی موجودگی میں سرکار حضور عالم پناہ وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر لیا۔ لیکن اس وقت فساد کے ڈر سے اس بات کو راز رکھا۔ مان سنگھ کی وفات پر یہ راز فاش

ہو گیا اور حافظ صاحب نے اس کے اسلام لانے کی تصدیق فرمائی۔ اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی تکفین وتدفین کا بندوبست فرمایا۔

# دیگر احوالِ اسلاف

قاضی حافظ رکن عالم چشتی سیالویؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے حافظ قاضی محمد عطاؒ (منشی فاضل، مولوی فاضل، درس نظامی) اور چھوٹے حافظ قاضی محمد بقاؒ (درس نظامی)۔

حافظ قاضی محمد عطاؒ خانقاہ کڑی شریف میں اپنے وقت کے جید عالم دین مولانا نور عالم صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ انہیں کی درسگاہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ آپ سلسلہ قادریہ سروریہ سلطانیہ میں حضرت سلطان صالح محمد (تیسرے سجادہ نشین حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت وخلافت رکھتے تھے۔ آپ نے 1924ء بمطابق ربیع الثانی 1345ھ میں وصال فرمایا۔ سنگھوئی محلّہ اوپروالا میں آبائی قبرستان میں آپ آسودۂ خاک ہیں۔

حافظ قاضی محمد بقاؒ بھی خانقاہ کڑی شریف میں مولانا نور عالم صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے بھی اسی درسگاہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ آپ کی روحانی نسبت کے متعلق حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ سے یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید معظم شاہ قلندر کاظمی مشھدی ملقب بہ موج دریا رحمۃ اللہ علیہ جلیاری شریف والے آپ کے ہم عصر اور پیر بھائی تھے۔ آپ کے مرشد گرامی سید روشن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جسول سیداں، گوجر خان) تھے۔ آپ سہروردیہ،

قادریہ اور چشتیہ تینوں سلاسل سے فیضیاب ہوئے۔

آپ کو حضرت خواجہ فضیل الدین قندھاری بغدادی قادری قلندری رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی عقیدت و محبت تھی اور ان سے اویسی روحانی نسبت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے مزاج اور طبیعت پہ اسی نسبت کا اثر ہمیشہ غالب رہا۔

خوش قسمتی سے آپ کو عالم شباب میں قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوگیا۔ بس اس وقت سے آپ کی حالت غیر ہوگئی اور اس دنیا کے تمام قیود و جھنجھٹ سے آزاد ہو گئے اور کیفیتِ جذب طاری ہوگئی۔ آپ مجذوب سالک تھے اور آپ کا مشرب قلندرانہ تھا۔ صاحبِ تجرد و تفرد تھے۔ نماز، روزہ کی پابندی اور درس و تدریس کا شغل بھی فرماتے۔ آپ کو عالمِ بیداری میں بیکوقت اور بیکجا حضرت الیاسؑ اور حضرت خضرؑ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ کی نظر عنایت اپنے بڑے بھتیجے حافظ قاضی خورشید عالم پر تھی اور اکثر زبان گوہر فشاں سے فرمایا کرتے تھے "خورشید واقعی خوشید ہوگا"۔ اس کے بعد قہقہہ لگاتے......آپ سے بہت سے خوارق عادت مستند واقعات منسوب ہیں۔

خاندانی بزرگان راوی ہیں کہ ایک دفعہ قاضی محمد عطا صاحب اپنے چھوٹے بھائی قاضی محمد بقا پر کسی وجہ سے خفا ہوئے اور اظہار ناراضگی فرمایا۔ اس ناراضگی کا سبب ایک یہ بھی تھا کہ آپ حالت جذب میں تھے کہ کسی بے عقل اور حالت مجذوبیت کو نہ سمجھنے والے کو آپ (محمد بقا) سے شکایت پیدا ہوئی تو اس ناسمجھ نے قاضی محمد عطا صاحب سے شکوہ و شکایت کا اظہار کر دیا۔ قاضی محمد عطا صاحب نے یہ سن کر طیش و غصہ میں آ کر اپنے دو چار خادموں سے کہہ کر قاضی محمد بقا کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر صحن

ہیں لگے برنے کے درخت کے ساتھ مضبوطی سے بندھوا دیا۔ حضرت قبلہ قاضی صاحب خاموشی سے یہ سارے حالات دیکھتے رہے۔ جب خادموں کو یقین ہو گیا کہ اب آپ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کر سکتے تو قاضی محمد بقا صاحب نے استفسار فرمایا ''بھئی مضبوط کس کر باندھا ہے ناں؟'' خادموں نے جواب دیا ''اب تو آپ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے۔''.......حافظ خورشید عالم صاحب اپنی آنکھوں سے یہ تمام منظر دیکھ کر رو رہے تھے اور ان کی پریشانی کو دور کرنے کی سوچ رہے تھے۔ آپ اس وقت نو عمر بچے تھے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر قاضی محمد عطا صاحب نے انہیں جھڑک دیا۔ جناب قاضی محمد بقا نے حافظ خورشید عالم کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ میری زنجیر کھولو۔ قاضی محمد عطا صاحب نے خورشید عالم کو مذاقاً فرمایا۔ جاؤ اور چچا میاں کی اس تکلیف سے خلاصی کراؤ۔ جناب خورشید عالم اپنے چچا قاضی محمد بقا صاحب کے قریب آئے تو چچا جان نے حکم دیا کہ میری زنجیر کو پکڑو۔ جونہی آپ نے زنجیر کو ہاتھ لگایا قاضی محمد بقا نے زور سے اچھل کر دونوں پاؤں کی ایڑیاں زمین پر ماریں اور ساتھ ہی ''حق'' کا (چشتی صابری) نعرہ لگایا اور زنجیر کھل کر نیچے زمین پر گر پڑی۔ اردگرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ یہ منظر دیکھ کر سب ششدر رہ گئے۔ بڑے دادا جان نے دوبارہ، سہ بارہ مضبوطی سے بندھوایا کہ شاید باندھنے میں کچھ کسر رہ گئی ہو لیکن ہر بار زنجیر کھل کھل جاتی تھی۔ آخرکار آپ نے فرمایا ''یہ نہیں بندھتا''۔ واللہ اعلم بالصواب اس میں کیا راز تھا کہ قاضی محمد بقا صاحب نے اپنے بڑے بھائی قاضی محمد عطا صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا ''بھیا ناراض نہ ہونا اب راز کھل چکا ہے اور یہ ناچیز آپ کا برادر حقیقی ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔ آپ کی اولاد میں ہمیشہ ایک فرد ایسا پیدا ہوتا رہے گا جس کو لباسِ

فقر عطا ہوتا رہے گا۔" اور یہ پیش گوئی واقعی سچ ثابت ہوئی اور آج تک یہی کچھ ہو رہا ہے۔ پھر اس کے بعد کبھی بھی قاضی محمد عطا صاحب اور دوسرے لوگوں کو قاضی محمد بقا صاحب سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ آپ کا وصالِ برحق 1912ء میں ہوا۔ آپ کا مزار پرانوار سنگھوئی محلہ اوپر والا میں ہمارے آبائی قبرستان میں بابا جی کریٹھہ والے کے نام سے مشہور ہے۔

حافظ قاضی محمد بقاؒ کے وصال پہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ نے یہ قطعہ قلمبند فرمایا:

مست محمد بقا غلامِ شاہِ بغداد سیف الحق
غلامِ دستگیرے قادرِ برحق
ایں کلامِ سیف را عالی زبان
کاملِ دوراں جمالِ روئے حق

(ترجمہ: سیف لسان مست و مجذوب قاضی محمد بقا شہنشاہِ بغداد کے غلام ہیں۔ اس ہستی کے غلام کہ جو منجانب حق تعالیٰ دستگیری کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ بات اس سیف لسان عالی زبان کے بارے میں کہی جا رہی ہے کہ جو اس دور کے کامل درویش ہیں اور ایسی ہستی ہیں کہ انہیں دیکھ کے رب تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔)

حافظ قاضی محمد عطاؒ کے تین صاحبزادے تھے۔ سب سے بڑے فرزند ارجمند حافظ قاضی خورشید عالم تھے۔ جو بعد میں حافظ اکمل شاہ وارثیؒ، پنجابی حافظ اور حافظ جی کے اعلیٰ اور معزز القابات سے مشہور و معروف ہوئے۔ منجھلے صاحبزادے حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروری سلطانیؒ تھے۔ اور چھوٹے صاحبزادے قاضی امیر حسنؒ تھے۔ یہ سب بزرگان اور ان کے صاحبزادگان کے احوال و آثار اپنی اپنی جگہ انتہائی

اہم، قابل قدر، لائق صد تحسین اور قابل ذکر ہیں۔ ان کا ذکرِ خیر انشاء اللہ العزیز ایک الگ کتاب ''تذکرہ مشاہیر خاندانِ قاضیاں'' میں شامل کیا جائے گا۔ یہاں ہم اپنے دائرۂ تحقیق کو فقط حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے احوال وآثار تک محدود رکھتے ہیں۔

## تعلیم وتربیت

خاندانی روایت ودستور کے مطابق قاضی خورشید عالم کی تعلیم کی ابتداء (رسم بسم اللہ) چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں حضرت قاضی محمد بقا کے دست حق پرست سے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے مکمل کر لی۔ اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس دور کے معروف عالمِ دین، فاضل اجل، ولی کامل استاذ الکل فی الکل حضرت مولانا مولوی قاضی نور عالمؒ چشتی مرحوم ومغفور (المتوفی 10 مارچ 1894ء) کے پاس دارالعلوم والحکمت خانقاہ کڑی شریف میں داخلہ لے لیا۔ جہاں مولانا نور عالم صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحیم صاحبؒ (المتوفی 1932ء) اور مولانا عبدالمجید صاحبؒ (المتوفی 1962ء) بھی آپ کے ہم سبق تھے۔ اس ادارہ میں مولانا نور احمد صاحب (کھائی کوٹلی والے) جیسے عظیم اور نامور عالم دین کے شاگردِ رشید قاضی سلطان محمود صاحب آف آوان شریف جیسی عظیم ہستی بھی کچھ عرصہ آپ کی ہم سبق رہی۔ مولانا محمد نور عالم اور مولانا عبدالرحیم حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوریؒ کے صاحبزادگان (بشمول حضرت امیر حزب اللہ سید فضل شاہ صاحب جلالپوریؒ) کے استاد تھے۔ اس مدرسے سے آپ نے درس نظامی اور مروجہ علوم کی تکمیل کی اور دستار فضیلت حاصل کی۔ اُس وقت اِس دارالعلوم کے نصاب میں تجوید القرآن، حفظِ

قرآن، علم الحدیث، فقہ، عربی صرف ونحو، فارسی زبان وادب، منطق، علم الکلام، فلسفہ، علم فلکیات اور علمِ طب شامل تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے کچھ عرصہ مولانا کرم الدین صاحب سے بھی استفادہ کیا جو بھین ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔

استاذ المکرّم مولانا محمد نور عالم صاحبؒ کی نسبت سے آپ کے اساتذہ کا شجرہ اس طرح ہے:۔

حافظ قاضی محمد خورشید عالم المعروف حافظ اکمل شاہ وارثیؒ ....... مولانا محمد نور عالمؒ ....... قاضی احمد الدین کرسالویؒ ....... مفتی صدر الصدور آزردہ دہلویؒ ....... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ....... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

آپ کے استادِ مکرم مولانا حافظ نور عالمؒ کے مقام ومرتبہ کو بیان کرنے کیلئے آپ کے متعلق شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فقط یہی ارشادِ گرامی قدر کافی ہے۔ ''اگر کسے خواہد کہ دریں دنیا ملک مقرب را بیند باید کہ او حافظ صاحب کڑی والہ را بہ بیند'' (ترجمہ: اگر کوئی اس دنیا میں مقرب فرشتہ دیکھنا چاہتا ہے تو کڑی والے حافظ صاحب کو دیکھ لے۔)

## تلاشِ مرشد

ظاہری تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد باطنی تعلیم وتربیت کے لئے طلب پیدا ہوئی۔ آپ کا سارا خاندان حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند تھا۔ اور اکثر افراد سلسلہ عالیہ قادریہ سروریہ سلطانیہ میں بیعت تھے اور بارگاہِ سلطانیہ میں اپنے بے پناہ ذوق وشوق اور عشق ومحبت کی بناء پہ ایک معزز مقام رکھتے

تھے۔ نیز معاشرے میں بندہ پروری کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔اور آج بھی ہیں۔حسب سابق روایت خاندانی حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی اسی روایت کو زندہ و جاوید رکھنے کے لئے چند احباب بابا قائم دین ساکن ماہو سنگھوئی، میاں اللہ رکھا اور مہر اللہ دین نمبردار مرحومین ساکن کھائی کوٹلی وغیرہ کے ہمراہ دربار شریف حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مقصد و مدعا حضرت سائیں سلطان نور احمد سرکارؒ سے بیان کیا۔ جو اس وقت مسند سجادگی پر فائز تھے۔سائیں صاحب نے بابا قائم دین، میاں اللہ رکھا اور مہر اللہ دین نمبردار مرحومین کی درخواستیں برائے بیعت منظور کر لیں اور وہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے مگر حافظ اکمل شاہ وارثیؒ سے ارشاد فرمایا کہ ''خورشید عالم! یوں تو تمہارا سارا خاندان ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔اس سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے۔تم بھی ہمیں عزیز ہو مگر ہمارے پاس تمہارا حصہ نہیں ہے بلکہ تمہارا حصہ پورب میں ہے اور وقت آنے پر ضرور ملے گا۔تلاش جاری رکھو۔گھبراؤ نہیں ایک ہی بات ہے''۔دعائے خیر فرمائی اور سب کو رخصت کر دیا۔آپ خاموشی سے واپس آ گئے اور اپنے حصے کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔اس کے بعد آپ کی طبیعت کچھ مضمحل سی رہنے لگی۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بروایت مہر اللہ دین قادری سروری و مولوی محبوب عالم پٹواری قادری قلندری ''حیاتِ اکمل'' مصنفہ حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ کے حاشیہ پہ نوٹ تحریر فرماتے ہیں کہ ''بیعتِ طریقت کیلئے سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے حضور بعد میں درخواست پیش کی پہلے حضرت میاں محمد بخشؒ مصنف ''سیف الملوک'' کے حضور بھی بیعت کی التجا کی جس پر آپ نے جواب دیا کہ قاضی

صاحب یہ میرے بس کی بات نہیں۔ آپ کا حصہ اپنے وقت کے سلطان کے پاس ہے۔ دوسری التجا آپ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب قادریؒ سے کی جو تفسیر سورۃ یوسف کے مصنف تھے۔ آپ کا قیام عالم پور کوٹلہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب، بھارت) میں تھا۔ حضرت اکمل شاہ وارثی صاحبؒ کا آپ سے بہت گہرا تعلق تھا۔ ان کا کلام بھی آپ مولانا کو پڑھ کے سنایا کرتے تھے اور حضرت میاں محمد بخشؒ صاحب کا کلام بھی پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ دونوں بزرگ آپ سے اپنا اپنا کلام سن کر رقت میں مبتلا ہو جاتے اور ہمیشہ آپ کا انتظار کرتے رہتے کہ قاضی صاحب آئیں اور ہمیں کلام سنائیں۔ جب تک آپ سنا نہ لیں کسی کو دکھاتے نہ تھے۔ حضرت اکمل شاہ صاحب وارثیؒ جب سرکار عالم پناہؒ سے بیعت ہو کر واپس تشریف لائے تو کھڑی شریف حاضری کیلئے گئے تو میاں صاحب کھڑی شریف سے باہر آ کر ملے اور دوڑ کر آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیا، تعظیم کی۔ حضرت نے بہت کہا کہ میاں صاحب ایسا نہ کریں۔ آپ نے فرمایا قاضی صاحب یہ ہاتھ اب آپ کا نہیں۔ یہ ہاتھ جس کا ہے ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ قاضی صاحب آپ خوش نصیب ہیں کہ جنہیں اپنے وقت کے سلطان کی غلامی نصیب ہوئی۔ جو آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ ہیں۔"

## رشتہ ازدواج سے منسلک ہونا اور زندگی کے مشاغل

حافظ اکمل شاہ وارثی صاحبؒ کی شادی عالم شباب میں ہی مسماۃ کرم نبی سے ہوگئی تھی۔ جن سے تین اولادیں پیدا ہوئیں۔ ان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی رشیدہ بیگم بچپن میں اور بیٹا قاضی رشید احمد (متوفی 1350ھ بمطابق

1930ء) عالم شباب میں آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ قاضی رشید احمد کا ایک بیٹا قاضی بشیر احمد بھی بچپن میں ہی وفات پا گیا۔ چھوٹی بیٹی رابعہ بیگم کی شادی ڈاکٹر احمد حسن (ساکن ساگری تحصیل دینہ ضلع جہلم) سے ہوئی۔ وہ بھی شادی کے جلد بعد ایک شیر خوار بیٹی رشیدہ بیگم کو چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ رشیدہ بیگم کی شادی بریگیڈیئر ظفر السلام صاحب (ساکن موضع ریحانہ تحصیل دینہ ضلع جہلم) سے ہوئی۔ یہ دونوں میاں بیوی بھی اب وفات پا چکے ہیں۔ ان کی تمام اولاد ماشاء اللہ باحیات اور دینی و روحانی ذوق وشوق کی حامل ہے۔ اور اعلیٰ عسکری عہدوں پہ فائز ہے۔

## قطعہ تاریخ وصال قاضی رشید احمد ابن قاضی خورشید عالمؒ

ازقلم مولانا قاضی غلام جیلانیؒ۔ خانقاہ کڑی شریف (1905ء۔1995ء)

| | |
|---|---|
| بہ ملہو سنگھوئی یکے خانداں | قدیمی نیکوکار از قاضیاں |
| ز اسلافِ حاذق طبیب و حکیم | با اعمالِ صالح علم در زماں |
| ازین قوم یک بود ما را رفیق | بسے مخلص و خوش خلق مہرباں |
| جواں سال برنا و فائق لئیق | حسیں ماہ جبیں خوش قلم خوش بیاں |
| بروزِ دو شنبہ بوقتِ سحر | ازیں دارِ فانی برفتہ رواں |
| ز ماہِ رجب شانزدہ شب گذشت | کہ آں ماہِ کنعاں ز باشد نہاں |
| ز باغِ عطا گلبن قطع شد | ز خورشید نور شدہ بس نہاں |
| صد افسوس بیحد تاسف حزن | برفتہ رشید احمد از ایں جہاں |
| اگر رفتہ پیری ز دنیائے دوں | نیاوردمی ایں فغاں بر زباں |

جواں سال رفت از جوانانِ دہر | بہفتاد سروے بے قاضیاں
بہ تحسین و اخلاق او شاہد اند | ہمہ مرداں ہم زمین آسماں
ز ہم عمر و ہم درس داماں بچید | چرا من نہ گویم کہ رحمت جہاں
خداوند رحمت ببارد برو | بفضلِ خودش داردش جاوداں
رشید ایں نہ کار رشید ایں نہ کرد | بخاموشی از ایں جہاں شد رواں
ہمہ مخلصاں گریہ ہا میکند | کہ با ما کلام نکرد آں جواں
ہمہ دوستاں ایں گلہ داشتند | کہ پوشیدہ از ما رواں شد جہاں
عمیں نزدِ او ہم نہ دیگر عزیز | نہ نزدش بدا والدِ مہرباں
نہ داند کہ بر والدہ چہ رسید | بشد زندہ در گور آں ناتواں
بہ ہمشیرہ ایں صدمہ صد بار شد | برادر چو رفت از جہاں نوجواں
نہ مادر پدر یک ہمیں بود و بس | قضا نیز او را ندادہ اماں
چو ہجرت ازیں دار کرد آں رشید | بپرسی اگر ہجروی سال آں
یکے مصرع سالم شنو از غلامؔ | ''جدائی اشد قاضیٔ نوجواں''

۱۳۵۰ھ

## خلاصہ قطعہ تاریخ وصال قاضی رشید احمد ابن قاضی خورشید عالمؒ

ازقلم مولانا قاضی غلام جیلانیؒ۔خانقاہ کڑی شریف (1905ء۔1995ء)

(ترجمہ:) ملہوسنگھوئی کے ایک قدیم نیکو کار قاضی خاندان، جس کے اسلاف حکیم حاذق، عالمِ زماں اور حاملِ اعمالِ صالح تھے۔ اس قوم میں ہمارے ایک مخلص، خوش

خلق اور مہربان دوست تھے۔ حسین وجمیل، گبھرو جوان اور انتہائی لائق وفائق، خطاط، خوش بیان شخصیت تھے۔ آپ بروز سوموار سحری کے وقت اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ ۱۶ رجب کی رات گزری تو وہ ماہِ کنعان چھپ گیا۔ قاضی محمد عطا کے باغ کا یہ پھول شاخ سے ٹوٹ گیا۔ خورشید کا نورِ نظر پردہ پوش ہو گیا۔ صد افسوس اور ہزاروں حزن و ملال ہیں کہ رشید احمد اس جہانِ فانی کو چھوڑ گئے۔ اگر بڑھاپے میں اس دنیا سے رخصت ہوتے تو یوں آہ وفغاں زبان پہ نہ آتی۔ اس دور کے جوانوں میں سے قاضی خاندان کا ایک جوان چلا گیا۔ اس کے اخلاقِ حسنہ کے سب گواہ ہیں۔ وہ سب کیلئے بڑے محترم و مہربان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پہ دائمی رحمتیں نازل فرمائے۔ رشید احمد خاموشی سے اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ تمام مخلص دوست احباب اس بات پہ گلہ بھی کرتے ہیں اور گریہ وزاری بھی کر رہے ہیں کہ رشید احمد نے وقتِ رخصت ہمیں کچھ نہ بتایا۔ بلکہ خاموشی سے رخصت ہو گئے۔ بوقتِ رخصت نہ ہم میں سے کوئی ان کے قریب تھا اور نہ ہی ان کے والدِ ماجد قاضی خورشید عالم المعروف حافظ اکمل شاہ وارثیؒ ہی پاس تھے۔ اس کی والدہ کیا کرے وہ تو گویا زندہ درگور ہو گئیں۔ اس کی ہمشیرہ کا کیا حال ہو گا کہ جس کا جواں سال بھائی چلا گیا۔ صرف ماں باپ ہی نہیں ہم سب کو بھی کسی پل چین نہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ رشید احمد اس جہانِ فانی سے کس ہجری سال میں رخصت ہوئے تو اس غلام سے ایک مصرع اس بارے میں سن لو اور وہ یہ کہ ''جدائی اشد قاضیٔ نوجواں'' (1350ھ) یعنی اس نوجوان قاضی کی جدائی ہمارے لئے بہت شدید صدمہ ہے۔

## برٹش انڈین آرمی میں ملازمت

آپ نے 1890ء میں برٹش انڈین آرمی میں ملازمت اختیار کر لی اور پنجاب 22 نمبر پلاٹون میں بطور خطیب بھرتی ہو گئے۔ دوران ملازمت آپ جبل پور، ڈیرہ اسماعیل خان، جہلم، بنوں، ملتان، میرٹھ، رڑکی، لکھنؤ اور دہلی چھاؤنیوں میں رہے۔ مگر انگریزی سرکار کی ملازمت کے باوجود جو دل میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی وہ بجھی نہیں تھی بلکہ ذوق طلب اس کو مزید ہوا دے رہا تھا اور پیر و مرشد کی تلاش و جستجو بھی جاری تھی۔

## سرکار عالم پناہ حافظ حاجی سید وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز سے ملاقات

1897ء میں حافظ صاحب کی پلٹن دہلی چھاونی میں آئی تو آپ بھی پلٹن کے ہمراہ دہلی آ گئے۔ ایک روز اتفاقاً دہلی شہر میں تشریف لے گئے اور ایک حجام کی دکان پر داڑھی کا خط بنوانے کے لئے ٹھہر گئے۔ اسی اثنا میں آپ نے دیکھا کہ شہر میں غیر معمولی گہما گہمی ہے۔ جس میں بلا امتیاز مذہب و ملت ہندو، سکھ، مسلمان وغیرہ ایک ہی سمت میں دوڑے جا رہے ہیں۔ آپ نے حجام سے اس بھیڑ کے متعلق دریافت فرمایا تو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑے بزرگ آج دہلی تشریف لا رہے ہیں اور سب لوگ ان کے استقبال کیلئے ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کے بعد کا واقعہ آپ کی زبان گوہر فشاں سے سماعت کریں:۔

''میرے قلب کو بھی شوق چرایا کہ اس بزرگ کی ضرور زیارت کرنا چاہئے چنانچہ خط بنوایا، غسل کیا، خوشبو لگائی اور پھر ریلوے اسٹیشن کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر اس قدر ہجوم تھا کہ مجھے بڑے گیٹ سے دس پندرہ گز پرے ہی کھڑے ہونے کے لئے جگہ ملی۔ مایوسی کے عالم میں سوچا کہ اتنے دور رہ کے ایسے بڑے بزرگ کی کیا زیارت ہوگی۔ اتنے میں اِک شور اُٹھا کہ ریل گاڑی آ گئی۔ ہجوم میں ہلچل پیدا ہوئی تو پولیس نے ہجوم کو پھاٹک سے پرے ہٹانا شروع کر دیا۔ لیکن مجھ پر شوقِ دیدار کا اس قدر غلبہ تھا کہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہٹا اور پولیس کے انتظام سے اس بزرگ کی آمد کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ بزرگ زرد رنگ کا لباس عجیب طرز کا زیب تن فرمائے ہوئے سیدھے میری طرف چلے آتے ہیں۔ پہلی ہی نظر میں تیر عشق کام کر گیا۔ میں دوڑ کر بے ساختہ والہانہ انداز میں قدم بوس ہوا۔ اس بزرگ نے کرم نوازی فرمائی۔ دست کرم سے اٹھا کر مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا'' پنجابی حافظ آ گئے۔ اچھا پھر ملیں گے''۔ اتنا فرما کر حضور آگے بڑھ گئے اور میں وہیں اسی جگہ حیرت زدہ کھڑا رہ گیا۔

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اُٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

ذرا حواس درست ہوئے تو ارد گرد چند اشخاص کے سوا کوئی نہ تھا۔ ان سے استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ ہیں۔ اس کے بعد میں واپس اپنی پلٹن میں چھاؤنی چلا گیا۔ لیکن شب بھر بے چینی رہی اور ایک تڑپ دل میں رہی کہ اس صورتِ زیبا کا پھر دیدار ہو۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ تلاش و جستجو میں

سرگرداں نکل کھڑا ہوا اور حضور سرکار عالم پناہ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں جا پہنچا۔ میں قدم بوس ہوا اور استدعا کی کہ حضور! مجھے بیعت سے مشرف فرمائیں۔ ''پوچھا کہاں سے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''حضور! جہلم کے علاقہ سنگھوئی سے تعلق ہے''۔ فرمایا ''اچھا! وہ لال سنگھ والی سنگھوئی۔ ہم وہاں گئے تھے۔ وہاں اپنے وقت کے ایک بزرگ درویش تھے حافظ رکن عالمؒ۔ ان کے ہاں تین روز تک قیام کیا۔ لنگر ہوا اور ہماری دعوت کی گئی۔'' حافظ اکمل شاہ وارثیؒ نے عرض کیا کہ وہ ہمارے جداعلیٰ تھے تو سرکار عالم پناہ نے مزید شفقت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے بیعت سے مشرف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''اِسی صورت کو یاد رکھنا''۔ اس کے بعد شب و روز کی یہ کیفیت ہوگئی کہ اس صورت کے سوا یاد ہی کچھ نہ رہا۔''

حیرتؔ نگاہ سے نہ تماشہ کرے کوئی
صورت وہ روبرو ہے کہ دیکھا کرے کوئی

## مولانا عبدالرحیم کے ہمراہ سرکار وارث پاکؒ کی زیارت

مولانا عبدالرحیم چشتیؒ حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کے استاد حضرت مولانا نور عالمؒ صاحبؒ (کڑی والے) کے صاحبزادے تھے۔ حافظ صاحب کے آپ کے ساتھ بہت دوستانہ مراسم تھے۔ جن دنوں حافظ صاحب کی پلٹن دہلی میں تعینات تھی اور سرکار عالم پناہؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ ان دنوں مولانا عبدالرحیم صاحبؒ بھی طب کی تعلیم کیلئے حکیم اجمل خاں صاحب کے پاس دہلی میں مقیم تھے۔ حافظ صاحب نے سرکار کا تذکرہ ان سے بھی کیا تو انہیں بھی ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ دونوں

صاحبان کی سرکار عالم پناہ سے ملاقات شاہی مسجد دہلی کی سیڑھیوں پہ ہوئی۔ مولانا سرکار کا لباس اور فقیرانہ رنگ دیکھ کے بہت متاثر اور متعجب ہوئے۔ سرکار نے خصوصی شفقت و محبت سے نوازا۔

اس سفر میں سرکار حضور عالم پناہؒ نے دہلی میں کئی روز قیام فرمایا۔ حافظ صاحب کوشش فرماتے کہ سرکار سے زیادہ سے زیادہ زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ چنانچہ سرکار کے اس قیامِ دہلی کے دوران حافظ صاحب کی سرکار سے تیسری ملاقات چاوڑی بازار کی مسجد میں ہوئی۔

## حافظ صاحب کی لکھنؤ میں تعیناتی

کچھ مدت کے بعد آپ کی پلٹن کو لکھنؤ جانے کا آرڈر ملا۔ لکھنؤ میں دو سال تک قیام رہا اور یہ کیفیت بھی دن بدن اپنا جوبن دکھانے لگی۔ جب حالت غیر ہوتی تو لکھنؤ سے ریل گاڑی کے ذریعہ بارہ بنکی پہنچتے اور وہاں سے کبھی پیدل، کبھی یکہ پر دیوہ شریف جاتے اور سرکار میں حاضری دیتے رہے۔ بلکہ پھر معمول یہ بن گیا کہ کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی وقت چوبیس گھنٹہ میں ایک بار آپ دیوہ شریف حاضری ضرور دیتے۔

بیعت کے بعد آپ کا طبعی میلان درویشی کی جانب بہت زیادہ بڑھ گیا۔ لکھنؤ میں قیام کے دوران مزاج میں کچھ ایسی تبدیلی آئی کہ دل دنیا کی محبت سے کنارہ کشی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور بالآخر بارگاہِ عالم نواز میں حضرت فقیر اوگھٹ شاہ وارثی کے توسط سے احرام کے لئے درخواست پیش کی۔ تو سرکار عالم پناہ سیدنا وارث پاک نے ارشاد فرمایا کہ ”جب تک والدین بقید حیات ہیں ان کی خدمت کو اپنا شعار

بناؤ۔ تمہارا حصہ تم کو وقت آنے پر مل جائے گا۔'' چنانچہ آپ ارشاد پاک کی تکمیل کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور والدین کی دعاؤں سے جب تک وہ زندہ رہے مستفیض ہوتے رہے۔ والدین کی وفات کے بعد اسی کشمکش میں ملازمت چھوڑ دی۔ اور دوبارہ عرض کی جس پہ سرکار عالم پناہؒ نے ارشاد فرمایا ''اچھا مل جائے گا۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔''

## سرکار وارثِ پاکؒ کا ایک دلچسپ ارشاد

قدیم وارثی احباب و حاضر باش خدام کی زبانی سنا گیا کہ سرکار حضور عالم پناہؒ سے شرفِ بیعت کے بعد حافظ صاحب قبلہ اکثر دیوہ شریف حاضر ہوا کرتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک تو ضرور دیوہ شریف میں گزارتے اور مزید ایک ماہ آستانہ پہ مختلف قسم کی خدمات سرانجام دیتے۔ ایک مرتبہ آپ دیوہ شریف میں داخل ہوئے تو خیال کیا کہ پہلے کسی حجام سے داڑھی و بال وغیرہ درست کرائیں۔ لہٰذا آپ نے بال درست کرا کے غسل کیا۔ یوں تقریباً ایک گھنٹہ بعد بارگاہِ وارث الاولیاء میں حاضر ہوئے تو سرکار عالم نوازؒ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا ''پنجابی حافظ! کیا ہم گنگا سے بھی گئے گزرے ہیں؟''

## صوبیدار قاضی محمد یوسف سرکار عالم پناہؒ کی بارگاہ میں

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بیان فرماتے ہیں کہ

''حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے برادرِ اصغر صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری بھی اس دور میں برٹش انڈین آرمی میں حاضر سروس تھے۔ انہوں نے جب حافظ صاحب سے سرکار حضور کا تذکرہ سنا تو وہ بھی آپ سے ملاقات کیلئے بیتاب ہو گئے۔ دیوہ

شریف حاضر ہوئے۔ سرکار کی زیارت کی۔ اور پھر جتنا عرصہ لکھنؤ قیام رہا اکثر و بیشتر سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ صوبیدار صاحب اور حافظ صاحب دونوں بھائی سرکار کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صوبیدار صاحب نے حافظ صاحب کے کان میں سرگوشی کی کہ سرکار حضور کی خدمت میں عرض کریں کہ مجھے بیعت فرمالیں۔ سرکار نے حافظ صاحب سے پوچھا کہ صوبیدار صاحب کیا کہتے ہیں؟ تو حافظ صاحب نے عرض کی حضور! صوبیدار صاحب بیعت کیلئے عرض کر رہے ہیں۔ تو سرکار عالم نوازؒ نے فرمایا کہ حافظ جی! یہ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے سلطانِ فقر کے غلام ہیں۔ اب انہیں نئی بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ کچھ فرق نہیں۔ ہم اور وہ ایک ہی ہیں۔'' صوبیدار صاحب کا سرکار حضور عالم پناہؒ سے عقیدت و محبت کا عالم یہ تھا کہ بعض اوقات اپنے نام کے ساتھ وارثی بھی لکھتے۔

## دیوہ شریف کا ایک محیر العقول واقعہ

دیوہ شریف کے قیام کے دوران ایک محیر العقول واقعہ پیش آیا جسے آج بھی دیوہ شریف کے پرانے باسی یاد کرتے ہیں۔ یہ واقعہ سرکاری حجام مسمی للن نے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کو ان الفاظ میں سنایا کہ ''سرکار سیدنا وارث علی شاہؒ کے زمانہ میں جناب قاضی اکمل شاہ وارثی کا قیام دیوہ شریف میں تھا۔ میرے مکان کے متصل مکان میں ایک دھوبن بڑی بی (مائی صاحبہ) رہتی تھی جس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ اس بڑی بی صاحبہ پر قدرت کی طرف سے کچھ ایسی اُفتاد پڑی کہ اس کا اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا۔ بڑی بی صاحبہ سخت پریشان تھی۔ اسی اثناء میں حافظ اکمل شاہ وارثی نماز

فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لے جا رہے تھے کہ سرِ راہ بڑی بی صاحبہ کا مکان تھا۔ مکان کے اندر سے آہ وزاری کی آوازیں آ رہی تھیں آپ کے لئے بڑی بی صاحبہ کی پریشانی ناقابل برداشت تھی۔ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ بڑی بی صاحبہ نے کچھ اس پر درد لہجہ میں آپ سے فریاد کی کہ آپ سے اس کی حالتِ زار دیکھی نہ گئی۔ آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور مردہ لڑکے کا چہرہ دیکھا اور بے ساختہ کہہ دیا۔ ''ابھی تو لڑکا زندہ ہے''۔ لڑکا اسی وقت زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ آپ فوراً مکان سے نکل گئے اور بعد از ادائیگی نماز فجر سرکار وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے چلے گئے تو سرکار عالم پناہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا'' پنجابی حافظ! خدا کی رضا میں آئندہ دخل نہ دینا اور اب دیوہ میں ہماری زندگی میں نہ آنا، سیاحت کرنا اور کسی بستی میں نہ جانا''۔

## سیر وسیاحت اور دیوہ شریف واپسی

حضرت حافظ صاحب پر ان ارشادات عالیہ سے حالت جذب طاری ہو گئی اور آپ اسی وقت جنگل کی سیاحت کو نکل گئے۔

عجب انداز سے دیوانہ جنگل میں خراماں تھا
کہ گل تھے سامنے، دامن کشاں خارِ مغیلاں تھا

سالہا سال مختلف علاقوں کی سیاحت فرمائی۔ لیکن شیخ کے حکم کے باوجود آپ کا دل نہیں کرتا تھا کہ درِ محبوب سے دور رہیں۔ لہٰذا آپ زیادہ تر دیوہ شریف کے قریبی جنگلات میں ہی وقت گزارتے۔ اس دوران کئی لوگوں نے آپ کو دیکھا۔ وہ سرکار

حضور عالم پناہؒ کو آ کر بتاتے کہ ہم نے قریب ہی جنگل میں پنجابی حافظ جی کو دیکھا ہے تو آپ فرماتے کہ جاؤ بلا لاؤ۔ لیکن جب تلاش پر آپ نہ ملتے تو سرکار حضور عالم نوازؒ فرماتے کہ وہ ابھی نہیں آئیں گے۔

حیرت نگاہ یار نے نہ جانے کیا کیا
حیراں ہوں اب رہوں کہاں جاؤں کدھر کو میں

## بارگاہِ وارثِ عالم نوازؒ میں قبولیت

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا اپنے مرشدِ کریم سرکار حضور وارث عالم نوازؒ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں کیا مقام تھا اور آپ پہ شیخ طریقت کا کتنا کرم تھا۔ سرکار عالم نوازؒ نے آپ کو دولتِ احرام اور فقیری نام سے کیسے، کس اہتمام سے اور کتنی تاکید سے نوازا۔ اور دیوہ شریف کے حلقہ میں حافظ صاحبؒ کس قدر ہر دلعزیز اور لائق احترام تھے۔ اس بات کا اندازہ اُن خطوط سے بھی ہوتا ہے جو سرکار وارث پاکؒ کی بارگاہ سے متعدد احباب مختلف اوقات میں حافظ صاحب کے نام لکھتے رہے۔ ان میں سے چند ایک یہاں بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

## مکتوب گرامی بنام حافظ اکمل شاہ وارثیؒ

## منجانب بابا فیضو شاہؒ از قلم حضرت شاہ شاکر وارثیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوا شریف

۲۳ محرم الحرام بروز جمعرات (۱۳۲۳ھ)

بر سلسلہ اہل جنوں موئے محمدؐ
محراب عبادت خم ابروئے محمدؐ
حرام باد بجز یار گلعذار ندح
فدائے بادہ لعلش کنم ہزار ندح
حلال نیست مئے لعل بے لب ساقی
بود حرام چو نوشند خوشگوار ندح

(ترجمہ: اہل محبت، اہل جنون کی طریقت کی بنیاد حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہے۔ آپ کے موئے مبارک پر ان کا سلسلہ طریقت قائم ہے۔ ان کی عبادت کی محراب حضور سرورِ کونین ﷺ کے ابروئے مبارک کا خم ہے۔ جس میں وہ اہلِ جنون پناہ لیتے ہیں۔ پھولوں جیسے نرم و نازک رخسار والے دوست کی تعریف و توصیف کے علاوہ کچھ اور حرام ہے۔ محبوب کے حسین مخمور رُخِ انور پہ ہزاروں تعریفیں نچھاور۔ ساقی کے لبوں سے مس ہوئے بغیر شراب حلال نہیں۔ بلکہ اس کے بغیر یہ خوشگوار مے بھی حرام ہو جاتی ہے۔)

قابلِ صد احترام برادرم خورشید عالم وارثی!

میرا اسلامِ محبت قبول ہو۔ حضور قبلہ عالم مالک و مختار وارث کل رحیم و کریم عطائے رسول کے مزاجِ مقدسہ کے آثار قریب حجاب محسوس ہو رہے (ہیں)۔ طبع ناساز ہے۔ ہر علاج اور تجویز بے کار ثابت ہو رہی ہے۔ تمام غلامان درِ اقدس پر حاضر ہیں۔ بھیڑ ہو رہی ہے۔ حسبِ وعدہ اطلاع کر رہا ہوں۔

رات بوا رحیمن صاحبہ وارثیہ تاکید فرما رہی تھیں۔صبح کا وقت ہے۔محرم کی ۲۳ (اور) جمعرات کا دن ہے۔ نامۂ غم ملتے ہی اب پہنچیں۔کون جانتا ہے پھر کیا ہو جائے۔آخر قیامت کا دن مقرر ہے۔

چوں کاروان نالہ بلبل رواں شود
شبنم فغان کند چو جرس در گلوئے گل
بلبل بنو بہار کند آشیاں
آتش فروز و خانہ خرابیست خوئے گل

(ترجمہ: جب بلبل کے نالوں کا کارواں کوچ کر جاتا ہے یعنی جب بلبل پھولوں سے اُڑ جاتی ہے تو شبنم پھولوں جیسے خوش الحان گلے سے گھنٹی کی طرح چیخ و پکار کرتی ہے۔ بلبل جب بہار میں اپنا آشیانہ سجاتی ہے تو پھول کی آگ سلگ اٹھتی ہے۔اور اس کے جانے بعد اس کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔اور اس کی ساری بہاریں ماند پڑ جاتی ہیں۔)

حافظ جی گلاب شاہ وارثی سلام لکھوا رہے یاد کر رہے ہیں۔ برادرِ معظم اوگھٹ شاہ وارثی، بابو وارث علی جو کل آئے آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔مولانا سرفراز وارثی میرے پاس بیٹھ کر سلام دیتے ہیں۔

حضرت سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آیا ہوں۔حکیم عبد العزیز لکھنوی حاضر خدمت ہوئے ہیں۔بابا فضیحت شاہ لے کر آئے ہیں جو اپنا علاج تجویز کر رہے ہیں۔قبلہ عالم کو بخار کی تیزی اور گلا کی خرابی نے کمزوری کر دی ہے۔ نواب عبدالشکور خان ہر بندوبست کئے ہوئے ہیں۔بڑے کلن میاں اپنا وہی طریقہ اپنا رہے ہیں جو آپ نے دیکھا تھا۔رات اپنی ضعیفہ ماں کے ہمراہ (آئے۔جو) سرکا

عالم پناہ کو بار بار آواز دے رہی تھی کہ اُٹھ کر بیٹھو۔ حضور مسکرا دیئے تھے۔ یہ حال ہے دیوا کے سید زادے کا۔ از بس آ جاؤ سب انتظار میں ہیں۔

فقط سرکار کا غلام آپ کا شاکر وارثی بقلم خود و بابا فیضو شاہ خادمِ خاص

## حضور قبلہ میاں اوگھٹ شاہ وارثیؒ کا مکتوب گرامی حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوا شریف

۱۲۔۱۲۔۴ (۱۲ دسمبر ۱۹۰۴ء)

قابل صد احترام خورشید عالم وارثی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بخیریت تمام عرصہ دراز سے ملاقات یاد ضرور ہے۔

حضور قبلہ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ حسبِ وعدہ اطلاع کرتا ہوں سرکار عالم پناہ آج شب کی نشست (میں) آپ کا پوچھ رہے تھے۔ بابا فیضو شاہ قبلہ جواب دے رہے (تھے) کہ حافظ پنجابی کو خود دیوا سے باہر بھیجا۔ اب خود دریافت کر رہے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم کہاں ہیں۔

حضور سرکار عالم پناہ سن کر مسکرا رہے تھے۔ آج صبح صبح آپ (کو) نامۂ محبت لکھنے بیٹھ گیا۔ حضور کی علالت کی اطلاع دے رہا ہوں۔ حافظ گلاب شاہ وارثی سلام لکھوا رہے (ہیں)۔ بابا فیضو شاہ السلام علیکم کہہ رہے ہیں۔ سرکار میں آپ کے

لئے عرض کی ہے۔ صبح صبح فرمان ہوا اوگھٹ شاہ سنو سنو حافظ پنجابی اپنا حصہ لے گئے۔ (جب تک) ہم موجود ہیں نہیں آئیں گے۔ وقت (آنے) پر آئیں گے۔ ان کی امانت اپنے پاس رکھو۔ (جب) آئیں گے انہیں دے دینا۔ وہ مکمل ہیں۔ اکمل نام ہے اُن کا۔ یاد رکھنا میرا آخری احرام اُن کا حصہ ہے۔ اُنہیں دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ سنو سنو یاد رکھنا۔

حضرت برادرِ معظم معروف شاہ وارثی، بابو وارث علی خاں صاحب وارثی جگدیش پور (والے)، عبدالعاد شاہ وارثی، منشی تہور علی، فضیحت شاہ وارثی موجود تھے۔ بابا فیضو شاہ وارثی کو حکم ہوا لکھوالو بابا اچھا ہوگا۔ حضور اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گئے اور فرمایا دیکھو دیکھو مولوی سرفراز کہاں ہیں اُن کو بلاؤ۔ اُنہیں بلایا گیا۔ حکم ہوا سید محی الدین بلسٹر (بیرسٹر) کے پاس جاؤ۔ یہ لکھ دیتے ہیں۔ اُن سے کہنا یہ لکھا ہوا پاس رکھو اوگھٹ شاہ کا لکھا ہوا اوگھٹ شاہ کو دے دو۔ (جو) کوئی دریافت کرے اُسے دکھا دو۔ اب آپ کا آنا ضروری ہو چکا۔ حضور کی خدمت میں کئی کام ہیں۔ جن (کی) یاداشت حضور خود کراتے (ہیں)۔ آج کل بھیڑ ہے۔ سب لوگ علالت کا سن کر حاضری کے لئے آتے ہیں۔ صبح شام مصروفیت رہتی ہے۔ دیوا کے مالکان نے مکان کا جھگڑا ختم نہیں کیا۔ جاری (ہے)۔ کلن میاں زمینداروں کے ساتھ ہیں۔ مگر معروف شاہ صاحب اکیلے ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ معروف شاہ صاحب اور سید فضل حسین صاحب نے اپنی جگہ کے کاغذات درست کروادیئے ہیں۔ جو سید محی الدین صاحب بیرسٹر کے پاس جمع کروادیئے ہیں۔ بیرسٹر صاحب یہ کام راز میں رکھے ہوئے ہیں کہ حضور سرکار عالم پناہ کے سامنے اس کا ذکر نہ کیا جائے۔

ادھر سرکار حضور عالم پناہ رات بیرسٹر سے فرمارہے تھے بلسٹر (جو) باقی ہو دریافت کر لینا۔ وہ عرض کر رہے تھے حضور بہتر۔ (حضور سرکار عالم پناہ نے فرمایا) فیضو شاہ! سنو سنو تم جانتے ہو دیوا کے لوگ اچھے ہیں ہمیں باہر نہیں جانے دیتے۔ یہ حال ہے اور کیا لکھوں۔ آ جاؤ چند لمحے حضور کی خدمت میں گذر جائیں۔ حضور کا حکم اب پورا ہو گیا۔ سب بھائی آپ تک السلام علیکم پہنچا رہے ہیں۔

آپ کا خیر اندیش ازلی

اوگھٹ شاہ وارثی

۱۲۔۱۲۔۴

# مکتوب گرامی حضرت شاہ شاکر وارثیؒ
# بنام حافظ اکمل شاہ وارثیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوا شریف

۳۔۷۔۱۱ (۳ جولائی ۱۹۱۱ء)

تا سوختہ نبود دل دردے نگیرد سوزِ من
آتش کجا خیزد گردم بجا کستر دید
من کشتہ یک ما بخش او در سخن بادیگراں
من مردہ و آں روح اسم ام
گفتہ کہ اے خورشید من آخر بدین سو تابشی

گفتا کہ خرد باش تا قیامت درید

(ترجمہ: جب تک دل سوختہ نہ ہو سوز و گداز اور درد اختیار نہیں کرتا۔ آگ کہاں ظاہر ہوتی ہے؟ کیا کبھی مٹی یا خاکستر سے بھی آگ بھڑکی ہے؟ دوسروں کے ساتھ اس کی ایک ہی بات سے میں جل اُٹھا۔ میں تن مردہ ہوں اور وہ میری روح ہے۔ اسے کہہ دو کہ اے خورشید! تو اس طرف کب چمکے گا؟ اسے کہہ دے کہ ذرا ہمارا خیال کر۔ اِلا یہ کہ قیامت ظاہر ہو جائے۔ یعنی اے خورشید عالم! تو ہماری جان ہے۔ تو کب ہمارے پاس آئے گا؟ للہ ہمارا کچھ تو خیال کر اور ہمارے مرنے سے پہلے پہلے آ جا تا کہ ہماری ملاقات ہو جائے۔)

میرے اکمل و مکمل فقیر اکمل شاہ حافظ پنجابی!

بندہ فقیر حقیر نادار غلامِ وارثِ ارثِ علی فراق سے عاجز یاد کر رہا ہے۔ وعدہ جلدی واپسی کا ہر روز یاد دلاتا ہے۔ بھائی محبت شاہ پنجابی میرے پاس تشریف رکھتے ہیں۔ حافظ گلاب شاہ وارثی بھی یاد کر رہے ہیں۔ خط ملتے ہی روانہ ہو جائیں۔ وہ دن اچھے ہیں جو مل کر گزار لیں گے۔ بابا فیضو شاہ حضرت کے پاس رات حاضر ہوا تھا۔ اب کس وقت کا انتظار ہے۔

الف شاہ وارثی پنڈت اپنے انداز کا سلام کہہ رہے ہیں۔ ابھی ابھی میرے حجرہ میں آئے ہیں۔ چائے کا دور چل رہا ہے۔

فقط

آپ کا شاکر وارثی دیوا شریف بارگاہ وارثِ جہاں

مورخہ ۳۔۷۔۱۱ بروز پیر

# دیگر احوال

کئی سال کے بعد جب آپ دیوی شریف تکمیل امتحان کے بعد پہنچے تو وہ سرکار عالم پناہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت تھا۔ سرکار عالم پناہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم صفر1323ھ بمطابق 7اپریل1905ء،25چیت1961 بکرمی بروز جمعہ ہوا۔

اس وقت حافظ صاحب پر جذب کی حالت طاری تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سرکار عالم پناہؒ کا وصال ہوا تو اس وقت حافظ صاحب دیوہ شریف کے قریبی جنگل میں ہی موجود تھے۔ جب آپ کو اس سانحہ کا علم ہوا تو آپ دیوہ شریف کی طرف تیزی سے چل پڑے۔ جنگل سے باہر نکلے تو کسی نے روک کر سرکار کے وصال کی خبر دی تو آپ نے جذب ہی کی حالت میں اس کو پتھر مار دیا اور فرمایا کہ ''ہم کو علم ہے۔''

سرکار عالم پناہ رحمۃ اللہ علیہ کو لحد میں رکھا گیا تو حافظ صاحب نے اسی جذب کی حالت میں تدفین میں حصہ لیا۔ تدفین کے وقت آپ کے ہاتھ سرکار حضور وارث پاکؒ کے سرِاقدس کی طرف تھے۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں کہ ''حضرت قبلہ الحاج میاں اوگھٹ شاہؒ نے فرمایا کہ حافظ فقیر اکمل شاہ صاحبؒ کو قدرت نے یہ شرف بخشا کہ سرکار وارث پاکؒ کے جسدِ مقدس کو غسل انہوں نے ہی دیا۔ پانی بابا فیضو شاہ صاحبؒ ڈال رہے تھے۔ اور معروف شاہ صاحبؒ نگہداشت کر رہے تھے۔ نمازِ جنازہ کے بعد مرقدِ منورہ میں اتارنے والے بھی حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی تھے۔ آخری دیدار بھی لوگوں کو آپ نے ہی کرایا۔''

# احرام پوشی

حضرت الحاج قبلہ عزت شاہ وارثیؒ فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ حافظ صاحب کے احرام کی تصدیق تو اُسی روز ہو چکی تھی جس روز آپ کی سرکار حضورؒ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ کیونکہ مجھے حضرت فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ سے پتہ چلا کہ دہلی میں جب ریلوے سٹیشن کی زیارت کے بعد حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کی سرکار حضور عالم پناہؒ سے پہلی ملاقات ہوئی تو اوگھٹ شاہ صاحبؒ بھی سرکار حضور کے ہمراہ تھے۔ وہیں حافظ صاحبؒ سرکار حضورؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حافظ صاحبؒ کے جانے کے بعد سرکار حضور عالم نوازؒ نے اوگھٹ شاہ صاحبؒ سے ارشاد فرمایا کہ ''یہ پنجابی لڑکا ایک دن ہمارا فقیر ہوگا''۔

جب سرکار حضور عالم پناہؒ کا وصال ہوا تو حضرت الحاج قبلہ عزت شاہ وارثیؒ فرماتے ہیں ''حضور وارث پاکؒ کی وصیت کے مطابق سرکارؒ کا آخری احرام میاں اوگھٹ شاہ صاحبؒ وارثی نے حافظ صاحب کو چوتھی شب 3 بج کر 15 منٹ پر پہلے قل کے موقع پر عطا فرمایا۔ اکمل شاہ کے نام کا اعلان فرمایا اور کہا کہ یہ وارث پاکؒ کا فرمان تھا۔ شکر ہے کہ امانت پہنچا کر سرخرو ہوا۔''

سرکار عالم پناہؒ کے وصال کے بعد حافظ صاحب نے 1905ء سے 1948ء تک بیالیس سال کی طویل مدت دیوہ شریف، انبالہ، نڈالہ، جالندھر، پیران کلیر شریف اور کھائی کوٹلی وغیرہ کے مقامات پر قیام فرمایا۔

# اخلاق وعادات

آپ بے حد ملنسار، مخلص اور درویش منش انسان تھے۔ انتہائی بارعب شخصیت ہونے کے باوجود غصہ وجلال نام کی کوئی چیز آپ میں نہ تھی۔ بلکہ سراپا جمال ہی جمال تھے۔ عمر بھر کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا۔ متوسلین سے بے حد محبت کرتے اور فرماتے کہ ہمارے سلسلہ کی بنیاد ہی محبت پر ہے۔ خاندان کے بچوں سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ جب بھی گھر (سنگھوئی) تشریف لاتے۔ بچوں کے لئے تحفے تحائف ضرور اپنے ساتھ لاتے۔ انہیں گود میں بٹھا لیتے اور ان کے ساتھ بچوں کی سی باتیں کرتے۔

آپ بے حد منکسر المزاج بھی تھے۔ کسی کے خلاف کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ حکیم قاضی زاہد حسین وارثی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کئی موقعوں پر زمانۂ طالب علمی میں حافظ اکمل شاہ وارثیؒ سے اہم اور نازک دینی مسائل پر بحث و مباحثہ کرتا رہتا تھا۔ اس دوران اکثر ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ بحث کرتے کرتے جوش میں آ کر اپنی حد سے تجاوز کر جاتا تھا مگر آپ ہمیشہ میری اس جسارت پر مسکراتے رہتے۔ اور چند الفاظ میں مختصر سا جواب دے کر مجھے مطمئن کر دیتے۔

آپ بے حد سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ اکثر احباب کے ساتھ مزاح بھی فرماتے لیکن سنجیدگی کا پہلو برقرار رہتا۔ آپ کبھی قہقہہ لگا کر نہ ہنستے۔ زیادہ سے زیادہ ایک حسین تبسم چہرے پہ پھیل جاتا۔ جب بھی کسی سے ملتے والہانہ انداز میں ملتے اور تبسم فرماتے رہتے تھے۔ ہر ایک سے ملنے میں سبقت حاصل کرتے تھے۔ غرض مند حضرات کی غرض بھی پوری کر دیتے تھے۔ کوشش یہ ہوتی تھی کہ کوئی بھی مجھ سے ناراض نہ رہے۔

## پیکرِ تسلیم و رضا

آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت وارث پاکؒ کی تقلید کی ۔ آپ کی تمام اولادیں آپ کی حیات ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئیں لیکن اُف تک نہ کی اور تسلیم و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ جب آپ کے صاحبزادے قاضی رشید احمد کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ بمقام نڈالہ ریاست کپور تھلہ ( بھارت ، پنجاب ) میں قیام فرماتھے۔ پوسٹ کارڈ کے ذریعے آپ کو انتقال کی خبر دی گئی۔ آپ کو کارڈ مل گیا۔ پڑھا اور بستر کے نیچے رکھ دیا اور کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ تقریباً پندرہ بیس دن کے بعد آپ کے خادم فضل الٰہی وارثی نے حجرہ کی صفائی کی تو بستر کے نیچے سے دوسرے کاغذات کے ساتھ یہ کارڈ بھی ملا۔ خادم نے سرسری نظر خط پر ڈالی تو بڑے تعجب سے حافظ صاحب سے تعزیت کی تو آپ نے فرمایا ''میاں کیا بتاتا''۔ خادم نے عرض کیا حضور اتنا بڑا المیہ اور ہم کو خبر تک نہ کی ۔ فرمایا ''جس نے پیدا کیا تھا اسی نے بلا لیا ہے۔ اس کے کام میں ہماری کیا مجال کہ دخل اندازی کریں۔ شکر الحمد للہ آج میں فقیر ہو گیا۔ گویا قدرت نے آج مجھے ہر چیز سے آزاد فرما دیا۔''

## ذائقہ سے بے نیازی

احرام پوشی سے قبل آپ نہایت خوش ذائقہ اور نفیس خوراک استعمال کرتے تھے۔ لیکن رنگین پوشی کے بعد ذائقہ اور لذتِ غذا کو ترک کر دیا۔ اکثر ایسا بھی اتفاقاً ہو گیا کہ اگر کھانے میں نمک نہیں ہے اور گھر والے نمک ڈالنا بھول گئے تو سامنے رکھا ہوا بے نمک کھانا ہی تناول فرما لیا۔ جس وقت میزبان نے کھانا کھایا تو پتہ چلا کہ نمک

سرے سے ڈالا ہی نہیں گیا تھا۔

چک نمبر 229۔ای بی (نزد گگو منڈی، تحصیل بورے والا، ضلع وہاڑی) کا واقعہ آج تک زبان زدِ عوام ہے کہ نواب خان وارثی نے اپنے گھر میں آپ کی دعوت کی۔ان کی اہلیہ نے کھانے کے بعد آپ کیلئے چائے تیار کی۔اضطراری کیفیت میں چینی کی بجائے نمک ڈال دیا۔لیکن حافظ صاحب نے نوش فرمالی۔ بعد میں جب میزبان نے چائے پی تو سخت کڑوی محسوس ہوئی۔غرضیکہ یہ آپ کی وضعداری تھی کہ مباح اشیاء بھی طلب نہ فرمائیں۔

## آواز میں درد اور تاثیر

اکثر حافظ اکمل شاہ وارثیؒ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔اور آپ گھنٹوں محویت کے عالم میں گم رہتے۔کبھی کبھار موج میں آکر رومیٔ کشمیر حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام انتہائی پرسوز اور مسحور کن انداز سے پڑھا کرتے تھے۔ سنگھوئی ملھو میں زیریں محلّہ (یہ جگہ دارا کے نام سے مشہور ہے) کے ہم عمر نوجوانوں کے ساتھ موسم گرما کی دوپہر میں نشست فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی دوست احباب کی فرمائش پر سیف الملوک بھی ترنم سے پڑھتے تھے اور احباب محظوظ ہوتے اور جھوم جھوم جاتے تھے۔

بابا فقیر محمد اور میاں عبد الغنی مرحومین بیان کرتے تھے۔ایک روز حسب معمول سیف الملوک پڑھنے کی درخواست پیش کی گئی۔آپ کسی گہری سوچ میں گم تھے۔جیسے ہی آپ نے جذب و مستی کے عالم میں ترنم سے میاں صاحب کا کلام پڑھنا

شروع کیا تو اردگرد کے ماحول پر سکوت چھا گیا۔اس دوران برنے کے درخت سے فاختاؤں کا ایک جوڑا بے خود ہوکر حافظ اکمل شاہ وارثی کے قدموں میں گرا اور اضطرابی حالت میں تڑپنے لگا۔اسی اثنا میں مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی۔سب نے اللہ اکبر کہا۔اور حافظ اکمل شاہ وارثی بھی خاموش ہو گئے۔اس کے بعد فاختائیں بھی اُڑ گئیں۔آپ اکثر معمول کے مطابق جہلم شہر کی جانب صبح کاذب کے وقت پیدل ہی گھر سے نکل کھڑے ہوتے اور سورۃ یٰس کی تلاوت کرتے جاتے۔اس کے بعد ترنم کے ساتھ سیف الملوک پڑھنا شروع کر دیتے۔خداوند تعالیٰ نے آواز میں سوز اور درد ایسا عطا فرمایا تھا کہ جس بستی سے گزرتے۔اہل دیہہ آپ کے پڑھنے سے کافی محظوظ ہوتے اور سر دھنتے رہتے۔اکثر ایسا بھی دیکھا گیا کہ اکثر محبین سڑک پر کھڑے منتظر رہتے تھے کہ آپ کا گذر ہو اور وہ زیارت وملاقات کا شرف حاصل کریں۔

## حلیہ مبارک

حدیث مبارکہ کی رو سے اللہ عزوجل کے مقرب اور خاص بندوں کی صفت یہ ہے کہ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔(سنن نسائی)۔ بمصداق ''رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی'' عشق نبی ﷺ اس قدر اُن میں رچ بس جاتا ہے کہ ان کا رنگ ڈھنگ، چال ڈھال حتیٰ کہ شکل وصورت تک بول بول کر گواہی دیتے ہیں کہ یہ کشتۂ عشق مصطفیٰ ﷺ ہیں۔وہ جیسے جیسے فنافی الشیخ اور فنافی الرسول ﷺ کی منازل طے کرتے جاتے ہیں ان میں ان ہستیوں کی صفات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔یہاں تک کہ جب وہ فنافی اللہ بقاباللہ کے مقام پہ فائز ہوتے ہیں

تو پھر حال یہ ہو جاتا ہے کہ وہ بلا شک وشبہ صفاتِ باری تعالیٰ کا مظہر بن جاتے ہیں۔ اخلاق اللہ سے متصف ہو جاتے ہیں اور صبغۃ اللہ ان کی نشانی بن جاتی ہے۔

اب ذرا اس فانی فی اللہ باقی باللہ ہستی کو دیکھیں کہ مقاماتِ فنا کے کس قدر اثرات ان پر مرتب ہوئے اور باطنی کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی آپ کو ان ہستیوں کی کس قدر مماثلت نصیب ہوئی کہ سب ایک جیسے محسوس ہوتے ہیں۔ مرشدِ کریم سرکار وارثِ عالم نوازؒ نے بھی ارشاد فرمایا ''سنا سنا! جو ہمارا مرید ہوتا ہے ہم اسے اپنے جیسا بنا دیتے ہیں۔'' چنانچہ بیدم شاہ وارثیؒ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:

دیکھ لو شکل میری کس کا آئینہ ہوں میں
یار کی شکل ہوں ، یار میں فنا ہوں میں

آپ ایک انتہائی وجیہہ وشکیل انسان تھے۔ قدِ مبارک میانہ لیکن مائل بہ بلندی تھا۔ محفل مجلس میں بیٹھے یا احباب میں کھڑے ہوتے تو سب سے بلند اور نمایاں محسوس ہوتے۔ چشمانِ مبارک گہری شربتی، نمایاں، دلکش، پر تاثیر اور روشن و چمکدار، سرِ مبارک بڑا، گیسو دراز، سینہ فراخ، کندھے چوڑے اور ہاتھ پاؤں نرم وگداز اور میانہ تھے۔ جسامت کے اعتبار سے نہ بہت موٹے اور نہ ہی بالکل دبلے پتلے تھے بلکہ سڈول لیکن انتہائی مضبوط اور تندرست وتوانا۔ سر پہ ہمیشہ مہندی کا استعمال فرماتے۔ ریش مبارک اور مونچھیں چھوٹی چھوٹی لیکن ایسی کہ چہرہ مبارک پہ جچتیں۔ آپ کی صحت قابلِ رشک تھی۔ رنگت انتہائی صاف اور سرخ وسفید تھی۔ چہرہ مبارک پہ آخر وقت تک کوئی جھری تک بھی نہ تھی۔ عمر مبارک تقریباً 76 سال ہونے کے باوجود بڑھاپے کے کوئی آثار آپ میں نظر نہ آتے تھے۔ جوانوں کی طرح تن تنہا دور دراز علاقوں کے پیدل سفر بآسانی فرما لیتے۔

## لباس

آپ کا لباس احرام پوشی سے قبل نہایت اعلیٰ، عمدہ اور نفیس ہوتا تھا اور ہمیشہ شرفائے وقت کے سے قیمتی ملبوسات زیب تن فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی خوش لباسی کا چرچا سارے خاندان میں ہوتا تھا۔ آپ حد سے زیادہ صفائی پسند تھے۔ جب آپ کی احرام پوشی ہوگئی تو بھی ہمیشہ دیکھا گیا کہ آپ کے احرام پر داغ دھبہ کا نشان تک بھی نہ ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ مکمل زرد احرام زیب تن فرماتے۔ اور پاؤں میں لکڑی کی کھونٹی والی کھڑاؤں پہنتے۔ جواب بھی تبرکاً ہمارے ہاں محفوظ ہیں۔

## ہمعصر مشاہیر سے مراسم

آپ اگرچہ تنہائی پسند اور خاموش طبع انسان تھے لیکن پھر بھی سفر حضر میں جہاں بھی رہتے اس علاقے کی روحانی شخصیات اور نفیس افراد سے آپ کے خصوصی مراسم قائم رہتے۔ اپنے آبائی علاقہ سنگھوئی (جہلم) میں اُس دور کی اہل علم اور درویش منش تمام شخصیات سے آپ کے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ چند احباب کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ ملہو، سنگھوئی میں سید فضل شاہ صاحب گیلانیؒ، کیپٹن گل حسن شاہ گیلانی وارثیؒ، بابا چوھدری محمد عالمؒ وارثی، ماسٹر محمد شریف وارثیؒ، بابا غلام محمد وارثیؒ، بابا قائم دینؒ، فقیر محمد کشمیریؒ، میاں عبدالغنیؒ، ماسٹر عبدالرحمٰن عرف بابا ماناؒ، پیر سلطان علی شاہ نوشاہیؒ اور پیر ملک علی شاہ نوشاہیؒ، پیر سلطان ہادی حسین شاہ نوشاہیؒ۔ کھائی کوٹلی میں مولانا نور احمدؒ، سائیں اللہ رکھاؒ اور مہر الٰہ دین نمبردارؒ، مائی آمنہ بی بی قادریہ سلطانیہؒ۔ وٹالیاں میں حاجی نجیب علی اور ان کی والدہ صاحبہ، دھریالہ میں سید غلام نبی شاہ مشہدی

بخاریؒ۔ جہلم میں مولوی محبوب عالم پٹواری قادری قلندریؒ، ملک محمد مہار والی سرکارؒ۔ کڑی میں مولانا نور عالمؒ، مولانا قاضی عبد الرحیمؒ، مولانا قاضی عبد المجیدؒ، مولانا غلام جیلانیؒ۔ جلالپور شریف میں حضرت پیر حیدر شاہؒ اور آپ کے صاحبزادگان۔ گولڑہ شریف میں پیر مہر علی شاہؒ۔ موہڑہ شریف مری میں پیر خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ۔ آوان شریف میں قاضی سلطان محمودؒ۔ کھڑی شریف میں رومیٔ کشمیر میاں محمد بخشؒ۔ سائیں نور احمد سرکارؒ سجادہ نشین حضرت سلطان باہوؒ۔ عالم پور کوٹلہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں مولانا غلام رسول قادریؒ مصنف تفسیر سورۂ یوسف۔

قریبی رشتہ داروں میں سے درج ذیل شخصیات کے آپ سے گہرے تعلق اور ارادت کا تذکرہ ہم نے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ سے بارہا سنا:۔ مقبول بارگاہ غوثیہ قاضی غلام محی الدینؒ، قاضی احمد جیؒ، قاضی محمد شریفؒ، قاضی محمد حسن قادریؒ، قاضی محمد سلیمانؒ، قاضی محمد فضلؒ، قاضی محمود الحسنؒ، قاضی ضیاء الحق وارثیؒ (ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی)، قاضی فقیر محمد نکڑالویؒ، قاضی محمد بشیر الدینؒ (پنڈ جھاٹلہ)، قاضی حسن دینؒ (صاحبدھمیال)، قاضی غلام شاہؒ (کلاڑی)، مرزا محمد حسین قادریؒ، حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ، فقیر عزت شاہ وارثیؒ، قاضی منظور الحسن نجمی برلاسؒ، (سنگھوئی)، قاضی فیض احمد صاحبؒ (مدوکالس)، منشی محمد حیاتؒ (چھنی)، قاضی عبد الرشیدؒ (تکی پور)، ڈاکٹر احمد حسنؒ (ساگری)، قاضی صبح صادقؒ (ساگری)۔

حلقہ فقراء وارثیہ میں آپ ہر جگہ مقبول و ہر دلعزیز تھے۔ چند اہم احباب کے نام درج ذیل ہیں:

بابا فیضو شاہ وارثیؒ، میاں اوگھٹ شاہ وارثیؒ، حضرت شاہ شاکرؒ، سید فضل حسین شاہ وارثیؒ

سجادہ نشین کنز المعرفت عبد المنعم شاہ صاحبؒ، پنڈت الف شاہ صاحبؒ، پنڈت دیدار شاہ صاحبؒ، احمد شاہ وارثیؒ، حافظ پیاریؒ، مقصود شاہ وارثیؒ، سرشار شاہ وارثیؒ، لسانِ طریقت قبلہ بیدم شاہ صاحبؒ، سراپا حیرت میاں حیرت شاہ وارثیؒ، مداحِ حبیب قبلہ ابر شاہ وارثیؒ ملتانی، میاں محبت شاہ وارثی پنجابیؒ، بوا رحیمن وارثیہؒ، مائی صندل وارثیہؒ، حافظ گلاب شاہ وارثیؒ، سید معروف شاہ وارثیؒ، سید عبد الآد شاہؒ وارثی، منشی تہور علی، تحیر شاہ وارثیؒ، فضیحت شاہ وارثیؒ، بدنام شاہ وارثیؒ، میاں خدا بخشؒ وارثی، بابا رحیم شاہؒ، نور محمد شاہؒ، ابوالحسن شاہؒ، محمود شاہ وارثیؒ، بگڑے دل شاہؒ، لونگ شاہ وارثیؒ، بے ٹکٹ شاہؒ، گمنام شاہ وارثیؒ، عبد اللہ شاہ وارثیؒ، الحاج انوار شاہ صاحب وارثیؒ، مولانا تفضّل حسین شاہ وارثیؒ، حضرت الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ صاحب وارثی اجمیریؒ، منور شاہ وارثیؒ، قاری دیدار شاہ صاحب وارثیؒ، صوفی شفقت شاہ وارثیؒ۔

وارثی احباب اور دیگر متوسلین جو آپ کے بہت قریب اور معتمد تھے ان میں درج ذیل نام خصوصاً قابلِ ذکر ہیں: بابو وارث علی خانؒ وارثی (جگدیش پور والے)، مولانا سرفراز وارثیؒ، بیرسٹر سید محی الدین، بابو کنہیا لال، ٹھاکر پنچم سنگھ، للن میاں، خواجہ اکبر وارثی میرٹھی (میلا د اکبر والے)، علامہ صوفی وارثی میرٹھی، چوھدری شہاب الدین وارثی، چوھدری فضل الٰہی وارثی، حافظ نظام الدین وارثی، چوھدری امام الدین وارثی، چوھدری صاحب دین وارثی، محمد حسین وارثی جالندھری (سکھیرہ، فیصل آباد)، بابا ابراہیم وارثی، بابا محمد رمضان وارثی، نواب خان وارثی (چک نمبر 229۔ای بی، گگو)، شیر محمد وارثی (اوکاڑہ)، قمر الدین وارثی قصاب (لاہور)، نمبردار محمد بوٹا (بہاولنگر)، بابا کریم بخش، مائی فیض بی بی (پنڈ جھاٹلہ)، حاجی سلطان

محمد ( کوٹلہ )، مستری شادمان، بابا سلام دین (ڈھوک قاضیاں) ، مولوی محمد شفیع (پونچھ)، مائی عائشہؒ (گجرات)، مہاراجہ کپورتھلہ، مہنگا بہشتی (سرخ پور)، مادھو پرشاد ٹھیکیدار، ٹھیکیدار موہن سنگھ (نڈالہ)، حافظ عبدالکریم نوشاہی، حکیم عبدالرحیم نوشاہی (نوروصلہ)، سائیں محمد زمان وارثیؒ، صوبیدار راجہ محمد اکرم، راجہ عبدالقیوم (چنگا بنگیال)، مولوی اکبر صاحب (موہڑہ نگڑیال)، بابو نواب خان وارثی، بابو قدرت اللہ وارثی، بابو محمد شریف وارثی، سید محمود شاہ وارثی، سید محمد یوسف شاہ وارثی، سید افضل حسین وارثی (مصور وفوٹوگرافر)، حاجی محمد نورالدین چشتی صابریؒ، محمد فخرالدین چشتی صابریؒ (دار النعمت سویٹ ہاؤس چوک راجہ بازار)، حاجی اللہ بخش وارثی (راولپنڈی)، مستری بوستان وارثی (جھنگی محلّہ)، حاجی فضل کریم وارثی (ٹینچ بھاٹہ)، حاجی محمد اقبال وارثی ٹھیکیدار، سخی محمد وارثی، میاں محمد شفیع وارثی، غلام وارث وارثی (لالکڑتی)، میاں عبداللہ وارثی (متوفی فیصل آباد)، مستری ابراہیم وارثی، حاجی محمد زمان وارثی۔

## سیاحت

آپ کو سیر و سیاحت کا بے حد شوق تھا لہٰذا آپ نے سیروا فی الارض کے ارشادِ خداوندی، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے طریق پر اور اپنے مرشدِ کریم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گزارا۔ چونکہ احرام پوشی کے بعد آپ نے گھر کا مستقل قیام ترک فرما دیا تھا اس لئے سیر و سیاحت کے دوران زیادہ تر قیام کلیر شریف، انبالہ، نڈالہ اور کھائی کوٹلی میں رہا۔ اس دوران ہزاروں غیر مسلموں کو حلقۂ

اسلام میں داخل فرمایا۔

آپ ایک مقام پر زیادہ قیام شاذ و نادر ہی فرماتے۔ صرف قصبہ نڈالہ ریاست کپورتھلہ میں زیادہ عرصہ گزارا۔ اپنے آبائی قصبہ سنگھوئی ایک عرصہ کے بعد تشریف لاتے اور شب باشی مسجد میں کرتے اور واپس تشریف لے جاتے۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اہل خاندان کے پرزور اصرار پر گھر تشریف لاتے لیکن وہ بھی بہت تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرتے۔ اس کے بعد کھائی کوٹلی تشریف لے جاتے۔ وہاں چند دن قیام فرماتے۔ مہر الٰہ دین کے اصرار پر آپ نے ان کے مکان پر قیام کرنا منظور کر لیا تھا اور انہوں نے اپنے گھر میں آپ کے لئے ایک کمرہ خاص ''وارثی حجرہ'' کے نام سے وقف کر رکھا تھا جو آج بھی موجود ہے۔ مہر اللہ دین ہمیشہ مجرد رہے۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کی بھتیجی مسماۃ آمنہ بی بی قادریہ سروریہ سلطانیہ اس حجرہ کی خدمت پر مامور رہیں۔ انہوں نے بوقتِ وصال (دسمبر 1996ء) یہ حجرہ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے نام وقف کرا دیا۔ حضرت نے حاجی فقیر احمد شاہ وارثی صاحبؒ کو حکم دیا کہ وہاں ایک درس گاہ بنوا دی جائے جہاں بچے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کریں۔

## نڈالہ میں قیام

نڈالہ میں آپ کا قیام احرام پوشی کے بعد قیام پاکستان تک رہا۔ جس پلٹن میں آپ خطیب تھے اسی پلٹن میں چوھدری فضل الٰہی وارثی، چوھدری امام الدین وارثی اور چوھدری صاحب دین وارثی بھی ملازم تھے۔ چنانچہ یہ تمام برادرانِ طریقت حافظ اکمل شاہ وارثی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ وارثیہ میں داخل

ہوئے۔ ان ہی کی درخواست پر آپ نے نڈالہ میں کافی عرصہ تک قیام فرمایا۔ دورانِ قیام نڈالہ ہزاروں غیر مسلم حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور وارث پاک کے منظورِ نظر ہوئے۔ مائی صندل وارثیہ، قاری دیدار شاہ وارثیؒ، بابا شفقت شاہ وارثی اور محمد حسین وارثی اور ان کے خاندان نڈالہ کی خانقاہ میں ہی حافظ صاحب نے میاں محبت شاہ وارثیؒ کے دستِ مبارک پہ داخل سلسلہ وارثیہ کرائے۔ یہیں پہ ایک مجذوب درویش بابا پسو بھی حافظ صاحب کی خانقاہ کے قریب رہتے تھے۔ یہ بھی حافظ صاحب کے بڑے عاشق اور جاں نثار تھے۔

## ایک سیدزادے کو حضور سرورِ کائنات ﷺ کی تنبیہ

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں کہ ہندوستان کے موضع نڈالہ میں حضرت حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کا کافی عرصہ قیام رہا۔ وہاں آپ کی وساطت سے وارثیوں کی اچھی خاصی تعداد رہائش پذیر تھی۔ انہیں میں سے ایک سکھیرہ (سمندری روڈ فیصل آباد) کے محمد حسین وارثی جالندھری کا خاندان بھی تھا۔ ان کی بھی حافظ صاحب قبلہ سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ وہ سب اس واقعہ کے عینی شاہد اور راوی تھے کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے حجرہ کے باہر ایک چبوترہ پہ تشریف فرما تھے اور حقہ پی رہے تھے۔ جہاں آپ تشریف فرما تھے وہاں سے کچھ فاصلہ تقریباً دو سو گز کی دوری پہ ایک بزرگ پیر سید سردار احمد شاہ چشتی فریدی صابری تشریف لا رہے تھے۔ وہ کسی قریبی گاؤں جانے کیلئے اس راستہ سے گذر رہے تھے۔ ان کے تقریباً دس بارہ مریدین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بسنتی احرام میں ملبوس ایک

درویش تشریف فرما ہیں اور حقہ پی رہے ہیں تو وہ اپنے مریدوں کو سرگوشی کے انداز میں کہنے لگے کہ دیکھو بھئی یہ سامنے جو شخص بیٹھا ہے ایک بھلا انسان معلوم ہوتا ہے لیکن اسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہ جو حقہ تمباکو پی رہا ہے یہ ایک حرام شے ہے، نشہ ہے، منع ہے۔ جس کے منہ یہ لگے اس کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری نصیب نہیں ہوتی۔ پیر صاحب کی یہ بات وہیں دوسو گز پیچھے ہی ختم ہوگئی۔ رستہ وہی تھا۔ جب پیر صاحب وہاں سے گزرنے لگے تو انہوں نے بطریق شریعت حافظ صاحب کو السلام علیکم کہا۔ حافظ صاحب نے جواباً وعلیکم السلام کہا اور کہنے لگے پیر صاحب آیئے ہمارے پاس بھی پل بھر تشریف فرما ہوں۔ یہ لیں آپ بھی ذرا حقہ کا کش لگائیں۔ یہ بھی بس ایک خیال ہی ہے کہ جو یہ کش لگائے اُسے حضوری نصیب نہیں ہوتی۔ پیر صاحب شاید وہاں نہ بیٹھتے لیکن جب انہوں نے وہ پچھلی بات سنی جو انہوں نے دوسو گز پیچھے اپنے مریدوں کو کہی تھی۔ تو سوچا کہ یہ بات جو میں نے کافی فاصلے پر آہستہ سے اپنے مریدوں کو کہی تھی اور اب یہ درویش مجھے من وعن وہی بات سنا رہے ہیں تو وہ متاثر و متجسس ہوئے اور حافظ صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔ حقہ کا ایک کش لگایا اور حقے کی نے حافظ صاحب کی طرف موڑ دی۔ اور السلام علیکم کہہ کر رخصت ہوگئے۔

پیر صاحب نے جہاں جانا تھا وہاں پہنچے۔ ایک دن وہاں قیام کیا۔ رات کو جب وہ سوئے تو انہیں حضور سرورِ کونین ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہزادے! ہمارے ہر عاشق کے بارے میں یہ نہیں سوچا کرتے کہ اس کا انداز کیا ہے۔ ہمیں جو بھی پسند آجائے۔ ہماری پسند دوسروں کے انداز سے مبرا ہے۔ ایسا نہیں کہا کرتے، ایسا نہیں سوچا کرتے۔ اگر وہ سن لیتا تو اس کا دل دُکھتا۔

اُدھر قبلہ حافظ صاحب کو بھی رات زیارت ہوئی اور یہ سارا منظر ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ لہٰذا جب اگلے دن پیر صاحب اسی راہ سے گزر کر واپس جا رہے تھے تو انہوں نے حافظ صاحب کو وہیں چبوترے پہ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ کل کی طرح بیٹھے حقہ پی رہے تھے۔ پیر صاحب جب قریب آئے تو سلام عرض کر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور عرض کرنے لگے کہ جناب آج پھر کش لگوائیں۔ تو حافظ صاحب فرمانے لگے کہ پیر صاحب کل تو آپ نے اَن دیکھے کش لگایا تھا اور آج آپ دیکھ کہ کہہ رہے ہیں کہ ایک اور کش لگوائیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہونے یا نہ ہونے میں اس حقہ کے کش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ یہ تو فقط آپؐ کے کرم اور رحمت کی بات ہے۔ جسے وہ چاہیں اپنے دیدار سے سرفراز فرما دیں۔ یہ تو آنحضور ﷺ کا کرم ہے کہ ہم پہ مہربانی فرمائی اور زیارت سے نوازا۔

## عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کی زیرِ سرپرستی نڈالہ میں ہر سال باقاعدگی سے حضور سرورِ کائنات ﷺ کا میلاد شریف انعقاد پذیر ہوتا۔ اہلِ دیہہ نے نڈالہ کی شاملات دیہہ میں آپ کیلئے ایک حجرہ بنوایا۔ بعد میں آپ کے ایک عقیدت مند مادھو پرشاد ٹھیکیدار نے اس حجرہ کے اوپر ایک بالا خانہ بھی تعمیر کروا دیا۔ ایک خانقاہ اور مسجد بھی اس کے برابر تعمیر کرا دی گئی تاکہ گاؤں والے اس سے علمی اور روحانی پیاس بجھا سکیں۔

شروع شروع میں ایک سکھ ٹھیکیدار موہن سنگھ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کی سخت

مخالفت کرتا تھا اور ہر طرح سے اذیت دینے کی کوشش کرتا تھا مگر چوھدری فضل الٰہی وارثی، بابا ابراہیم وارثی، چوھدری امام الدین وارثی، بابا پسو مجذوب وغیرہ اور دیگر اہل محبت کی کثیر تعداد دیکھ کر برملا کچھ نہ کہہ سکتا تھا لیکن در پردہ اس کی کوشش ہوتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اس مسلمان فقیر کو یہاں سے نکالا جائے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اہل دیہہ نڈالہ ایک شاندار جلوس کا اہتمام کرتے تھے۔ جس میں حافظ اکمل شاہ وارثی کی قیادت ہوتی تھی۔ ایک عمدہ اونٹنی کو سجا کر اس پر حافظ صاحب کو سوار کیا جاتا۔ موہن سنگھ اپنے حواریوں کے ہمراہ اس موقع پر آوازے کستا اور تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ ایک ایسے ہی موقع پر جب جلوس روانہ ہوگیا تو خانقاہ شریف کو خالی پا کر موہن سنگھ کے بیٹے نے خانقاہ میں موجود خوبصورت بطخوں کے جوڑے کو پتھر مارے۔ جس سے مادہ بطخ مر گئی اور نر بطخ صحن میں پریشان پھرنے لگی اور دردناک آوازیں نکالنے لگی۔ جلوس کی واپسی پر حافظ صاحب نے پوچھا کہ اس کا جوڑا کہاں ہے؟ خدام نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ موہن سنگھ کے بیٹے نے پتھر مار کر مادہ بطخ کو ہلاک کر دیا ہے۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا کہ ''رفاقت توڑ دی''۔ اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ چند روز کے بعد موہن سنگھ ٹھیکیدار کی اہلیہ کہیں گم ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد اس کا لڑکا فوت ہوگیا۔ اس وقت موہن سنگھ کی عقل ٹھکانے آئی۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلب گار رہا۔ ہمیشہ کے لئے توبہ کی۔ مشرف بہ اسلام ہوا اور خادم بن گیا۔ کچھ عرصہ بعد دیوہ شریف چلا گیا اور پھر باقی عرصۂ حیات وہیں آستانہ کی خدمت میں گزار دیا۔

موضع سرخ پور کا ایک بہشتی مہنگا نامی ماہ ربیع الاوّل میں سرکار دو عالم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے میلا دشریف کا انعقاد کرتا تھا اور ہمیشہ حافظ صاحب کو دعوت دیتا تھا۔متعدد مرتبہ حافظ صاحب اس کی دعوت پہ سرخ پور بھی تشریف لے گئے۔

## ایک ہندو راجپوت کا قبول اسلام

موضع سرخ پور میں ایک ہندو راجپوت زمیندار سلام و نیاز کیلئے حافظ صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا بیٹا بیمار ہے۔باوجود علاج معالجہ کے صحت یابی کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔آپ میرے بیٹے پر دم کر دیں اور اس کی صحت یابی کی دعا فرما دیں۔چنانچہ حافظ صاحب ان کے گھر تشریف لے گئے اور بیمار بچے پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور صحت یابی کے لئے دعا فرمائی۔خدا کی قدرت کہ آپ کی دعا سے چند روز میں ہی بچہ صحت یاب ہو گیا۔تھوڑے عرصہ بعد وہ لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔پھر بعد میں دیوہ شریف چلا گیا اور سرکار وارث پاکؒ کے درِاقدس پہ تمام سرمایۂ حیات لٹا دیا۔

## مہاراجہ کپورتھلہ

ایسا ہی ایک اور واقعہ بھی زبان زدعوام ہے۔حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اور شیر محمد وارثی (اوکاڑہ) راوی ہیں کہ مہاراجہ کپورتھلہ کا تعلق سکھ خاندان سے تھا۔وہ آپ سے بے حد متاثر تھا،انتہائی عقیدت و محبت رکھتا تھا اور اسلام قبول کرنے کا خواہشمند تھا۔لیکن اس کے متعصب سکھ،ہندو اور انگریز ساتھی اس کی راہ میں حائل تھے۔اس کے ساتھیوں میں سے ایک انگریز جرنیل اور ایک وکیل نے سوچا کہ کیوں نہ مسلمانوں سے کوئی ایسی حجت کی جائے کہ یہ عاجز آ جائیں۔کچھ جواب نہ دے پائیں

اور مہاراجہ اسلام قبول کرنے سے باز رہے۔ تمام علمائے کرام کو مناظرہ کی دعوت دی گئی کہ اگر علماء میں سے کوئی بھی عالم اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کی معراج کی حقیقت مجھے سمجھا دے تو ہم اسلام قبول کرلیں گے۔ علمائے کرام نے بہت زیادہ کوششیں کی لیکن انگریز صاحب مطمئن نہ ہوئے۔ آخرکار حافظ صاحب سے رجوع کیا گیا۔ نڈالہ کی جامع مسجد میں بعد از نمازِ جمعہ کا وقت مقرر کیا گیا۔ حافظ صاحب نے انگریز فوجی آفیسر کی گفتگو سنی اور اس کے بعد حافظ صاحب نے اپنا زیب تن لباسِ فقر احرام شریف انگریز پر ڈال دیا۔ چند لمحے بعد جب اس پر سے احرام پاک علیحدہ کیا گیا تو اس کی نگاہوں سے پردے ہٹ چکے تھے اور تمام عقدے وا ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور بھری محفل میں اسلام قبول کرلیا۔

## جبل پور میں ہندو پنڈتوں سے مناظرہ

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا قیام جبل پور میں بھی رہا۔ جہاں دیگر خوارق کے علاوہ ایک واقعہ نواب خان وارثی چک نمبر229۔ای بی (نزد گگو منڈی، تحصیل بورے والا، ضلع وہاڑی) نے بیان کیا۔ جو حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے برادرِ اصغر حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحبؒ نے نواب خاں وارثی سے پوچھا کہ تم بھی کسی کے مرید ہو؟ تو انہوں نے اپنی بیعت کا واقعہ بیان کیا کہ جبل پور (بھارت) میں ایک ٹرین کے سفر کے دوران اتفاقاً حافظ اکمل شاہ وارثیؒ سے میری

ملاقات ہوئی۔ میں آپ کی شخصیت سے ایسا متاثر ہوا کہ عرض کیا کہ حضور! میرے ساتھ جبل پور تشریف لے چلیں تو آپ نے منظور کرلیا اور میرے ساتھ جبل پور تشریف لے گئے۔ ایک دن معمول کے مطابق سیر کو نکلے تو سر راہ ایک مندر کا دروازہ کھلا دیکھ کر اندر جا گھسے۔ اندر جا کر دیکھا کہ پنڈت بھگوان کی پرارتھنا اور پوجا پاٹ میں مصروف تھے۔ پنڈت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مسلمان فقیر سامنے کھڑا ہے اسی اثنا میں اور بھی کئی پنڈت جمع ہو گئے اور حافظ صاحب سے کہنے لگے کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا جو دیکھ رہے ہو۔ پنڈت نے پھر پوچھا کہ ہندو ہو یا مسلم؟ آپ نے فرمایا بیس سال ہو گئے پنڈت بنے ہوئے ابھی تک ہندو مسلم کے درمیان پڑے ہو؟ پنڈت نے پوچھا کہ یہاں بغیر اجازت کیوں چلے آئے؟ اس سوال پر حافظ صاحب نے فرمایا تم یہاں کیا کر رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ اپنے بھگوان کی پوجا پاٹ۔ اس کے بعد حافظ صاحب نے سوال کیا کہ کیا تمہارا بھگوان گفتگو بھی کرسکتا ہے؟ اور اگر بھگوان بول نہیں سکتا تو یہ سمجھیں کہ تمہارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندو پنڈتوں نے یک زبان ہو کر کہا اس معاملہ میں ہم آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حافظ صاحب اپنے ڈیرے پر واپس تشریف لے گئے اور ہندو پنڈت بھی آپ کو تلاش کرتے کرتے ڈیرے پر پہنچ گئے اور کہا کہ آپ نے ہمارے مذہب کی توہین کی ہے۔ اس معاملہ میں آپ اتوار کے روز ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ انہوں نے کہا اور چلے گئے۔ لہٰذا اتوار کے روز جبل پور چھاؤنی کے پریڈ گراؤنڈ میں تماشا دیکھنے کے لئے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اور حضرت حافظ صاحب بھی تشریف لے گئے اور بہت سے پنڈت بھی آ گئے جو اپنے ساتھ ایک بت بھی اٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ میدان میں

اکٹھے ہوئے تو حافظ صاحب سے بیک زبان ہو کر کہا کہ آپ اس بت سے گفتگو کریں۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ پنڈت جی! یہ بت تم سب کا بھگوان ایشور ہے اس لئے پہلے تم اس کے ساتھ گفتگو کرو۔ پنڈتوں نے بہت منتر پڑھے لیکن بت صاحب بولنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ آخر کار پنڈتوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بعد میں حافظ صاحب نے انگشتِ شہادت سے اشارہ کر کے بت سے فرمایا کہ قم باذن اللّٰہ میرے اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو جا۔ تماشائی یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے کہ بت فوراً اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ حافظ صاحب قبلہ وہاں سے چپکے سے نکل کھڑے ہوئے تو بت بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ تو آپ نے پیچھے مڑ کر بت کو ایک تھپڑ رسید کیا اور فرمایا تم جھوٹے ہو۔ بت گرا اور ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔

آپ بہت تیزی سے ہجوم سے نکلے لیکن پھر بھی نواب خان وارثی اور چوہدری فضل الٰہی وارثی نے آپ کو جا پکڑا اور عرض کرنے لگے حضرت! اب تو راز کھل چکا۔ اب آپ بھاگ کر کہاں جائیں گے؟ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ارد گرد کے لوگ کچھ زیادہ ہی زیرِ سایہ رہنے لگے۔ اس واقعہ کو سن کر حضرت حافظ صاحب کے چھوٹے بھائی صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحبؒ نے کہا کہ یہ فقیر شخصیت میرے بڑے بھائی ہیں۔

## عبداللہ شاہ وارثیؒ کا قبول اسلام

نڈالہ کا ایک عیسائی مہتر اتا نامی جو لٹیروں کا سرغنہ تھا۔ حافظ صاحب سے خدا واسطے کا بیر رکھتا تھا۔ آپ کے متعلق سن سن کر غصہ سے کھولتا رہتا تھا اور ہر وقت آپ کے قتل پہ آمادہ رہتا تھا۔ اس کی پشت پناہی ریاست کے بڑے بڑے منصبدار اور

زمیندار کرتے تھے۔ ریاست کی حدود میں لوگ اتّا کا نام سن کر کانپتے تھے۔ اس کا سامنا اگر کسی متمول شخص سے اتفاقاً بھی ہو جاتا تو وہ ازخود کچھ نہ کچھ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیتا تھا۔ جالندھر، انبالہ، پٹیالہ، لدھیانہ، امرتسر، فیروز پور اور لاہور کے اضلاع میں وہ ریل گاڑی میں بغیر ٹکٹ سفر کرتا اور اسے کوئی روک نہ سکتا تھا۔ بعض اوقات بھاری سامانِ تجارت بھی بغیر بک کرائے گاڑی پر لے جایا کرتا تھا۔

ایک روز اتفاقاً سرراہ قاضی صاحب سے سامنا ہو گیا۔ آنکھیں چار ہوئیں تو اِک نگاہ میں ہی کایا پلٹ گئی۔ ڈاکو سے قطب بنا دیا۔ دنیا کا سب مال و اسباب چھوڑ چھاڑ کر آپ کی چوکھٹ پہ آ پڑا اور ہمیشہ کے لئے سر جھکا دیا۔ اس کے بعد حالت یہ ہو گئی کہ جو لوگ اس کا نام سن کر کان پکڑتے تھے اب اس پر طعن و تشنیع کے تیر چلانے لگے۔ لیکن وہ سب کچھ سن کر چپ ہو رہتا۔

اتّا حافظ صاحب کے دستِ حق پرست پہ مشرف بہ اسلام ہوا اور داخل سلسلہ عالیہ وارثیہ ہو گیا۔ حافظ صاحب نے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ نڈالہ میں قبلہ محبت شاہ وارثی پنجابیؒ اور حافظ اکمل شاہ صاحبؒ اس عرصہ میں اکٹھے رہتے تھے۔ عبداللہ وارثی نے خود کو ان فقراء کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ یہ حضرات جہاں جہاں بھی جاتے عبداللہ وارثی ان کے ساتھ ہی رہتے۔ حافظ صاحب نے عبداللہ وارثی کو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے جالندھر میں چوھدری فضل الٰہی وارثی کے بھائی حافظ نظام الدینؒ وارثی کی درسگاہ میں بھیجا۔ دس دن بعد حافظ صاحب جالندھر ان کا پتہ کرنے جاتے اور ان کو دس روپیہ جیب خرچ دیتے۔ آپ نے تین مرتبہ جالندھر سے دیوہ شریف کا پیدل سفر کیا۔ آپ انتہائی صابر و شاکر انسان تھے اور تسلیم و

رضا کے پابند درویش فقیر تھے۔

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ میاں محبت شاہؒ صاحب دونوں میں بے حد محبت تھی۔ حافظ صاحب، میاں صاحب کا بے حد خیال رکھتے۔ ان کے ایثار وقربانی اور تکریم کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ صاحب کے پاس اس دور میں جو کوئی بیعت ہونے کیلئے آتا حافظ صاحب محبت شاہ صاحب کا حلقۂ ارادت بڑھانے کی غرض سے انہیں محبت شاہ صاحب سے داخلِ سلسلہ کراتے اور احرام دلواتے تاکہ میاں صاحب کی خدمت کرنے والے اس قدر رہوں کہ ان کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ کیونکہ نڈالہ میں قیام کے دوران شغلِ شمسی کی وجہ سے قبلہ محبت شاہ وارثیؒ کی بصارت جاتی رہی تھی۔ اب حافظ اکمل شاہ صاحبؒ نے دیگر متوسلین کے علاوہ خصوصاً عبداللہ وارثی کو مکمل طور پر ان کی ہمہ وقت خدمت کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتے۔ رات دس بجے حجرہ سے باہر آجاتے اور وہیں کھڑے ہو جاتے کہ شاید حضرت کو رات کسی بھی وقت کوئی ضرورت پیش آجائے۔ صبح چار بجے دونوں صاحبان کو وضو کرا کے فارغ ہوتے تو حافظ صاحب ارشاد فرماتے کہ جاؤ اب اپنا کام کاج کرو۔

ایک بار رمضان شریف میں حافظ اکمل شاہ صاحبؒ نے عبداللہ کو ایک علیحدہ حجرہ دے کر ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف کے روزے رکھو اور باہر نہ نکلنا۔ رمضان شریف گزرا۔ چاند نظر آگیا۔ تو حضرت نے عبداللہ شاہ صاحب کو بلوایا کہ چاند ہو گیا ہے باہر آجاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرا چاند ابھی نظر نہیں آیا۔ چنانچہ جب قبلہ محبت شاہ وارثیؒ تشریف لائے تو عبداللہ شاہ اپنے حجرہ سے باہر نکلے۔

ایک بار حافظ صاحب نے عبداللہ کو دیوہ شریف کے پیدل سفر کا حکم دیا کہ

ریل کی پٹری پر چلتے چلتے دیوہ شریف چلے جاؤ۔ دریائے گنگا پر ایک طویل پتلا سا پل تھا۔ جس پر ریلوے لائن تھی۔ اپنی مستی میں جا رہے تھے کہ مخالف سمت سے گاڑی آ گئی۔ آنکھیں بند کر کے کھڑے ہو گئے۔ ''یا وارث'' منہ سے نکلا گاڑی سامنے آ کر رک گئی۔ دیوہ شریف پہنچے تو میر محمد شاہ وارثی جو سفید احرام باندھتے تھے وہ مل گئے۔ ان کے پوچھنے پر بتایا کہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا خادم ہوں تو میر محمد شاہ نے دو ماہ اپنے پاس رکھا۔ خوب خدمت کی اور پھر واپس نڈالہ بھیجا۔

پاک و ہند کے بٹوارہ سے چند ہفتے قبل قبلہ محبت شاہ وارثی پنجابیؒ نے آپ کو احرام عطا فرما دیا اور فقیری نام عبداللہ سے عبداللہ شاہ وارثی تجویز فرمایا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے موقع پہ ملک میں کچھ ایسی افراتفری مچی کہ عبداللہ شاہ وارثیؒ، حافظ صاحبؒ سے جدا ہو گئے۔ جب حافظ صاحب پاکستان پہنچے تو چند ماہ بعد عبداللہ شاہ وارثیؒ کو پتہ چلا تو وہ بھی ہجرت کر کے حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے پیچھے پیچھے پاکستان پہنچ گئے۔ لیکن جب وہ پاکستان پہنچے تو اس وقت حافظ صاحب کا وصال ہو چکا تھا۔ عبداللہ شاہ صاحب فوراً چھپر شریف حافظ صاحب کے مدفن پہ پہنچے اور وہیں پکا ڈیرا لگا لیا۔ آپ دن کے وقت حافظ صاحب کی قبر پہ ہوتے اور رات کو آپ کا قیام محمد زمان وارثی کے گھر ہوتا۔ گاؤں میں محمد زمان وارثی کے گھر کے سامنے مسجد میں نمازیں ادا کرتے اور وہیں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔ آپ کے دور میں حافظ صاحب کی قبر مبارک کا پختہ تعویز ہی بن پایا تھا۔ تربت کے اوپر کوئی سایہ وغیرہ نہ تھا۔

حافظ صاحب کے چہلم پہ قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ اور دیگر تمام جید وارثی فقراء نے عبداللہ شاہ صاحب کو حافظ صاحب کے مزار کی خدمت پہ مامور فرمایا۔ چنانچہ یہ

خدمت انہوں نے 1948ء سے 1953ء تک جاری رکھی۔ حافظ صاحب کی لحد مبارک اور چاردیواری کی تعمیر کیلئے آپ دور دراز سے بڑے بڑے پتھر اپنے کندھوں پہ اٹھا کے لاتے۔ بنیادیں خود کھودتے اور تعمیراتی کام مزدوروں کی طرح کیا کرتے تھے۔

حافظ صاحب کے وصال کے بعد کچھ فقراء نے آپ کو پورا احرام دینے کی کوشش کی۔ تو عبداللہ شاہ وارثی نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ لباس فقر حضرت وارث پاک قدس سرہ العزیز کا ہے، میں اس کا اہل نہیں ہوں اگر قبلہ حافظ صاحب مجھے حکم دیں اور مولانا تفضّل حسین شاہ وارثیؒ (جو اس وقت بقید حیات تھے) اپنے ہاتھوں سے احرام پہنائیں تو فقیر کا اس حکم کے آگے سرِ تسلیم خم ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا کراچی سے تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے آپ کو مکمل احرام بندھوا دیا۔

فقیر عبداللہ شاہ وارثیؒ کا وصال 27 اپریل 1953ء کو ہوا۔ آپ نے بوقتِ وصال وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ حکیم قاضی زاہد حسین وارثی صاحبؒ پڑھائیں اور مجھے حافظ اکمل شاہ وارثی صاحبؒ کے قدمین میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ان کی دونوں وصیتوں کو عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ گویا پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

## حجِ بیت اللہ کی سعادت

1947ء میں حافظ اکمل شاہ وارثیؒ نے حج کا ارادہ کر لیا تو اس موقع پر اکثر عقیدت منداحباب نے حج کے اخراجات کی پیشکش کی لیکن آپ نے اسے منظور نہ فرمایا۔ آپ کے برادرِ اصغر الحاج حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف مرحوم نے بھی حج کے اخراجات کی پیشکش کی۔ جسے آپ نے قبول تو فرما لیا لیکن رازدارانہ طور پر **مولوی محبوب**

عالم پٹواری محبِ خاص عارف کھڑی شریف جناب میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (مصنف سیف الملوک) کی وساطت سے اپنا آبائی مکان اپنے بڑے بھتیجے مرزا محمد حسین نمبردار چک نمبر 229۔ای بی (تحصیل بورے والا، ضلع وہاڑی) کے نام رجسٹری کرا دیا۔ یعنی فقیر نے ان کی پیشکش کو بھی نہیں ٹھکرایا اور ان کے احسان کا بدلہ بھی چکا دیا۔

جب حافظ صاحب فریضۂ حج ادا فرما کر واپس اپنے وطن پہنچے تو آپ کے محبِ مخلص مداحِ حبیب قبلہ ابر شاہ وارثیؒ نے ایک یادگار منظوم پنجابی کلام رقم فرمایا۔ جسے بعد ازاں اپنے مجموعۂ کلام ''اَبرِ جمال'' میں شامل فرمایا۔ ''گل بستانِ وارثؒ'' کی وساطت سے وہ اشعار نذرِ قارئین ہیں:۔

## حاجیاں دی آمد

حاجی شہر مدینیوں آئے نے ، لُٹ رحمتاں ربدیاں لیائے نے

سب دین مبارکاں آ آ کے اتے ملسن سینے لا لا کے

بوسے دین پئے اُنہاں اکھیاں نوں جنہاں روضے دے درشن پائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

کعبے پاک دے گردے گھُم گھُم کے ، تے اوہ پیارے غلاف نوں چُم چُم کے

پی پی کے پانی زم زم دا لکھاں سجدے شکر بجائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

روضے پاک دی کر کے دید مُڑے ، تے منانو دے وطناں نوں عید مُڑے

آئے دیکھ اوہ پاک زمین تائیں جتھے حضرت قدم ٹکائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

آئے ہو کے مکمل اکمل شاہ اتے حیرت شاہ بھی ہین ہمراہ

ہے ایہہ کرم نوازی وارث دی جنہیں رنگ عجیب چڑھائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

اوتھوں زیارتاں رج رج پا آئے صفا مروہ چہ دوڑاں لا آئے

سب عیب گناہ بخشا آئے ایہہ مولا کرم کمائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

ہے ایہہ میں عاجز دی دعا مولا کعبہ پاک توں سب نوں دکھا مولا

اُس روضے دی دید کرا مولا جتھے آبر کرم دے چھائے نے

حاجی شہر مدینیوں آئے نے

## قیامِ پاکستان اور سفرِ ہجرت

1947ء میں ادائیگی حج کے بعد جب آپ واپس دیوہ شریف پہنچے تو تقسیم پاک و ہند پر ہندو مسلم فسادات شروع ہو چکے تھے۔ آپ دیوہ شریف سے انبالہ اور نڈالہ تشریف لے گئے۔

کپورتھلہ میں آپ مائی صندل وارثیہ کے پاس ٹھہرے اور ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اس سارے واقعہ کی تصدیق نمبردار محمد بوٹا (چک 133۔۶ آر) اور مائی صندل وارثیہ نے کی، جو کپورتھلہ سے لاہور تک سفر میں ساتھ تھے۔

اسی دوران میں تقسیم کا اعلان ہو گیا اور ہندو مسلم فسادات کی آگ مزید

بھڑک اٹھی۔ مہاراجہ کپور تھلہ نے ریاست میں فسادات کی روک تھام کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ ریاست کپور تھلہ سے مسلمان مہاجرین کے قافلے کیمپوں میں جمع ہونے لگے۔ آپ بھی ایک قافلہ کے ہمراہ مذکورہ ریاست سے جالندھر پہنچے۔ وہاں سے جس ریل گاڑی پر پاکستان کے لئے سوار ہوئے اس کے اندر ڈھائی تین ہزار مہاجرین سوار تھے۔ ریل گاڑی جہاں جہاں رکتی ہندو، سکھ، ڈوگرے اور مرہٹے دھاوا بول دیتے اور مہاجرین کو لوٹتے اور قتل کرنا شروع کر دیتے۔ بعض سکھوں کا حافظ صاحب سے بھی سامنا ہوا لیکن یہ کہہ کر چھوڑ دیتے کہ یہ تو کوئی سادھو سنت ہے۔ اسی طرح یہ ٹرین لٹتی کٹتی سات روز کے بعد لاہور کے پلیٹ فارم نمبر 2 پر آ کر رکی۔ ایک دفعہ حافظ صاحب نے فرمایا ''تمام گاڑی میں صرف گیارہ زندہ لاشیں تھیں جن میں ایک یہ فقیر بھی تھا''۔ فرمایا ''اس سفر میں ہم مکمل طور پر اللہ کے مہمان تھے۔ کچھ کھایا پیا نہیں۔ لاہور پہنچے تو ہم سیٹ پر حیرت زدہ بیٹھے تھے اور ہمارا احرام خون سے تر تھا اور چاروں طرف خوف اور کٹی ہوئی لاشیں تھیں۔

''حیاتِ اکمل'' مصنفہ حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ کے حاشیہ پر حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ''پارٹیشن کا سفر'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں: ''آپ نڈالہ سے روانگی سے قبل ہی فیصلہ کر چکے تھے کہ دیوا شریف چلے جاتے ہیں۔ وہیں زندگی کے دن تمام ہو جائیں اور پیر و مرشد کا قرب ہوگا۔ مگر اُسی شب ہی سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ حافظ پنجابی آپ کو الگ ملک دے دیا ہے۔ پاکستان چلے جاؤ۔ وہاں بھی ہم موجود ہوں گے۔ فرق نہیں پاؤ گے۔ اس ہدایت کی وجہ سے آپ نے پاکستان آنے کا ارادہ فرمایا۔ کپور تھلہ تشریف لائے اور ٹرین پر سوار ہوئے۔ واقعی یہ ٹرین کٹ گئی۔

بہت کم گنتی کے لوگ باقی بچے۔ لاہور پہنچنے پر آپ گاڑی سے اتر کر لاہور کی مشہور جگہ پیسہ اخبار سٹریٹ (نئی انارکلی) قمرالدین وارثی قصاب کے ہاں چلے گئے۔ یہ پرانی جگہ تھی۔ حضرت میاں محبت شاہ صاحبؒ وارثی اور حضرت اکمل شاہ صاحبؒ وارثی پاکستان بننے سے پہلے بھی یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔

آپ کے آنے سے پہلے یہاں میاں سراج الحق المعروف صوفی شفقت شاہؒ وارثی پہنچ چکے تھے۔ ابر شاہ صاحبؒ وارثی، قاری دیدار شاہؒ وارثی، شفقت شاہ وارثی، محمد حسین وارثی جالندھری اور ان کے خاندان لاہور پہنچ چکے تھے۔ اور حضرت حافظ صاحبؒ پنجابی کا انتظار اور تلاش کر رہے تھے۔ یہ لوگ نڈالہ، جالندھر اور کپورتھلہ سے ہجرت کر کے آ رہے تھے اور سب کے سب حضرت حافظ صاحبؒ اور میاں محبت شاہ وارثی پنجابیؒ کے عقیدت مند تھے۔ جیسے ہی خبر ملی کہ آپ آ گئے ہیں تو شفقت شاہ صاحب قمرالدین وارثی کے گھر پہنچے۔ آپ سو رہے تھے۔ اٹھنے پر سب حال بیان فرمایا۔ ٹھنڈی آہ لے کر فرمایا کہ سرکار ہمارے ساتھ ساتھ رہے۔ ہم نے حالات دیکھ کر عرض کر دی تھی کہ سرکار موت کی یہ جگہ تو ٹھیک نہیں۔ لہٰذا سرکار نے لاج رکھ لی۔ پھر آپ کیمپ میں ملتان شریف کے ڈیرہ اور دیگر احباب کی ملاقات اور خیریت دریافت کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔

آپ نے مذکورہ بالا تمام متوسلین کو کیمپ سے رخصت کیا۔ اور شفقت شاہ صاحب کو ساتھ لے کر جہلم کا سفر اختیار فرمایا۔ لاہور سے ٹرین میں بیٹھے۔ شفقت شاہ صاحب نے ٹرین میں رش کی وجہ سے آپ کا بستر ٹرین کی چھت پہ لگا دیا۔ جہلم اُتر کر آپ اپنے آبائی گاؤں ملہو سنگھوئی پہنچے۔ یہاں پہنچ کے سب سے پہلے آپ نے وارثیہ

مسجد سے ملحق اپنے دادا جان حافظ رکن عالم چشتیؒ کے مزار پر انوار پہ حاضری دی۔ وہاں اُس وقت حافظ صاحب کے برادر اصغر حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادریؒ کے پوتے اور حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ کے بڑے بیٹے شوکت رضا وارثی بھی مسجد میں موجود تھے۔ وہ حافظ صاحب کو ملے۔ اور اصرار کیا کہ بابا جی گھر چلیں۔ تو حافظ صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا ہمارا تو کوئی گھر نہیں۔ لیکن شوکت صاحب نے حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑا اور گھر لے آئے۔ راقم الحروف کی والدہ صاحبہ (غلام فاطمہ) بتاتی ہیں کہ یہ تمام ماجرا حافظ صاحب نے خود گھر آ کر بیان فرمایا۔ آپ کو بخیریت وسلامت دیکھ کر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے تین دن گھر میں قیام فرمایا۔ شفقت شاہ صاحب بھی آپ کے ہمراہ رہے۔ اس کے بعد آپ پھر سفر پہ روانہ ہو گئے۔ سنگھوئی سے رخصت ہو کر آپ کا پہلا قیام کھائی کوٹلی میں مہر اللہ دین قادری کے پاس ہوا۔ وہاں چند روز قیام کے بعد آپ نے شفقت شاہ صاحب کو واپس روانہ کر دیا اور خود راولپنڈی تشریف لے گئے۔

یہاں یہ نقطہ قابل ذکر ہے کہ پاکستان تشریف لانے کے بعد بھی بیماری کے باوجود آپ نے آخری وقت تک مرشدِ کریم کے سیاحت کے حکم کو پس پشت نہیں ڈالا۔ لہٰذا لاہور سے روانگی کے بعد بھی آپ نے کسی مقام پر مستقل قیام نہیں فرمایا اور وصال تک آپ سیاحت ہی میں رہے۔ حتیٰ کہ سیاحت میں ہی آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد فرما دی اور واصل بحق ہو گئے۔

نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تیری گلی میں قیام ہے
تیری زلف و رُخ کا فریفتہ کہیں صبح ہے کہیں شام ہے

# راولپنڈی میں قیام

حافظ اکمل شاہ وارثی صاحبؒ جب راولپنڈی تشریف لاتے تو خاں صاحب بابو نواب خاں وارثی کے ہاں اور صدر لال کڑتی میں مائی صندل وارثیہ کے پاس قیام فرماتے تھے۔ دوران قیام شہر میں مقیم تمام محبان وارثیہ سے میل ملاپ رکھتے تھے اور کئی کئی روز تک روحانی محفلیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک عرصہ تک راولپنڈی میں وارثی ایسوسی ایشن سلسلہ وارثیہ کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں کافی متحرک رہی۔

اسی طرح چھپر شریف داخلی چنگا بنگیال میں حضرت حافظ صاحب گاہے گاہے تشریف لاتے تھے۔ مولوی اکبر صاحب سکنہ موہڑہ نگڑیال کی حضرت حافظ صاحب سے دیرینہ رفاقت تھی۔ انہیں کے توسط سے حافظ عبدالکریم صاحب نوشاہی قادری سجادہ نشین نوروصلہ شریف سے بھی رابطہ بڑھا اور تاحیات جاری رہا۔

# مائی صندل وارثیہ

مائی صندل وارثیہ ایک انتہائی پاکباز، متقی، مجرد، درویش منش مردانہ وجاہت کی حامل احرام پوش فقیر خاتون تھیں۔ ان کا تعلق ریاست کپورتھلہ سے تھا۔ وہیں حافظ اکمل شاہ صاحب اور میاں محبت شاہ صاحب سے آپ کی ملاقات و ارادت ہوئی۔ میاں محبت شاہ وارثیؒ کے ذریعہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت ہوئیں اور آپ ہی سے احرام پایا۔ پاکستان آنے کے بعد ان کا قیام راولپنڈی میں ہوا۔ ان کے ڈیرہ پہ تمام وارثی فقراء آتے رہتے اور خوب محفلیں جمتیں۔ سال میں تین عرس بڑے اہتمام سے کرتیں۔ اُس دور میں انہوں نے سالانہ عرس اجمیر شریف، کلیر شریف اور

دیوہ شریف کیلئے مبلغ آٹھ آٹھ سو روپیہ وقف کیا ہوتا تھا۔ لیکن اس قدر دولت مند ہونے کے باوجود روپیہ گننے کا پتہ نہ تھا۔ کچھ عرصہ لاہور دھرم پورہ میں رہیں۔ پھر لالکڑتی، راولپنڈی آ گئیں۔ قیام پاکستان سے قبل بھی ان کا لانڈری کا کام تھا اور یہاں بھی انہوں نے لانڈری کا کام شروع کر دیا۔ انہیں پرندوں کا بڑا شوق تھا۔ کپورتھلہ میں انہوں نے اپنی رہائش پہ طرح طرح کے بے شمار پرندے پال رکھے تھے۔ حافظ اکمل شاہ صاحب کے وصال کے بعد کافی بیمار رہنے لگیں تو شفقت شاہ صاحب وارثی انہیں اپنے ڈیرہ پر فیصل آباد لے آئے۔ آخری ایام انہوں نے وہیں گزارے۔ وہیں 1964ء میں وصال ہوا اور تدفین عمل میں آئی۔

## مائی عائشہ بی بی وارثیہ

مائی عائشہ بی بی وارثیہ کا تعلق موضع گلانوالہ ضلع گجرات سے تھا۔ جٹ فیملی سے تعلق رکھتی تھیں۔ دینی و روحانی تعلیم سے آراستہ تھیں۔ سیف الملوک بہت خوبصورت پڑھتی تھیں۔ اور سمجھتی تھیں کہ اُن جیسا کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ ایک مرتبہ جالندھر شہر میں ایک محفل میں انہوں نے جب حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کی زبان سے سیف الملوک سنا تو گرویدہ ہو گئیں۔ اور پھر ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ نڈالہ ریاست کپورتھلہ میں آپ کے ہاتھ پہ بیعت ہوئیں۔ محبت شاہ صاحب وارثیؒ سے احرام ملا تو پھر ساری زندگی ہمیشہ زرد لباس میں ہی پہنا۔ سرکار وارث پاک کی بے مثل عاشق تھیں۔ سرکار عالم پناہ کی تعلیمات سے آشنا تھیں لہٰذا محافل میں تعلیماتِ وارثیہ اور مسائل تصوف پہ خوب خوب گفتگو فرماتیں۔ بلکہ بڑے بڑے فقراء ان کے سامنے دم

نہ مارتے۔ پورے ملک میں عرس وارثیہ کی تقاریب میں شرکت کرتیں۔ جہاں بیٹھتیں محفل سجا لیتیں۔حسن و جمال کا مرقع تھیں۔ بہت دلیر خاتون تھیں۔تقویٰ و پرہیز گاری، عبادت وریاضت، فقرودرویشی جیسی صفاتِ حسنہ کی حامل تھیں۔ چھپر شریف کا آستانہ قائم ہوا تو دل و جان سے اس کی تعمیروترقی میں حصہ لیا۔اور ہمیشہ خدمت میں پیش پیش رہیں۔ حضرت الحاج فقیرعزت شاہ وارثیؒ سے بہت شفقت ومحبت سے پیش آتیں اور حضرت بھی ان کا بیحد خیال رکھتے۔ مائی آمنہ بی بی قادریہ سلطانیہ (کھائی کوٹلی) سے ان کا بیحد گہرا دوستانہ تھا۔ چھپر شریف، سنگھوئی، کھائی کوٹلی، گجرات اور دربار عالیہ حضرت سلطان باہوؒ شریف کے سفر اور محافل میں یہ ہمیشہ ساتھ رہتیں۔ مائی صاحبہ کے صاحبزادے محمد حسین وارثی اور دیگر عزیزواقارب بھی باقاعدگی سے چھپر شریف حاضری دیتے رہے۔

## راولپنڈی کا ایک دلچسپ واقعہ

راولپنڈی کا یہ واقعہ بہت اہم اور مشہور ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار عالم پناہ کی دی ہوئی فقر کی تعلیم پہ عمل پیرا کامل واکمل فقیر کیسے ہوتے ہیں اور حافظ صاحب کو اکملیت کا یہ مقام کیسے حاصل ہوا۔

حضرت الحاج فقیرعزت شاہ وارثیؒ اور میاں نعیم الدین المعروف فقیراحمد شاہ وارثی پنجتنی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ یکم صفر کے عرس کے سلسلہ میں راولپنڈی میں بابو نواب خان وارثی (مالک ظفر آرٹ پریس اردو بازار راولپنڈی) کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ عرس کی تقریبات ختم ہوئیں تو بابو

نواب خان وارثی (اردو بازار)، بابو قدرت اللہ وارثی، بابو محمد شریف وارثی، سید محمود شاہ وارثی، سید محمد یوسف شاہ وارثی، سید افضل حسین وارثی (مصور و فوٹو گرافر)، حاجی اللہ بخش وارثی، مستری بوستان وارثی (جھنگی محلّہ)، حاجی فضل کریم وارثی، حاجی محمد اقبال وارثی ٹھیکیدار (ٹینچ بھاٹہ)، بخی محمد وارثی، میاں محمد شفیع وارثی، غلام وارث وارثی (لالکڑتی)، میاں عبداللہ وارثی (متوفی فیصل آباد)، مستری ابراہیم وارثی، حاجی محمد زمان وارثی وغیرہ یہ سب حافظ صاحب کو بس پہ بٹھانے لیاقت آباد بس سٹینڈ پہ گئے۔ تھوڑی دیر سب احباب حافظ صاحب کے پاس کھڑے رہے پھر حافظ صاحب نے کہا کہ بھئی بس چلنے میں ابھی دیر ہے آپ لوگ اپنے اپنے کام پہ جائیں۔ جب بس کے جانے کا وقت ہوگا تو ہم چلے جائیں گے۔ بابو نواب خان وارثی فرماتے کہ ہم نے حضرت کو بس میں بٹھایا اور واپس چلے آئے۔

جب سب لوگ واپس چلے گئے تو حافظ صاحب گاڑی سے اُتر کر سڑک پہ پیدل ہی گوجر خان کی جانب روانہ ہو گئے۔ اُدھر بابو نواب خان صاحب کے پریس میں کام کرنے والا ایک ملازم غلام حسین گوجر خان سے گاڑی میں واپس آ رہا تھا تو اس نے روات کے قریب حافظ صاحب کو سڑک پہ پیدل ہی تشریف لے جاتے ہوئے دیکھا اور زرد احرام کی وجہ سے پہچان لیا۔ اس نے واپس راولپنڈی آ کر بابو نواب خان وارثی کو بتایا کہ آج میں نے آپ کے پیر صاحب کو دیکھا۔ وہ پیدل روات اور مندرہ کے درمیان گوجر خان کی طرف جا رہے تھے۔ بابو جی یہ سن کر بہت حیران ہوئے کہ ہم نے تو حضرت کو گاڑی میں بٹھایا تھا اور وہ پیدل کیسے؟

جن انہوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ حافظ صاحب کو گاڑی پہ تو بٹھا دیا لیکن

ٹکٹ کسی نے بھی نہیں لے کے دیا تھا۔ دراصل بابو نواب خان یہ سمجھے کہ شاید بابو قدرت اللہ نے لے دیا ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ بابو نواب خان وارثی نے لے دیا ہوگا۔ اسی طرح جو پندرہ سولہ افراد خدا حافظ کہنے آئے ہوئے تھے وہ ایک دوسرے پہ ہی قیاس کرتے رہے۔

اُدھر حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا عالم یہ تھا کہ آپ کوئی روپیہ پیسہ پاس نہ رکھتے تھے۔ احرام کے ساتھ جیب تو ویسے ہی نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے ساتھ کوئی تھیلا یا بیگ یا کوئی پرس وغیرہ بھی نہیں رکھتے تھے کہ اس میں کچھ زادِ راہ ہی ڈال لیں۔ کوئی ہمراہی بھی ساتھ نہیں کہ جو سامانِ سفر سنبھال لے۔ سوائے احرام شریف کے اور کھڑاؤں کے، جو پہنے ہوئے ہوتے اور کچھ بھی پاس نہ رکھتے۔ نہ چور کا خطرہ نہ رہزن کا خوف۔ یہ ہوتی ہے فقیری۔ اسی کے متعلق حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''دنیا میں مسافر کی طرح رہو یا راستہ چلنے والے کی طرح، جب رات آئے تو صبح کا انتظار نہ کرو، جب صبح ہو تو رات کی اُمید نہ رکھو، صحت میں مرض کی تیاری کرلو اور زندگی میں موت کا سامان کرلو۔'' (صحیح بخاری)

زندگی کے ہر لمحے کو آخری وقت سمجھا۔ زر، زن، زمین سب کو تج دیا۔ کسی دنیاوی سہارے پہ کبھی کوئی اُمید رکھی نہ تکیہ۔ نہ پاس کچھ ہونے کی خوشی، نہ خالی ہاتھ ہونے کا رنج۔ نہ کوئی شے فقیر کی ملکیت اور نہ فقیر کا کوئی مالک۔ عشق الٰہی میں ہر شے سے آزاد۔ اللہ بس باقی ہوس۔ یہ ہے حقیقی فقر۔

# حکیم قاضی زاہد حسین وارثی سے آخری ملاقات

حکیم قاضی زاہد حسین وارثی ''حیاتِ اکمل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''فروری 1948ء میں راقم کو اطلاع ملی کہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ راولپنڈی میں خاں صاحب بابو نواب خاں وارثی کے ہاں مقیم ہیں۔ لہٰذا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ دو چار روز ہمارے ہاں بھی چل کر قیام فرمائیں۔ چنانچہ فقیر (حکیم قاضی زاہد حسین وارثی) کی درخواست قبول و منظور ہوئی اور آپ فقیر کے ہمراہ ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی تحصیل و ضلع راولپنڈی تشریف لائے۔ بعد دوپہر آپ غریب خانہ پر پہنچے۔ جدامجد حضرت قاضی غلام محی الدینؒ المعروف بہ مقبول بارگاہ غوثیہؒ (متوفی 1367ھ) اور قاضی احمد جیؒ خلیفہ مجاز حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوریؒ (متوفی 1379ھ) سے والہانہ انداز میں ملے اور بابا جی نے فقیر کو ہدایت وارشاد فرمایا کہ حضرت حافظ صاحب کا بہت زیادہ خیال رکھیں۔

اسی شام بابا کریم بخش مرحوم اور مائی فیض بی بی نے پنڈ جھاٹلہ سے حاضر ہو کر دست بستہ گزارش کی کہ انہیں بھی خدمت کا موقع مہیا کیا جائے اور ہمارے گاؤں پنڈ جھاٹلہ تشریف لائیں۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ ابھی ہم یہیں ٹھہرے ہوئے ہیں دیکھا جائے گا۔

ابھی فقیر (حکیم قاضی زاہد حسین وارثی) کے پاس دو روز ہی گزرے تھے کہ حافظ عبدالکریم نوشاہی نورو صلہ والے اور میاں محمد زمان وارثی چنگا بنگیال والے تشریف لائے اور حافظ صاحب سے چھپر شریف تشریف ساتھ لے جانے کی

درخواست کی۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ زاہد کی اجازت کے بغیر ہم نہیں جا سکتے۔ جب سکول سے چھٹی کر کے آئے گا تو آپ اُس سے کہنا۔(اُن دنوں جناب حکیم قاضی زاہد حسین وارثی مصنف ''حیاتِ اکمل'' گورنمنٹ مڈل سکول تخت پڑی میں بطور انگلش ٹیچر تعینات تھے۔) چنانچہ میں جب سکول سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو سہ پہر کی چائے پر فقیر کا انتظار ہو رہا تھا۔ چائے پینے کے لئے جا کر بیٹھا تو حافظ صاحب نے مجھ سے اجازت چاہی تو فقیر نے عرض کیا کہ ابھی تو ہم لوگوں کا شوق بھی پورا نہیں ہوا۔ دل نہیں چاہتا کہ آپ اتنی جلدی تشریف لے جائیں۔

ساجن بھیکا منگدے میرے وہڑے وچ کھلو
میں کس مکھ بدھ آکھاں کہ ساجن وِدیا ہو
ساجن پریت لگائیکے دور دیس جن جاؤ
بسو ہماری ناگری ہم مانگیں تم کھاؤ

لیکن حضرت حافظ صاحب نے فرمایا ''دیکھو بیٹے! حافظ صاحب نابینا ہیں۔ محض خلوص ومحبت کی وجہ سے پندرہ کوس کا فاصلہ طے کر کے آئے ہیں۔ اخلاص و محبت کا تقاضا ہے کہ فقیر ان کی چاہت کا لحاظ رکھے۔''

فقیر (حکیم قاضی زاہد حسین وارثی) نے بھی بغیر کسی عذر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ چنانچہ اگلے دن اتوار کو صبح ناشتہ کرنے کے بعد تشریف لے جانے کی تیاری کر لی۔ راقم کو کیا پتہ تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ لیکن طبیعت بے حد بیقرار تھی اور کسی کل چین نہیں پڑتا تھا۔ اس وقت حافظ صاحب قبلہ کی صحت قابل رشک تھی البتہ پیشاب کی قدرے تکلیف تھی۔ فقیر (حکیم قاضی زاہد حسین وارثی) کا دل چاہتا تھا کہ چند روز

اپنے پاس رکھوں اور ان کا مکمل علاج کروں۔

اس تکلیف کے لئے میں نے کشتہ زمرد اور معجون زرعونی کی چند خوراکیں بنا کر حافظ صاحب کی نذر کیں۔ حافظ عبدالکریم صاحب اپنے ساتھ گھوڑی لائے تھے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ نہ تو حافظ اکمل شاہ صاحب اور نہ ہی حافظ عبدالکریم صاحب گھوڑی پر سوار ہوئے لہٰذا پیدل ہی روانگی ہوگئی۔ میں بھی اپنی سائیکل لے کر پیچھے پیچھے چل پڑا کہ جہاں سے بھی اِذنِ مراجعت ہوا سائیکل پر سوار ہو کر واپس آ جاؤں گا۔

ڈھوک عنایت کے قریب سید حسین شاہؒ صاحب کا مزار ہے۔ وہاں پر حضرت حافظ صاحب نے حاضری دی اور پھر مجھے واپس جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ مگر میرا جی نہ چاہا اور میں نے مزید آگے جانے کے لئے اصرار کیا۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ اچھا چلو۔ اس کے بعد چلتے چلتے بگا شیخاں کے متصل شاہ حقا کی خانقاہ تک پہنچ گئے۔ جہاں سے پھر حافظ صاحب نے حکم فرمایا کہ واپس چلے جاؤ۔ لیکن دل جدا ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ چنانچہ تھوڑا اور آگے بڑھے۔ اس تمام راستے میں سرکار عالم پناہؒ کا ذکرِ خیر ہوتا رہا اور ہر چند منٹ کے بعد آہِ سرد کے ساتھ مندرجہ ذیل شعر پڑھتے رہے:۔

وارثا بنما جمال خویشتن
رحم کن بر ما بحق پنجتن

(ترجمہ: اے وارثِ عالم نوازؒ! اپنا رُخِ انور ہماری طرف پھیریئے۔ اور ہم پہ پنجتن پاکؑ کے طفیل نگاہِ لطف و کرم فرمایئے۔)

جی ٹی روڈ چاہ بنگلہ بسالی کے پاس سے گزر کر آپ توپ مانکیالہ تک پہنچ گئے۔

تقریباً ایک میل آگے جا کر ایسا راستہ آ گیا جہاں بڑے بڑے ٹیلے اور کھڈ تھے۔ جہاں سے سائیکل لے کر گزرنا محال تھا۔ اس لئے بامر مجبوری اِذن مراجعت پر عمل کرنا پڑا۔ باچشم تر حضرت حافظ صاحب کو خدا حافظ کہا اور آنکھوں سے جدا ہوتے ہوئے دیکھتا رہا۔

تیرے بغیر ہو نہ سکی رونقِ چمن
پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے

حضرت حافظ صاحب نے ایک ٹیلے کی اوٹ میں جاتے جاتے اشارہ فرمایا واپس جاؤ۔ عجیب کیفیاتی انداز اور حیرت زدہ صورت حال پیدا ہوگئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں حضرت حافظ صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد موسم سرما کی برسات شروع ہوگئی تھی اور خدا کی قدرت مسلسل تیرہ روز تک پانی برستا رہا۔ کھیت کھلیان جل تھل ہوگئے۔

## چھپر شریف آمد

میاں محمد زمان وارثی کی ارادت اور حافظ عبدالکریم نوشاہی کی دوستی کا بھرم رکھتے ہوئے حافظ صاحب ڈھوک قاضیاں سے رخصت ہو کر چنگا بنگیال پہنچے۔ میاں محمد زمان کے گھر قیام فرمایا۔ سردی کی شدت کی وجہ سے آپ کی پیشاب کی تکلیف شدت اختیار کر گئی۔ اور ساتھ ہی اختلاجِ قلب کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا۔ احباب اور خدام کے اصرار کے باوجود کوئی علاج معالجہ منظور نہ فرمایا بلکہ مسلسل یہی فرماتے رہے کہ اب علاج بیکار ہے۔

# علالت کی خبر سنگھوئی ضلع جہلم میں

اس عنوان کے تحت حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ایک یادداشت ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''چھپر شریف سے ماسٹر محمد شفیع کو سنگھوئی روانہ کیا گیا کہ آپ (حافظ اکمل شاہ صاحبؒ) علیل ہیں۔ بارشوں کا موسم تھا۔ کئی دن سے بارش برس رہی تھی۔ ماسٹر شفیع صاحب کھائی سے (ہوتے ہوئے) سنگھوئی پہنچے۔ اس وقت والدِ مکرم اور یہ فقیر سنگھوئی میں موجود تھے اور کوئی نہ تھا۔ ماسٹر شفیع صاحب والد صاحب کو ملے۔ دستی خط سے اطلاع دی۔ والد صاحب قبلہ نے مجھے بیٹھک میں بلایا اور ماسٹر صاحب کیلئے کھانا، چائے لانے کو فرمایا۔ اور مجھے فرمایا کہ تیاری کرو لالہ جی (حافظ اکمل شاہ صاحبؒ) بیمار ہو گئے ہیں انہیں تکلیف ہے۔ اب وہ بچ نہیں سکتے۔ مگر تم جلدی وہاں پہنچو۔ ماسٹر صاحب تو کھانا کھا کر چلے آئے اور میں بھی سنگھوئی سے بارش میں پیدل ہی تمام نالے کراس کرتا ہوا جہلم پہنچا۔ اس وقت اتنی بسیں وغیرہ نہ تھیں۔ ایک بجری کا ٹرک پی ڈبلیو ڈی کا ملا اس سے کہا کہ مجھے گوجر خان تک لے چلو۔ اس نے کہا اوپر بیٹھ جاؤ۔ میں بارش میں اوپر بیٹھ گیا۔ اور گوجر خان تک اسی پر سفر کیا۔ اور ریلوے روڈ پر بابو عبدالستار صاحب کے پاس شاہجہاں ہوٹل پر پہنچا۔ تو عبدالستار صاحب کی زبانی پتہ چلا کہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے۔ خیر انہوں نے فرمایا نالہ کانسی میں اتنا پانی ہے کہ آپ پار نہیں جا سکتے۔ مگر میں نے کہا کہ آپ راستہ بتائیں پانی کی پرواہ نہیں۔ خیر میں نالہ کانسی کے کنارہ پر پہنچ کر کپڑے، کمبل وغیرہ درست کر کے سب سر پر باندھ کر پانی

میں اتر گیا۔لوگ مجھے روکتے رہے مگر میں سرکار کے کرم سے دوسرے کنارہ پر پہنچ گیا۔ وہاں علی شان مرحوم گھوڑی لے کر انتظار کر رہا تھا۔اس نے مجھے کہا کہ یہ گھوڑی آپ کیلئے آئی ہے۔جلدی چلیں جنازہ میں آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ آپ گھوڑی پہ چڑھیں اور چلیں میں آپ کے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔ چھپر شریف علی شان اور میں ساتھ ساتھ ہی پہنچے۔ جنازہ تیار تھا۔ہم اٹھا کر چھپر شریف کی مسجد میں جنازہ لائے اور نماز جنازہ حافظ عبدالکریم صاحب نوشاہیؒ قادری نے بڑی محبت اور سوز وگداز سے پڑھائی۔

مرقد قبرستان کے ساتھ راجہ عبدالقیوم صاحب، راجہ محمد اکرم صاحب کی جائیداد میں بنائی گئی۔تمبو لگا کر لحد بنائی گئی۔ بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔اس حقیر فقیر کو یہ اعجاز ملا کہ حضور اکمل شاہ صاحب وارثیؒ کے جسدِ پاک کو میں نے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا اور اوپر کی ڈاٹ خود اپنے ہاتھ سے لگائی۔ چہرۂ اقدس کا آخری پتھر رکھتے ہوئے آخری دیدار خود اپنے ہاتھ سے سب کو کروا کر خود لحد کو بند کیا۔اور خود مٹی مزار پر ڈالی۔

گو کہ حضرت حافظ عبدالکریم صاحب نوشاہی قادریؒ نے آپ کو اماناتاً دفن کیا مگر میں اور نواب خان صاحب وارثی اور سید محمود شاہ صاحب وارثی ہم سب کا ایک ہی خیال تھا کہ فقیر کی امانت نہیں ہوتی۔ کیونکہ سرکار وارث پاکؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ" فقیر جہاں مرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔" لہٰذا جو سرکار کو پسند ہے درست ہے۔ ورنہ والد محترم نے دو ہزار روپیہ مجھے دے کر روانہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی صورت بنے تو لے آؤ۔مگر راستہ اتنا خراب تھا،ملکی حالات اتنے کمزور تھے کہ جسدِ انور کا لے کر جہلم

تک جانا اور پھر سنگھوئی تک نہایت مشکل تھا۔ لہٰذا وہاں ہی رہنے دیا جہاں اب مزار مقدس موجود ہے۔''

## بوقتِ وصال آخری وصیت

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ''حیاتِ اکمل'' کے حواشی میں رقمطراز ہیں ''آخری وصیت: وصال سے ایک دن قبل اہل چھپر شریف نے حافظ عبدالکریم صاحب قادری نوشاہیؒ نوروصلہ شریف والے سے، جو بیماری کے وقت آپ کے پاس موجود تھے اور خدمت کرتے تھے، ان سے گزارش کی کہ آپ حضرت حافظ صاحبؒ سے دریافت کریں کہ بعداز وصال مزار اقدس کس جگہ تعمیر کیا جائے۔ لہٰذا جب آپ کی خدمت بابرکت میں مزار کے متعلق درخواست پیش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے دیوہ شریف (ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت) سرکار کے حضور میں پہنچا دیں۔ حافظ صاحبؒ نے عرض کی کہ حضرت! دیوہ شریف تو ہندوستان میں رہ گیا۔ آپ نے فرمایا ''اونہہ ہندوستان میں نہیں رہے گا، کبھی پاکستان بنے گا۔'' اس کے بعد حافظ عبدالکریم صاحب نے دریافت کیا کہ حضور اس کے علاوہ کوئی اور جگہ تجویز فرما دیں۔ آپ نے فرمایا ''جہاں ہم اور آپ ملتے رہیں۔'' حافظ عبدالکریم صاحب نے پھر پوچھا کہ اگر سنگھوئی والے آجائیں تو پھر؟ حافظ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''اڑیا! وہ وارث تو ہیں۔ اُن کا بھی حق ہے۔'' پوچھا گیا مزار کا انتظام؟ فرمایا ''جو برداشت کر سکے وہ انتظام چلائے گا۔''

مندرجہ بالا حالات سات مارچ کے ہیں۔ آٹھ مارچ صبح طبیعت زیادہ

خراب تھی۔ صبح چار بجکر تیرہ منٹ پر سرکار عالم پناہ حضرت وارث پاکؒ کا قل شریف تکلیف کے باوجود پڑھا اور سلام پیش کیا۔ اور سوز و گداز میں آہ و زاری فرمائی۔ دن تذبذب میں تمام ہوا۔ تکلیف حد سے زیادہ شام کو بڑھی۔ فرمایا سرکار عالم پناہؒ تشریف لاتے ہیں۔ جگہ بناؤ۔ اُٹھنے کی کوشش فرمائی مگر نہ اٹھ سکے۔

وقتِ آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں
پھر خدا جانے رہے یا نہ رہے ہوش مجھے
اللہ اللہ رے میرا شوقِ شہادت بیدمؔ
اُن کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے

حافظ عبد الکریم نوشاہی صاحبؒ کے برادرِ عزیز جناب حکیم عبد الرحیم صاحبؒ نے سرکار عالم پناہؒ کا مرقع شریف منگوا کر چہرۂ اقدس کے سامنے پیش کیا۔ مرقع شریف کی زیارت فرمائی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یہ حضرت کا آخری وقت تھا۔"

## انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ وصال: 27 جمادی الثانی 1368ھ بمطابق 8 مارچ 1948ء بروز منگل بعمر 76 سال در مکان میاں محمد زمان وارثی بمقام چنگا بنگیال (چھپر شریف)

صاحب "حیاتِ اکمل" رقمطراز ہیں کہ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے وقت موسم سرما کی برسات شروع تھی۔ چھپر شریف کے محبین حضرت حافظ صاحب کے خاندانی لواحقین سے جان پہچان بھی نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ایسے میں حضرت

حافظ صاحب کے چھوٹے بھائی حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحب کے پار
سنگھوئی میں برستے پانی میں ایک شخص کو روانہ کر دیا۔ سنگھوئی میں وصال کی اطلاع ملتے
ہی حضرت حافظ صاحب کے بھتیجے قاضی عزیز احمد المعروف حضرت الحاج فقیر عزت
شاہ وارثیؒ، مہر اللہ دین نمبر دار کھائی کوٹلی اور دیگر کچھ محبین و معتقدین نالہ گھان (پنڈ
دادنخان روڈ جہلم پر) اور نالہ کانسی (گوجر خان سے بیول روڈ پر) تیر کر بڑی مشکلوں
سے چھپر شریف پہنچے اور نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت حافظ صاحب کو چنگا بنگیال
(چھپر شریف) کے پرانے قبرستان میں امانتاً دفن کر دیا گیا۔ آئندہ پیش آنے والے
حالات اور وصیت کے مطابق صوبیدار محمد اکرم وارثی کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

## حافظ صاحبؒ کے وصال کی خبر

## صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحبؒ کی زبانی

قاضی زاہد حسین وارثی ان دنوں بسلسلہ ملازمت ڈھوک قاضیاں (تخت
پڑی) میں مقیم تھے۔ صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحب نے حافظ صاحب کے وصال
کی خبر اپنے صاحبزادے کو بذریعہ پوسٹ کارڈ پہنچائی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ
"برخوردار بخت بیدار طولعمرہٗ! السلام علیکم۔ واضح ہو کہ تمہارے تایا صاحب حضرت
اکمل شاہ وارثی مورخہ ۲۸ چاند بروز منگلوار موضع چنگا بنگیال میں رحلت فرما گئے ہیں۔
آپ تمہارے سے جدا ہو کر باوا صاحب کی ملاقات کر کے اور نور وصلہ والے حافظ
صاحب کے پاس آئے۔ وہاں بیمار ہوئے۔ اور چنگا بنگیال والے اُٹھا کر وہاں لے
لائے۔ پھر ایک آدمی آیا تھا۔ عزیز احمد جا سکا۔ میں لاچار تھا۔ بباعث بارش نہ جا سکا۔

افسوس کہ عزیز احمد ہی جنازہ پر پہنچا۔ منہ دیکھ لیا۔ کوئی تجویز وہاں سے لانے کی بارش کے باعث بن نہ سکی۔ اس واسطے آپ کو وہاں ہی دفن کیا گیا۔ اُن لوگوں نے بڑی دھوم سے جنازہ کا بندوبست کیا۔ قسمت کی بات ہے۔ عزیز احمد گھر آ گیا ہے۔ عزیز احمد اور الٰہ دین دونوں گئے تھے۔ بہت ان لوگوں کو کہا کہ امانت کر کے دفن کیا جائے۔ مگر حافظ صاحب نے منع فرمایا کہ فقیر کی لاش کو خراب نہیں کرنا۔ خاموش رہے کیونکہ موسم خراب تھا۔ کوئی سبب نہ بن سکا۔ رضائے مولا ہمہ از اولیٰ۔ صبر و شکر سے کام لینا۔"

"محمد یوسف از سنگھوئی ضلع جہلم"

تقریباً اسی مضمون کے پوسٹ کارڈز آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے مرزا محمد حسین صاحب کو گگو منڈی، اپنے داماد قاضی محمود الحسن صاحب کو ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی) اور قاضی فقیر محمد صاحب کو پنڈ جھاٹلہ بھی تحریر فرمائے۔

## ختمِ چہلم کا انعقاد

حضرت حافظ صاحب کے چہلم پر حافظ صاحبؒ کے برادرِ اصغر حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادریؒ اپنے تمام صاحبزادگان کے ہمراہ چھپر شریف پہنچے۔ فقیر (حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ) کی رائے تھی کہ حضرت حافظ صاحبؒ کے جسد مبارک کو سنگھوئی لے جائیں اور حضرت کا مزار اقدس وہاں تعمیر ہو۔ لیکن جب حافظ صاحب کے قل شریف کا انعقاد ہوا۔ تو قل شریف کی محفل میں حضرت قبلہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا "اے اے! یہ کیا ہو رہا ہے؟" آپ نے مزید فرمایا کہ "فقیر جہاں وصال کرتا ہے اُسی جگہ پر انہیں سپردِ خاک کیا جاتا ہے۔

انہیں کون لے جا سکتا ہے۔'' آپ کا فرمان حرفِ آخر تھا۔ یوں آپ کے وجودِ اطہر کے فیوضات و برکات نے چنگا بنگیال کی سنگلاخ زمین کو چھپر شریف کی سرسبز و شاداب دھرتی میں بدل دیا۔

''حضرت کے چالیسویں پر'' عنوان کے تحت حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت کے چالیسویں پر حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ صاحب قبلہ وارثیؒ تشریف لائے۔ میری ملاقات آپ سے گوجر خان ریلوے اسٹیشن پر ہوئی۔ جہلم سے میں بھی اسی ٹرین میں آیا تھا۔ آپ غم سے نڈھال تھے۔ بحالتِ سوز و گداز یہ شعر زبان پر تھا:

قافلے سب پہنچتے ہیں منزلِ مقصود پر
اِک میں اکیلا رہ گیا نقشِ کفِ پا دیکھتا

آپ میرے ساتھ ہی تانگہ پر چھپر شریف تشریف لائے۔ دوسرے دن صبح سب لوگ اکٹھے ہوئے اور جہلم کی رسم ادا ہوئی۔ ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ کمیٹی چھپر شریف کی تھی۔ جس میں صوبیدار راجہ محمد اکرم صاحب منتظم اور راجہ عبدالقیوم صاحب، حکیم عبد الرحیم صاحب قادری نوشاہی سیکرٹری مقرر کیے گئے۔ چالیسویں پر ہی عبداللہ شاہ صاحب وارثیؒ تشریف لائے اور وہ آستانہ کے پہلے خدمتگار قرار پائے۔ جنہوں نے اپنی ہمت سے بڑھ کر مزار شریف کی خدمت کی۔ ہر سال ذوق وشوق سے عرس کرانا شروع کیا۔ سب کو دعوت دی۔ راولپنڈی، جہلم، لاہور، فیصل آباد، ملتان، کراچی اور ساہیوال کے لوگوں نے شرکت فرمانی شروع کی۔ فقراء میں سے پہلے سالانہ عرس میں حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ صاحب وارثیؒ (کراچی)، حضرت فقیر الحاج انوار شاہ

صاحب وارثیؒ اور ایڈوکیٹ اختر میر المعروف منور شاہ وارثیؒ صاحب (لاہور)۔ حضرت الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ صاحب وارثی اجمیریؒ (کراچی)، قبلہ ابر شاہ صاحب وارثیؒ ملتان شریف سے، شفقت شاہ صاحب اور قاری دیدار شاہ صاحب وارثیؒ فیصل آباد سے تشریف لائے۔''

چہلم شریف بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ انتظام فقیر عبداللہ شاہ وارثی اور اہل دیہہ چھپر شریف کا تھا۔ آئندہ حالات کے پیشِ نظر ایک کمیٹی کی طرح و بنیاد رکھی گئی اور سالانہ عرس مبارک کے لئے سات اور آٹھ مارچ کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔

## فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی کا بیان

''وارث الاولیاء فی تذکرۃ الفقراء'' میں حضرت الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت فقیر کامل حضور پرنور خواجہ اکمل شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ موضع چھپر شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ آپ سرکار عالم پناہ وارث الاولیاء کے عاشق صادق کامل واکمل فقیر تھے۔ پابند شرع، ذاکر و شاغل۔ معصوم صفت، تنہائی پسند، مجسمۂ تسلیم و رضا، پیکرِ صبر و شکر و رجاء، صاحبِ حال مستغرق الی اللہ، فنا فی اللہ، بقا باللہ۔ جیسا کہ آپ کے آستانہ شریف سے ظاہر ہے۔ معلوم ہوتا ہے دیوہ شریف پاکستان میں آگیا ہے۔ آپ سر سے پا تک تصویرِ عشق تھے۔ جس کی تفسیر اب آپ کا آستانۂ اقدس ہے۔ جہاں حاضر ہونے سے تسکینِ قلب حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے آستانہ پر ہر وقت بارشِ انوار ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔''

# قطعہ تاریخ وصال

## ازقلم قاضی محمد شریف شائق صدیقی

آستانہ قاضی صاحبؒ، ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی (راولپنڈی)

رئیسِ اصفیاء و اتقیا بود — جلیسِ مقتدا و پارسا بود
مکمل اکمل و مقبولِ وارث — خلیق و محسن و جملہ ورا بود
بحالِ بیکساں بُد کرم فرما — برائے ناقصاں مشکل کشا بود
بزمرہ صوفیاں سرمایۂ ناز — برائے مقبلاں شمس الضحیٰ بود
پسندیدہ ہمہ اخلاق و عادات — مجسم فیض بخشِ دوسرا بود
مسمّی قاضیِ خورشید عالم — ہمہ عالم ازو نور و ضیاء بود
ادا فرمود حج و عمرہ باہم — کہ مردے واقفِ رمزِ اللہ بود
دریغا رخت بر بستہ ازیں جا — بدل شوقِ لقائے کبریا بود
مقیمِ خلد شد آں حق آگاہ — قرینِ بارگاہِ ذوالعلا بود
ہمہ خویش و اقارب ماندہ گشتند — بہجرش ہر یکے درد آشنا بود
مریداں مضطرب حیراں بماندند — کجا آں غمگسارِ ما کجا بود
پئے تاریخِ رحلت گفت شائق — کہ جسمِ او ''فضیلتِ اولیاء'' بود

1368ھ

# خلاصہ قطعہ تاریخ وصال

## از قلم قاضی محمد شریف شائق صدیقیؒ

(ترجمہ:) آپ صوفیوں اور متقیوں کے سربراہ ہیں۔ آپ مقتدا و پارسا لوگوں کے ہم مجلس ہیں۔ آپ وارث عالم نوازؒ کی بارگاہ کی ایک کامل و اکمل ہستی ہیں۔ آپ انتہائی خلیق، احسان فرمانے والے اور دیگر بہت سی خوبیوں کے حامل ہیں۔ ہر حال میں لطف و کرم فرمانے والے ہیں۔ ناقصوں اور گنہگاروں کیلئے مشکلات دور فرمانے والے ہیں۔ صوفیوں کے گروہ کا سرمایۂ ناز ہیں۔ مقبولانِ بارگاہِ احدیت میں شمس الضحیٰ (رُخِ روشن والے) ہیں۔ آپ کے تمام اخلاق و عادات پسندیدہ ہیں۔ دونوں جہانوں میں آپ کا وجود فیض بخش ہے۔ آپ کا اسم گرامی قاضی خورشید عالم ہے اور عالم آپ سے نور اور روشنی پاتا ہے۔ آپ نے حج و عمرہ اکٹھے ادا فرمائے۔ آپ توحید کے اسرار سے بخوبی آشنا ہیں۔ آپ کا دل دیدارِ ذاتِ کبریا کے شوق سے بھرا ہوا ہے۔ آپ حق آگاہ ہیں۔ اور بعد از وصال جنت میں رب تعالیٰ کے قرب میں آرام فرما ہیں۔ آپ کے ملک عدم جانے پہ تمام عزیز و اقارب گریہ کناں ہیں۔ اور مریدین حیران و پریشان ہیں کہ آپ سب کے دکھ درد سے آشنا اور سب کے غمگسار تھے۔ آپ کی تاریخ وصال کے متعلق شائق نے کہا کہ آپ کا وجود ''فضیلتِ اولیاء'' (1368ھ) تھا۔

# قطعہ تاریخ وصال (فارسی)

ازقلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

"کاملِ دہر الحاج فقیر اکمل شاہ وارثیؒ صاحب"

1948ء

"پاکیزہ باطن خورشید عالم"

1368ھ

شاہ اکمل وارثی صاحب ہدیٰ عارفِ حق زُبدۂ اہلِ وفا

وارثِ فیضانِ وارث باصفا حافظِ قرآن اقدس خوش نوا

ہشتم از اولیٰ جمادی شنبہ روز شُد زِ دنیا جانبِ دار البقا

مرقدِ او مرجعِ اہلِ جہاں مہبطِ انوار و لطفِ کبریا

گفت سالِ رحلتش فیض الامیں "شاہ اکمل وارثی بدر الدجےٰ"

1368ھ

ببرِ سالِ عیسوی آئی ندا "رفت اکمل وارثی حق آشنا"

1948ء

# قطعہ تاریخ رحلت (اردو)

از قلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

''مردِ باادب اکمل شاہ وارثی''

1368ھ

دارِ فانی سے گیا وہ جانب دار البقا
مردِ حق خورشید عالم پارسا شیریں ادا
یوں کہا فیض آلامیں نے مصرعِ سالِ وصال
''شاہ اکمل وارثی عالی نسب جاتا رہا''

1948ء

# مزارِاقدس کی تعمیر و بنیاد اور انتظام

چھپر شریف (چنگا بنگیال) تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔

خطہ پوٹھوہار کے نامور رئیس گکھڑاں مکرم خان المعروف مقرب خان کے وزیر قانون گو برجناتھ ولد رائے زادہ دیوان دنی چند عرف بال ساکن موضع گلیانہ ''وجہ تسمیہ پرگنہ دانگلی.....'' میں ''تپہ بیول'' کے موضع چنگا بنگیال کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

''چنگا خان قوم بنگیال مسمی ٹھکر خان ولد خواجہ خان قوم بنگیال کا حقیقی (منجھلا) بیٹا تھا۔ جو کہ علاقہ سیالکوٹ تپہ حویلی سے غیر آباد ہو کر سلطان جلال خان گکھڑ رئیس کے عہدِ حکومت میں اس جگہ آباد ہوا۔ اس کو سلطان جلال خان گکھڑ رئیس کی طرف سے (اصل) ایک آسامی یعنی 180 گھماؤں جاگیر عطا ہوئی۔ چنگا خان نے اپنی جاگیر میں گاؤں آباد کیا۔ اس کے بانی کے نام اور قوم کے نام کی وجہ سے نام دیہہ چنگا بنگیال مشہور ہوا۔ تاحال اولاد چنگا خان قوم بنگیال قابض ہے۔ علاقہ پوٹھوہار میں آباد بنگیال قوم کی اکثریت کا تعلق اسی خاندان کی نسل سے ہے۔ کئی بنگیال گھرانے جٹ بھی کہلاتے ہیں۔''

چھپر شریف کی وجہ تسمیہ کے متعلق حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ ایک دستاویز میں یوں رقمطراز ہیں:

''مارچ 1948ء میں جب حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا وصال ہوا تو آپ کو صوبیدار راجہ محمد اکرم وارثیؒ نے ڈھوک چھپر داخلی چنگا بنگیال کے قبرستان سے ملحق اپنی ملکیتی زمین

میں دفن کر دیا۔ راجہ صاحب نے اپنی وہ چار کنال اراضی، جہاں آپ کا مدفن بنا، دربار شریف کیلئے وقف کر دی۔ چند ایام کے بعد عقیدت مندوں نے وہاں ایک حجرہ تعمیر کرا کر فقیر عبداللہ شاہ صاحبؒ کو منتظم مقرر کر کے مذکورہ ڈھوک کا نام چھپر شریف رکھ دیا۔‘‘

اس علاقہ کی آب و ہوا گرم مرطوب، زمین زرخیز اور پیداوار دینے والی ہے۔ یہاں کے لوگ نہایت خلیق اور ملنسار ہیں۔ عرس کے موقع پر تمام گاؤں خادم بن کر وارثی مہمانوں کی خدمت کو اپنے لئے باعث فخر محسوس کرتا ہے۔ ارد گرد کا علاقہ حضرت حافظ صاحبؒ کا بہت زیادہ ارادتمند ہے۔ بلکہ اکثر لوگ داخل سلسلہ وارثیہ ہیں۔

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے روضۂ اقدس کی تعمیر کا سنگِ بنیاد قبلہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ نے رکھا۔ اور اس کی تعمیر کی ذمہ داری حافظ صاحب کے پرانے خادم احرام پوش فقیر عبداللہ شاہ وارثی کے سپرد فرمائی۔ انہوں نے پہلے چار دیواری بنوائی اور پھر قبر کا پختہ تعویذ بنوایا۔ اسی دوران 27 اپریل 1953ء کو عبداللہ شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور یہ کام حافظ صاحب کے حقیقی بھتیجے قاضی عزیز احمد المعروف حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کو سونپا گیا۔

مزارِ اقدس کی تعمیر و بنیاد اور انتظام و انصرام کے متعلق حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ شاہ صاحب وارثیؒ کے وصال تک تعویذ مبارک پر کوئی عارضی سایہ نہیں بنایا گیا تھا۔ آپ گاؤں کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ اور محمد زمان وارثی کے گھر میں قیام فرماتے تھے۔ چھپر شریف کے رہائشی اور معزز صوبیدار راجہ محمد اکرم مرحوم جو حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی کے بچپن ہی سے عقیدت مند تھے، مزار اقدس کے پہلے منتظم ہوئے۔ وہی آنے والوں کی خدمت

کرتے تھے۔ اور ہر ایک آنے والے عقیدت مند کو جو مزار اقدس پر حاضری دینے آتے تھے، کے خورد و نوش اور شب باشی کا انتظام کرتے تھے اور حضرت صاحب کے ماہانہ اور سالانہ اعراس پاک وارثیہ کا اہتمام و انتظام بھی کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک اور برادرِ طریقت و نسبت مسمی راجہ عبدالقیوم مرحوم بھی قدمے، سخنے اور دامے، درمے تعاون کرتے تھے۔ حافظ اکمل شاہ وارثی نے اس گاؤں میں اپنی حیات کے چند ایام گزارے تھے مگران چند ایام میں اہل دیہہ کو خلوص و محبت کا درس دے گئے۔ اور ان میں ایک دوسرے کے لئے ہمدردیاں پیدا کر دی تھیں۔ اُس وقت کے لوگ بھی ایسے غریب پرور فقیروں کے قدموں میں بیٹھنا بھی اپنے لئے گناہوں کا کفارہ سمجھتے تھے۔ بقول

ع صحبت صالح ترا صالح کند

لوگوں کی بھی چاہت ہوتی ہے کہ کوئی نیک خو بزرگ شخصیت ان کی رہنمائی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کرم ہوتا ہے جب کسی بستی میں درویش کے قدوم مبارک آئیں۔ ہمارے حضرت وارث پاکؒ کا ایک کھلا فرمان ہے کہ ”فقیر جس بستی میں رہے یک رنگ رہے۔“

حضرت حافظ صاحب کا وصال پاک مسمی سائیں محمد زمان کے مکان پر ہوا۔ سائیں صاحب مرحوم درویش صفت اور نیک خو شخص تھے۔ سرکار عالم پناہؒ کے نادیدہ عاشق تھے۔ ان کو جو عشق حضرت حافظ صاحب کے ساتھ تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ درویش جس قسم کے فرائض کسی اپنے عقیدت مند کے لئے عائد کرتا ہے۔ وہ اسے فرض منصبی سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ جیسے کہ مسمی حکیم عبدالرحیم قادری نوشاہی جو حضرت کے قدیم

احباب میں سے تھے۔ مزار اقدس کی آمدنی اور اخراجات کے فرائض ادا کرتے تھے اور یہ بھی ایک بے لوث خدمت تھی۔ یہ ان کی خدمات کا صلہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب کے ذکر خیر کے ساتھ ان کا نام آتا ہے۔ حکیم کا خطاب بھی حضرت حافظ صاحب نے عطا فرمایا تھا۔ بعد میں اسی نام سے مشہور و معروف ہو گئے۔ حکیم صاحب کا وصال 1993ء میں ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے آستانہ پہ ہمیشہ حاضری دیتے رہے۔ اور اپنی محبت و عقیدت کا حق اظہار کرتے رہے۔

صوبیدار محمد اکرم صاحب وارثی جو پہلے خادم خاص اور آستانہ کے منتظم تھے ان پر خاص عطا تھی۔ وہ کچھ عرصہ کے بعد تمام انتظام حکیم عبدالرحیم صاحب نوشاہی کے سپرد کر کے انگلینڈ تشریف لے گئے۔ ایک مدت تک وہاں رہے۔ حضرت حافظ صاحب کے آستانے کی تمام زمین انہیں کی ملکیت تھی۔ انہوں نے اپنے بڑے لڑکے سلیم وارثی کی شادی کی تو اپنی اہلیہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت حافظ صاحب کے مزار اقدس کے ارد گرد جتنا رقبہ میری ملکیت ہے وہ مزار اقدس کے نام بیع کر دیں۔ لہٰذا وسیع و عریض رقبہ دربار وارثی کے نام بیع کرا دیا گیا۔ صوبیدار راجہ محمد اکرم وارثی صاحب کے صاحبزادے قیصر وارثی صاحب آج بھی وارثی ٹرسٹ (یو کے) میں چیئرمین کی حیثیت سے قابل ستائش خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب نے ایک شب مجھے عالم رویا میں فرمایا کہ یہ جگہ صوبیدار محمد اکرم کی قبر کے لئے ہے۔ کسی ایک آدمی کو بتا دو۔ ہو سکتا ہے اس وقت تم یہاں موجود نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی تاکید فرمائی کہ اس بات کو کسی سے نہ کہنا۔ یہ راز اپنے تک محدود رہے۔ لہٰذا

صبح اُٹھ کر میں نے سرکار حافظ صاحب کے ایک قدیم خادم راجہ عبدالقیوم مرحوم کو بلایا اور اس کو عالم رویا کے تمام واقعہ سے لفظ بہ لفظ آگاہ کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے تاکید کر دی کہ اس راز کو کسی سے نہ کہنا۔

عالم رویا کے اس واقعہ کے دو سال بعد اطلاع ملی کہ صوبیدار صاحب انگلینڈ میں وصال پا گئے ہیں اور ان کی وصیت تھی کہ مجھے انگلینڈ ہی میں دفن کر دینا۔ مگر وارثی برادران کوشش کر کے ان کی میت کو صندوق میں بند کر کے چھپر شریف لے آئے۔ میں ان دنوں اتفاق سے سانگھڑ علاقہ نواب شاہ سندھ گیا ہوا تھا۔ راجہ عبدالقیوم صاحب نے صوبیدار صاحب کے اہل خانہ کو بتا دیا کہ دو سال قبل یہ فرمان ہوا تھا کہ ان کی قبر یہاں بنے گی لہٰذا میں ذمہ دار ہوں۔ اُدھر اطلاع ملتے ہی میں نے آنے کی کافی کوشش کی لیکن بروقت نہ پہنچ سکا۔ جب واپس پہنچا تو صوبیدار صاحب اپنی جگہ جس کی نشاندہی فرمائی گئی تھی وہاں دفن ہو چکے تھے۔

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے تعمیراتی کام میں درج ذیل افراد نے حصہ لیا:۔

عبداللہ شاہ وارثی، امام دین قادری نوشاہی (چھپر شریف)، مستری محمد صدیق وارثی (سنگھوئی)، حاجی محمد نذیر وارثی (سنگھوئی)، حاجی محمد رشید وارثی (سنگھوئی)، حاجی خوشی محمد وارثی، ملک غلام حسین چشتی، میر زمان وارثی، بدر دین وارثی، یاسین صاحب، محمد ازرم وارثی، محمد یعقوب، صوفی نذیر شاہ وارثی (لہڑی گذاری)، حاجی اقبال شاہ وارثی (بہاولنگر)، حاجی عبدالرحمٰن وارثی (پیر شاہ وسن)۔

# پاکستان میں دیوہ شریف

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اپنی یادداشتوں میں ایک مقام پر آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے قیام کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں:

''22 اگست 1959ء کو سرکار وارث پاک عالم پناہؒ کے خاص احرام پوش فقیر حضرت پنڈت الف شاہ صاحبؒ قبلہ وارثی چھپر شریف تشریف لائے۔ایک شب قیام فرمایا۔ دربار شریف حاضری دی جو ایک مرقد اور چار دیواری پر مشتمل تھا۔یہاں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ انہیں سرکار عالم پناہ وارث پاکؒ نے بھیجا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ ''حافظ اکمل شاہ کو مل کر آنا'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''ہم نے پاکستان میں ایک دیوہ بنا دیا ہے''۔لہٰذا یہ حضور کی نظر کا کرشمہ ہے کہ اس آستانہ نے اتنے تھوڑے وقت میں اس قدر ترقی کی۔

(فقیر عزت شاہ وارثیؒ فرماتے ہیں کہ) اسی سال میں دیوہ شریف حاضر ہوا تو فقیر پنڈت الف شاہ صاحبؒ وارثی نے ہی مجھے آستانہ شریف میں پیش کیا اور عرض کی حضور حافظ جی آ گئے ہیں کرم فرمایئے،قبول فرمایئے۔اور میرا نصف احرام مکمل کر دیا۔ اور فرمایا کہ سرکار عالم پناہؒ کے بغیر کسی کے آگے نہ جھکنا۔یہی تمہارا سرمایہ ہے۔مانگنا کچھ نہ۔سب کچھ ملے گا۔خدمتگار وہی ہے جو صرف خدمت کی طرف خیال رکھے۔

یہ 1959ء کا تک کے عرس پر حاضری کے وقت ہوا۔اس وقت ہر سال حکومتِ پاکستان کی زیر نگرانی زائرین کا ایک قافلہ پاکستان سے دیوہ شریف زیر قیادت اختر میر صاحب المعروف منور شاہ وارثی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ و سپریم کورٹ

آف پاکستان) جایا کرتا تھا۔ میں بھی اسی قافلہ کے ساتھ گیا تھا۔ وارثی زائرین کی یہ جماعت مسلسل1964ء تک دیوہ شریف جاتی رہی۔1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات اور حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ پھر یہ قافلہ بحال نہ سکا۔

## حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ

حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے بعد سرکار وارث پاکؒ نے آپ کے خانوادہ سے ایک اور پھول سعیدِ عصر حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی صورت میں چن لیا کہ جنہوں نے چھپر شریف کی سرزمین کو گلستان بنا دیا اور اس گلستان کو ایسی خوشبو سے معطر فرمایا کہ جس نے ایک دفعہ پھر پورے عالم کو مہکا دیا۔

آپ کی ولادت 9نومبر 1925ء کو آپ کے آبائی گاؤں ملھو سنگھوئی (ضلع جہلم) میں حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے برادرِ اصغر حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروریؒ کے ہاں ہوئی۔ والدین نے نومولود کو حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کی گود میں دے دیا۔ حضرت نے آپ کا اسم گرامی عزیز احمد تجویز فرمایا۔ بچپن میں اپنے نانا جان حضرت قاضی احمد جی چشتیؒ خلیفہ خاص حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوریؒ اور پڑنانا جان مقبول بارگاہِ غوثیہ حضرت قبلہ قاضی غلام محی الدین قادریؒ کے زیرِ تربیت رہے۔

آپ نے خواجہ خواجگاں حضور معین الہندؒ اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے درِ اقدس سے روحانی فیض پایا اور دیوہ شریف میں میاں اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے ذریعے داخلِ سلسلہ وارثیہ ہوئے۔ دنیاوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ محکمہ تعلیم میں ملازمت کی۔ اسی دوران 1956ء میں جناب قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ

نے چھپر شریف میں 8 مارچ سالانہ عرس کے موقع پر آپ کو نصف احرام عطا فرمایا اور عزت شاہ وارثی نام رکھا۔ نیز سلسلہ وارثیہ کے روحانی نظام کو چلانے کیلئے چھپر شریف میں مستقل قیام کرنے کا حکم فرمایا۔1959ء میں کاتک میلہ پر دیوی شریف میں پنڈت الف شاہ وارثیؒ نے آپکا احرام مکمل فرمایا۔ پنڈت الف شاہ صاحبؒ اکثر فرماتے کہ چھپر شریف کے متعلق سرکار وارث پاکؒ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پاکستان میں ایک اور دیوہ شریف بنا دیا ہے۔ سرکار وارث پاکؒ کے اس ارشاد کو فقیر عزت شاہ صاحب وارثیؒ نے بڑے ہی احسن انداز میں عملی جامہ پہنایا۔ ایک طرف آپ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی بڑی وسیع اور خوبصورت تعمیرات فرماتے رہے اور دوسری طرف ساتھ ہی ساتھ اپنے پاس آنے والوں کی تربیت کا اہتمام بھی فرماتے رہے۔ یوں چھپر شریف کو پاکستان میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کا ایک عظیم الشان مرکز بنا دیا۔ اس مرکز کی خوشبو کو عام کرنے کیلئے اور اس کے فیض کو دوام بخشنے کیلئے آپ ہمیشہ اپنے معتقدین اور متوسلین کو ہدایت فرماتے کہ مجھے آپ کے نذر و نیاز کی ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنے اِرد گرد کا جائزہ لیا کریں وہاں غریب، یتیم، مسکین اور مستحقین تک یہ رقوم اور ہدایا پہنچایا کریں۔ نیز اپنے حلقوں میں نیکی اور فلاح کا شعور بیدار کریں اور ایسے ادارے بنائیں کہ جہاں دینی و دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام ہو اور جو ہر قسم کے اصلاحی اور فلاحی کام سرانجام دیں۔ چنانچہ یہ فیضان عام ہوا اور آپ کی زیرِ سرپرستی ملک بھر میں درجنوں مساجد، درسگاہیں، لائبریریاں، ووکیشنل سنٹر، ہسپتال اور فلاحی سنٹر قائم ہوئے جو بحمداللہ بحسن و خوبی دن رات کام کر رہے ہیں۔ وارثی ویلفیئر ٹرسٹ سنگھوئی (جہلم) اسی قسم کا ایک بہترین مثالی ادارہ ہے۔ جو ابخدمتِ خلق

کے حوالے سے ایک منفرد حیثیت، مقام اور اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے قیام واستحکام، ٹرسٹ وارثیہ کے قیام، اعراس کے اہتمام اور زائرین کی رہائش اور آرام وطعام کے لئے سینکڑوں حجرے، لنگر خانے، عظیم الشان مسجد، عالیشان مقبرہ، وسیع محفل خانہ، درسگاہ، قرآن محل، ہسپتال اور دیگر عمارات کی تعمیر اور دیکھ بھال اور سلسلہ سے متعلق بے شمار کتب کی اشاعت تمام تر حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ سرکار وارثِ عالم نوازؒ کی کامل واکمل تصویر تھے۔ آپ نے سلسلہ وارثیہ کی ترویج واشاعت کے لئے اپنا سب کچھ وقف کر دیا۔ آپ نے نہ صرف آستانوں اور درسگاہوں، مزارات اور عمارات کی تعمیر پر توجہ دی بلکہ بہترین انسانی کردار کی تشکیل وتزئین پر بھی بھرپور توجہ مرکوز فرمائی اور اسی مقصد کے حصول کے لئے ساری دنیا کی سیاحت فرمائی۔ بے شمار لوگوں کو داخلِ سلسلہ فرمایا۔ سلسلہ وارثیہ کی اشاعت کے لئے متعدد عقیدت مندوں کو دولتِ احرام سے نوازا اور جگہ جگہ محافل ومجالس اور اعراس کا اہتمام فرمایا۔

سلسلہ وارثیہ کے منفرد پہلوؤں میں سے ایک سجادہ نشینی اور خلافت کا امتناع ہے۔ سلسلہ وارثیہ کے بانی سیدنا وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے سلسلہ عالیہ میں ہمیشہ کیلئے خلافت وجانشینی کی ممانعت فرمادی اور اس سلسلہ میں ایک خصوصی تحریر جسٹس سید شرف الدین اور وکیل منشی نادر حسین نگرامی کے پاس محفوظ کرادی تھی۔ آپ نے فرمایا ہمارا کوئی جانشین نہیں ہے ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کرے وہ باطل ہے۔ نیز فرمایا کہ ہمارے یہاں کوئی ہو، چمار ہو یا خاکروب۔ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے.......... لیکن چونکہ آستانہ عالیہ کا نظام چلانا مقصود تھا لہٰذا سرکار

وارث پاکؒ کے وصال کچھ عرصہ بعد ٹرسٹ مقبرہ حاجی وارث علی شاہؒ دیوہ شریف (رجسٹرڈ) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سلسلہ وارثیہ کے عظیم مرکز کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے عکسِ جمالِ وارث، عالم نواز حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے ''پاکستان کے دیویٰ شریف'' چھپر شریف میں 1995ء میں ایسا ہی گیارہ ارکان پر مشتمل ایک ٹرسٹ بنا کر رجسٹرڈ کرا دیا اور آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کا تمام انتظام وانصرام اپنی زندگی میں ہی ٹرسٹ کے سپرد فرما دیا۔ ٹرسٹ کا منتظم اعلیٰ جمیل اصغر ملک وارثی (اسلام آباد) کو مقرر فرمایا۔ بورڈ آف ٹرسٹیز درج ذیل گیارہ ممبران پہ مشتمل تھا: 1۔ کپتان محمد حسین وارثی (چھپر شریف)۔ 2۔ راجہ محمد سرور وارثی (چھپر شریف)۔ 3۔ صوبیدار محمد اشرف وارثی (چھپر شریف)۔ 4۔ حاجی محمد افضل وارثی (بیول)۔ 5۔ نائب صوبیدار حاجی احمد دین وارثی (بیول)۔ 6۔ محمد امین بھٹی وارثی (ملتان)۔ 7۔ حاجی عبد الستار وارثی (اوکاڑہ)۔ 8۔ ڈاکٹر محمد مسعود خان وارثی (اسلام آباد)۔ 9۔ ریاض احمد بھٹی وارثی (اسلام آباد)۔ 10۔ نعیم الحق خان وارثی (اسلام آباد)۔ 11۔ حاجی امتیاز احمد بھٹی وارثی (لاہور)۔ آپ نے اتحاد و یگانگت کی زریں حکمتِ عملی کے تحت بیول، بہاولنگر، فیصل آباد، اوکاڑہ، بورے والا، کھائی کوٹلی، ملتان وغیرہ کی تمام مقامی وارثی انجمنوں کو ٹرسٹ سے معاونت کیلئے ایک لڑی میں پرو دیا تاکہ تمام حلقے وارثیت کے پیغامِ محبت و یکجہتی اور اصلاح و فلاح سے صحیح معنوں میں مستفید ہوسکیں۔ آپ 8-7 ستمبر 2004ء کی درمیانی شب بوقتِ سحر شاہدِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے نعلین مبارک کے صدقے آپ پہ لاتعداد رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

راشدؔ وصالِ یار کی کیفیتیں نہ پوچھ
ہر ایک سدِ راہ ہٹاتے چلے گئے

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے اس قدر محنت، لگن اور خلوص سے یہ کام سرانجام دیا کہ اس مقام کو واقعتاً پاکستان کا دیوہ شریف بنا دیا۔ اب یہ مقام حافظ صاحب کے آستانہ کی وجہ سے چھپر شریف کے نام سے مشہور ہے۔

بدلا نہ اُن کے بعد بھی موضوعِ گفتگو
وہ جا چکے ہیں پھر بھی میری محفلوں میں ہیں

''وارث الاولیاء فی تذکرۃ الفقراء'' میں حضرت الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا تذکرہ ان خوبصورت اور یادگار الفاظ میں فرماتے ہیں:

''آپ حضرت قبلہ وکعبہ فقیر حیرت شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے (دستِ مبارک سے احرام پوش) فقیر ہیں۔ آستانہ حضرت فقیر خواجہ اکمل شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے منتظم ہیں۔ بڑے صاحبِ دل عاشق وارث پاک فقیر ہیں۔ سب سے بڑی قربانی یہ ہے کہ آپ نے اپنی منکوحہ اہلیہ جن کی رخصت ہوتی جاتی تھی احرام پوشی کے بعد ترک دنیا میں ثابت قدم رہ کر ان کو طلاق دے دی۔ تفرید و تجرید میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ متواضع، خلیق، سخاوت میں یکتا، مزاج میں شاہانہ انداز، بے نیازِ کائنات۔ کسی دکھ اور درد کا اظہار کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ ہر تکلیف بڑے تحمل سے برداشت کرتے ہیں۔ پابندئ وضع میں ثابت قدم ہیں۔ صبر کی چٹان اور رضا کا پہاڑ ہیں۔ آپ کی جدوجہد اور کوشش سے چھپر شریف کا آستانہ مکمل ہوا۔ آپ نے ہزاروں روپیہ لگا کر آستانہ

کی تعمیر کی ہے اور ابھی باقی ہے۔آپ کے حوصلے بہت بلند ہیں۔حالانکہ اس آستانہ کی شہرت کا سہرا حضرت خواجہ فقیر حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے سر ہے۔اور تقریباتِ عرس کا قیام حضرت عبداللہ شاہ صاحب وارثیؒ خادم آستانہ چھپر شریف کی کوششوں کا نتیجہ ہے لیکن بھائی عزت شاہ صاحب وارثی کی خدمات بے حد قابل ستائش اور لائق تحسین ہیں۔آپ ہر سال بہت شان سے عرس کرتے ہیں۔جس میں مہمانوں کے قیام وطعام کا معقول انتظام آپ ہی کا حصہ ہے۔تن تنہا اس قدر انتظام کرنا یہ صاحب آستانہ کی آپ پہ نظر کرم کا نتیجہ ہے۔فقیر کو ہر سال حضور حیرت شاہ وارثیؒ کی جانب سے چادر شریف پیش کرنے کا موقعہ حاصل ہوتا ہے۔چادر شریف کا جلوس قابل دید ہوتا ہے۔تمام فقراء کا اجتماع اور وارثیوں کا جذبۂ ایثار قابل داد ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ عزت شاہ صاحب وارثی کو دو جہان کی عزت نصیب کرے اور آپ کو صحت وسلامتی عطا فرمائے تا کہ یہ آستانہ ثانی دیوہ شریف ہو جائے۔''

ساقیا جاری رہے یوں ہی سبیلِ مے کشی
تا ابد یونہی رہے آباد میخانہ تیرا

## قطعہ تاریخ وصال حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ

### از قلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

### ''مجیبِ جہاں فقیر عزت شاہ وارثی''

۲۰۰۴ء

سرمایۂ اہل وفا عزت فقیر

پاکیزہ باطن خوش لقا روشن ضمیر
محبوبِ داور عاشقِ خیر الانامؐ
تھا کاروانِ عشق و مستی کا امیر
مسند نشینِ وارثی احرام پوش
عرفانِ حق سے دل تھا اس کا مستنیر
منگل کا دن ماہِ صفر کی تھی سات
زیرِ زمیں وہ چھپ گیا بدرِ منیر
غم کا اندھیرا چھا گیا چاروں طرف
ژولیدہ ضان سب ہو گئے برنا و پیر
مرقد رہے اُس کی ہمیشہ پر ضیاء
نازل ہو اُس پر رحمتِ ربِ قدیر
سالِ وصال اُس کا کہو فیض الامیںؔ
''برکت سراپا مرحبا عزت فقیر''

(2004ء)

## دیگر قطعہ تاریخ وصال حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ

از قلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

داغِ جدائی دے گیا وا حسرتا
عزت فقیر عالی قدر شیریں ادا

فیض الامینؔ نے پوچھا جب سالِ وصال
''احرام پوش عزت فقیر'' آئی ندا
(1425ھ)

## حاجی فقیر احمد شاہ وارثیؒ

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے وصال کے بعد ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف نے آستانہ پہ روحانی خدمات کی انجام دہی کیلئے حاجی فقیر احمد شاہ وارثیؒ صاحب کا انتخاب کیا۔

احمد شاہ وارثی صاحبؒ کھائی کوٹلی (تحصیل و ضلع جہلم) میں قطب شاہی اعوان قبیلہ میں محمد انور صاحب کے ہاں 1953ء میں پیدا ہوئے۔ نام خورشید احمد رکھا گیا۔ والد صاحب بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول بن شہید اور گورنمنٹ ہائی سکول سنگھوئی سے حاصل کی۔ تعمیراتی کاموں میں آپ کو شروع سے ہی دلچسپی تھی۔ اسی سلسلہ میں مسقط اور کویت میں کام بھی کرتے رہے اور اپنی فنی مہارت کو بھی آگے بڑھایا۔ وہاں سے اس سلسلہ میں ڈپلوما بھی حاصل کیا اور پھر پاکستان واپس آ کر کراچی میں اسی شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ آپ کی شادی آپ کی برادری میں ہی ہوئی لیکن وہ آپ کو راس نہ آ سکی جو بالآخر طلاق پہ منتج ہوئی۔ 1988ء میں آپ تمام تر دنیاوی امور کو خیر باد کہہ کر اپنے آبائی گاؤں واپس آ گئے اور جامع مسجد کی خدمت شروع کر دی۔

شاہ صاحب کی خوش قسمتی تھی کہ آپ کے اکثر اہل خانہ سلسلہ وارثیہ میں

بیعت تھے۔ دراصل آپ کے نانا جان غلام سرور وارثی اور نانی صاحبہ اور والدین لکھنؤ میں قیام کی وجہ سے دیوہ شریف حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اور قدیمی وارثی تھے۔ علاوہ ازیں شاہ صاحب کے پڑوس میں بابا اللہ دین مرحوم کی بیٹھک تھی جہاں حضرت حاجی حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا ڈیرا تھا حضرت کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے دیگر بہت سے فقراء کی بھی وہاں اکثر آمدورفت ہوتی رہتی تھی۔ یہ اس دور کی بات ہے جب مکانات تو کچے مگر رشتے پکے ہوتے تھے۔ گھروں کی چاردیواریاں اور گیٹ نہیں ہوتے تھے۔ چونکہ من اُجلے ہوتے تھے لہٰذا اڑوس پڑوس میں کوئی اجنبیت نہ ہوتی تھی۔ سب ایک ساتھ مل بیٹھ کے کھا پی لیتے تھے۔ سب کی خوشیاں اور غم سانجھے ہوتے تھے۔ مہمانوں کی مہمان نوازی اور آؤ بھگت میں سب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اور اگر کوئی بزرگ کسی ایک گھر میں تشریف لاتے تو سب اُن سے مستفیض ہوتے۔ چنانچہ تصوف اور وارثیت کی طرف شاہ صاحب کی لگن قدرتی، فطری اور ابتداء ہی سے تھی جو انہیں گویا ورثے میں ملی تھی۔ اسی بناء پہ گاؤں آتے ہی آپ نے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی خدمتِ اقدس میں چھپر شریف حاضری دی۔ حضرت نے حال احوال پوچھا اور آپ کو داخلِ سلسلہ فرما لیا۔ نیز مذہبی و روحانی علمی استعداد میں اضافہ کی طرف تاکید کے ساتھ شاہ صاحب کی توجہ مبذول کرائی۔

شاہ صاحب نے اپنے رہبر و رہنما حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی بات پلّے باندھ لی اور جہلم میں اُس دور کے نامور عالم دین حضرت علامہ عبداللطیف قادریؒ جہلمی (شاگردِ رشید حضرت مولانا احمد یار خاں بدایونی، حضرت مولانا سردار احمد خاں فیصل آبادی) کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے۔ اسی دوران جامع مسجد کھائی کوٹلی

کی تعمیرِ نو کی اور وہاں بلا معاوضہ امامت و خطابت شروع کر دی۔ اس عرصہ میں کہ ابھی احمد شاہ صاحب کی احرام پوشی نہیں ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود آپ اپنے شوق کے تحت زرد رنگ کی چادر اوڑھتے، بال لمبے اور کھلے رکھتے اور اکثر ننگے پاؤں رہتے۔

شاہ صاحب اس دوران بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اکثر احباب کو ساتھ لے کر چھپر شریف اپنے رہبر و رہنما کی خدمتِ اقدس میں حاضری دیتے اور احباب کو داخلِ سلسلہ کراتے۔ آپ کی بے پناہ عقیدت، درویشانہ روش، حسنِ طلب اور سلسلہ کے ساتھ لگن کو دیکھتے ہوئے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے یکم صفر 1992ء کے عرس کے موقع پہ شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ صاحبہ سے اجازت لے کے آجائیں تا کہ آپ کی احرام پوشی کر دی جائے۔ چنانچہ شاہ صاحب 15 صفر کو دوبارہ دربار شریف حاضر ہوئے اور حضرت نے آپ کو مکمل احرام سے نواز دیا۔ فقیری نام احمد شاہ وارثی عطا فرمایا۔ 1993ء میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے چھپر شریف میں جمعہ پڑھانے کی ذمہ داری آپ کو سونپ دی۔ جس کو آپ نے تا دمِ آخر نبھایا۔ 1994ء میں حضرت نے آپ کو حجِ بیت اللہ کیلئے روانہ فرمایا۔ 1997ء میں کھائی کوٹلی میں حضور اکمل شاہ وارثیؒ کی قیام گاہ مہر اللہ دین مرحوم کی بیٹھک جو کہ ان کی بیٹی مائی آمنہ صاحبہ نے سرکار حضور کے نام پہ وقف کر دی تھی، حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے حکم پہ شاہ صاحب نے وہاں ایک مدرسہ بنا دیا تا کہ وہاں پہ قرآنِ پاک کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو اور صدقۂ جاریہ کا باعث بنا رہے۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے وصالِ پر ملال تک شاہ صاحب کی خدمات آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کیلئے اتنی اہم، قابلِ قدر اور نمایاں تھیں کہ

آستانہ کے انتظامی امور کے ذمہ دار ٹرسٹ نے متفقہ طور پہ آستانہ پہ روحانی خدمات کیلئے شاہ صاحب کی تعیناتی کی منظوری دے دی۔ جسے شاہ صاحب نے بڑے احسن انداز میں آخری وقت تک نبھایا۔ آستانہ کے تمام امور پہ توجہ دیتے۔ تعمیراتی کاموں میں خصوصی دلچسپی کی وجہ سے اس طرف آپ کی توجہ زیادہ تھی۔ اپنے رہبر و رہنما حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے اس قدر خوبصورت مزارِ پر انوار کی تعمیر آپ کے تعمیراتی حسنِ ذوق اور عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

راقم کے ہمراہ 2005ء میں اجمیر شریف، 2007ء میں دیوہ شریف اور اس کے علاوہ متعدد مرتبہ حرمین شریفین کی زیارات کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ جن کے حالات و واقعات بڑے دلچسپ اور اہم ہیں۔ جو پھر کسی مقام پہ تفصیل سے پیش کیے جائیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

مورخہ 4 اپریل 2014ء کو عین نمازِ جمعہ کے وقت حضرت حاجی فقیر احمد شاہ وارثیؒ صاحب نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے وضو کر کے اپنے کمرے میں داخل ہو رہے تھے کہ اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی بناء پہ راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے۔ یہ فقیر پہ مالک کا خاص کرم اور رحمت ہے کہ نہ بسترِ مرگ پہ ایڑیاں رگڑنے دیں، نہ کسی کو خدمت کی زحمت دی، نہ کسی کیلئے تکلیف کا باعث بنے، نہ کسی نے لمحاتِ آخر کی کیفیت دیکھی اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون O

یہ جان تو آنی جانی ہے ، اِس جان کی کوئی بات نہیں
جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

آپ کی نمازِ جنازہ اگلے روز مورخہ 5 اپریل بروز ہفتہ سہ پہر تین بجے ادا کی

گئی۔ نمازِ جنازہ پاکستان کی عظیم درسگاہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے پرنسپل علامہ ڈاکٹر ابوالحسن شاہ چشتی الازہری (لختِ جگر مفسر قرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ) نے پڑھائی۔ ہزاروں معتقدین و متوسلین نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اسی شام بوقتِ عصر آپ کو آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

# قطعہ تاریخ رحلت (فارسی)

از قلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

## ''علو پایہ خورشید احمد وارثی''

2014ء

حضرت احمد وارثی شیریں ادا — عارفِ حق عاشقِ خیرالوریٰ ﷺ
صاحبِ خلق و وفا احرام پوش — سینہ اش از نورِ عرفاں پُر ضیا
سہ جمادی ثانوی آدینہ روز — شُد زِ دارِ بے بقا سوئے بقا
مرقدش را کن خدایا عنبریں — دِہ مکانش در جوارِ مصطفیٰ ﷺ
گفت سالِ رحلتش فیض الامیں — ''آہ احمد شاہ فرخندہ لقا''

1435ھ

# دیگر قطعہ تاریخِ وفات (اردو)

از قلم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

## ”مردِ عالی مناقب فقیر احمد شاہ وارثی“

2014ء

شاہ احمد وارثی مردِ شہیر — پیکرِ صدق و صفا روشن ضمیر
تھا وہ مردِ پاک باطن باوفا — سیرت اُس کی بہترین و دل پذیر
وارثی فیضان کا وہ پاسباں — تھا جہاں میں وہ اجالوں کا سفیر
مرحبا اجمیرِ اقدس کا سفر — وہ بھی تھا میرا رفیق اِک بے نظیر
روزِ جمعہ ، سہ جمادی ثانوی — ہوگیا وہ واصلِ ربِّ قدیر
پائے گا جنت میں وہ اعلیٰ مقام — حضرتِ وارث ہیں اُس کے دستگیر
سالِ رحلت یوں کہو فیض الامیںؔ! — ”نیک قسمت آہ احمد شاہ فقیر“

1436ھ

# فقیر صوفی نذیر شاہ وارثیؒ

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف پہ خدمات کے سلسلہ میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے بعد سب سے معتبر نام صوفی نذیر شاہ صاحب کا ہے۔ آپ 1937ء میں ضلع جہلم کے گاؤں گڈاری میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام نامی غلام سرور اور والدہ ماجدہ کا خانم جی تھا۔ راجپوت خاندان سے آپ کا تعلق تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول گڈاری سے حاصل کی۔ مڈل کا امتحان گورنمنٹ مڈل سکول لہڑی سے پاس کیا۔ اس کے بعد پاکستان آرمی میں آرٹلری میں بھرتی ہو گئے۔ ابھی آپ نے کچھ ہی عرصہ ملازمت کی تھی کہ اچانک بہت شدید بیمار ہو گئے۔ ایم ایچ راولپنڈی داخل رہے۔ کافی علاج معالجہ ہوا لیکن صحت بحال نہ ہو سکی۔ جس کی وجہ سے آرمی سے آپ کو برخواست کر دیا گیا۔ گھر واپس آ کر کچھ عرصہ کے بعد آپ کی صحت بحال ہو گئی۔ ان دنوں منگلا ڈیم کی تعمیر ہو رہی تھی۔ آپ نے وہاں ملازمت اختیار کر لی۔

صوفی صاحب کے اہل خانہ بتاتے ہیں کہ آپ کے علاقے میں ایک مست درویش رہا کرتے تھے۔ صوفی صاحب اکثر ان کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ صوفی صاحب نے ان سے کہا کہ میں آپ کا بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنا مرید بنا لیں۔ تو وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں۔ وہ چھپر شریف والی سمت اشارہ کر کے کہتے کہ تمہارا حصہ اُس طرف ہے۔

صوفی صاحب کی پہلی ملاقات حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ سے اُس

دور میں ہوئی جب صوفی صاحب منگلا پراجیکٹ میں ملازم تھے۔ایک روز آپ وہاں دریائے جہلم پہ بنے لکڑی کے پل کے قریب کام میں مصروف تھے تو دیکھا کہ ایک نوجوان احرام پوش فقیر دریا پر بنے لکڑی کے پل کو عبور کر رہے ہیں۔صوفی صاحب نے اپنے ساتھیوں کو طنزیہ انداز میں کہا کہ دیکھو ایک مست فقیر جا رہا ہے۔حضرت پل سے گذر کر آگے کھڑی شریف تشریف لے گئے۔جب واپس اسی راستے سے آئے تو صوفی صاحب پھر وہیں رستے میں کام کر رہے تھے۔اب جب صوفی صاحب کی نظریں حضرت سے چار ہوئیں تو بس پھر ایسے گھائل ہوئے کہ کچھ ہوش نہ رہا۔بالکل مست و بے خود ہو گئے۔اور حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا۔پتہ پوچھا اور اگلے ہی روز سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چھپر شریف جا پہنچے۔اور باقی زندگی حضرت کے قدموں میں گذار دی۔آپ کی والدہ تمام فیملی کے ہمراہ دربار شریف حاضر ہوئیں اور بہت آہ و زاری کی لیکن صوفی صاحب نے حضرت کا دامن چھوڑ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔

دیئے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے
مگر یہ حضرتِ بیدمؔ کہاں سمجھتے ہیں

آپ نے اپنی ذات کی مکمل طور پہ نفی کر دی اور ساری زندگی اپنے قول وفعل سے اپنا فنا فی الشیخ ہونا ثابت کر دیا۔آپ نے تقریباً چالیس برس اس آستانہ پہ زائرین کی بے لوث خدمت کی۔آپ میں تکبر و تفاخر نام کا بھی نہ تھا جبکہ عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔سب سے عزت، پیار، محبت اور خلوص سے پیش آتے۔ آپ کی ساری زندگی تجرد و تفرد میں گزری۔حضرت نے آپ سے بے شمار مجاہدات اور ریاضات بھی کرائیں۔جن پہ آپ ہمیشہ پورے اُترے۔دو سال چپ کا روزہ، دو

سال گمنامی سے سیاحت، سالہا سال روزہ داری جیسے مجاہدات سے تمام متوسلین آشنا ہیں۔ دورانِ سیاحت آپ کے جسم پہ صرف ایک لنگی اور ایک رومال ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سیاحت کے دوران ملتان میں کسی نے پہچان لیا۔لیکن آپ فوراً وہاں سے بھاگ گئے اور پھر تلاش بسیار کے باوجود کوئی آپ کو تلاش نہ کر سکا۔

مارچ 1978ء میں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے آپ کو نصف احرام سے نوازا۔ اور مارچ 1986ء میں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ کو مکمل احرام عطا فرمادیا۔ حضرت نے آپ کو قاری دیدار شاہ صاحب، بابا شفقت شاہ صاحب اور حاجی اقبال شاہ صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارتِ گنبدِ خضریٰ کیلئے بھیجا۔ 5 مارچ 2004ء کو چھپر شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت نے اپنے ہاتھوں آپ کو لحد میں اُتارا۔ تدفین تک آپ صوفی صاحب کی قبر کے سرہانے مسلسل بیٹھے رہے۔ تدفین کے بعد دعا فرمائی اور یہ کہتے ہوئے اپنی آرامگاہ میں تشریف لے گئے کہ اچھا ہوا صوفی صاحب میرے ہاتھوں اپنے آخری مقام پہ پہنچ گئے۔ ورنہ میرے بعد ان کا پتہ نہیں کیا حال ہوتا۔ نیز فرمایا کہ آج صوفی صاحب منزل مقصود پہ پہنچ کر فائز المرام ہوگئے۔

# حاجی اقبال شاہ وارثی

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے خدام میں سے ایک اہم نام احرام پوش حاجی محمد اقبال شاہ صاحب کا بھی ہے۔ آپ کلیان پور جالندھر میں فتح محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آئے۔ چک نمبر 243۔گ ب کلیان پور تحصیل

گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہیں چچا کے گھر شادی ہوئی۔ اس کے بعد جب آپ کو چک نمبر133۔6 آر ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں زمین الاٹ ہوئی تو آپ وہاں تشریف لے گئے۔ دو بچے ہوئے لیکن دونوں چیچک کی وبا میں چل بسے۔ جس کی وجہ سے آپ بہت پریشان ہوئے۔ دونوں میاں بیوی اکیلے رہ گئے۔ زمینداری میں بھی دل نہ لگتا تھا۔ بالآخر اسی پریشانی کی حالت میں آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف چلے گئے۔ حاجی صاحب پاکستان بننے سے پہلے حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے دستِ مبارک پہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ اب حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آستانہ کی خدمت کی خواہش ظاہر کی۔ جسے حضرت نے قبول فرمایا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے وہیں آستانہ پہ خدمت شروع کر دی۔ باغبانی کا شوق تو آپ کو تھا ہی لہذا آستانہ پہ ایک باغیچہ لگایا نیز مختلف قسم کے پھل دار درخت اُگائے۔ اور فارغ اوقات میں ان کی آبیاری اور دیکھ بھال کرتے۔ یوں آپ کا دل بھی بہلا رہتا اور آستانہ پہ بھی ایسی بہار آئی کہ زائرین کی آستانہ پہ آتے ہی طبیعت خوش ہو جاتی۔

اسی دوران حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے آپ کو قاری دیدار شاہ صاحب، شفقت شاہ صاحب اور صوفی نذیر صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کیلئے بھیجا۔ حاجی صاحب نے سالہا سال دربار شریف کی خدمت کی۔ حضرت نے آپ کو نصف احرام سے نواز کر محمد اقبال سے حاجی محمد اقبال شاہ بنا دیا۔ آخری عمر میں آپ کافی ضعیف ہو گئے تھے۔ گھر جانے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت نے اجازت عطا فرما دی۔ 4 رمضان المبارک 1421ھ بمطابق یکم دسمبر

2000ء بروز جمعہ بوقت سحر آپ کا وصال ہوا۔ حضرت کو اطلاع کی گئی تو آپ نے حاجی صاحب کی ملکیتی زرعی زمین میں ہی تدفین کی تلقین فرمائی۔ محمد سرور وارثی (133۔6 آر) نے غسل دیا اور حضرت کے ارشاد کے مطابق سفید اور زرد احرام میں تکفین کی۔ اُسی شام آپ کی نمازِ جنازہ ادا کر کے چوبی صندوق میں آپ کی تدفین کر دی گئی۔ اب وہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

## فقیر فضل شاہ وارثیؒ

حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے قدموں میں جن خوش نصیبوں کو جگہ ملی ان میں سے ایک جناب فضل شاہ وارثیؒ بھی ہیں۔ آپ کا اصل نام ولی محمد تھا۔ 1955ء میں رحمت اللہ کے ہاں چک نمبر 13۔ دیہہ جمڑو سانگھڑ ضلع نواب شاہ میں پیدا ہوئے۔ رحمت اللہ تقسیم ہند سے قبل جالندھر کے قصبہ سنگوال کے رہنے والے تھے۔ ولی محمد چھ بھائی تھے۔ نوجوانی میں بڑے کڑیل جوان اور زور آور تھے۔ دیکھنے والا یوں محسوس کرتا جیسے ہر وقت نشہ سے بھر پور ہیں۔ مار کٹائی اور ہاتھا پائی سے ذرا نہ گھبراتے۔ دلیر اتنے کہ اکیلے ہی دشمن کے مقابلے میں کافی ہوتے۔ طاقت اور زور کا عالم یہ تھا کہ اکیلے ہی اونٹ کو گرا کر ذبح کر کے کاٹ لیتے۔

آپ ایک مرتبہ اپنے بہنوئی حاجی اسماعیل کے بیٹے عصمت اللہ کی شادی میں شرکت کیلئے چک نمبر 229۔ ای بی (گگو، تحصیل بورے والا، ضلع وہاڑی) آئے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت نے قل شریف پڑھا تو ولی محمد پہ حال طاری ہو گیا۔ اسی وجدانی کیفیت میں انہوں نے کرتہ اور

جوتا اتار دیا۔ اور حضرت کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ حضرت نے اٹھایا اور دستِ شفقت پشت پہ رکھا۔ تسلی دلاسہ دیا۔ ولی محمد نے اپنے ہاں قدم رنجہ فرمانے کی دعوت دی جو حضرت نے قبول فرمالی۔ حضرت کچھ دنوں کے بعد ولی محمد کی دعوت پہ ان کی رہائش گاہ واقع پھل شہر (مضافات سانگھڑ) تشریف لے گئے۔ وہیں ولی محمد نے حضرت کے ہاتھ پہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت کی۔ کچھ عرصہ کے بعد مورخہ 13 دسمبر 1971ء کو حضرت دوبارہ ولی محمد کے ہاں گئے۔ تو اس وقت بابا شفقت شاہ وارثی، غلام شاہ وارثی، علی محمد وارثی، حاجی نور محمد وارثی اور مولوی خوشی محمد کی موجودگی میں ولی محمد کو احرام سے نوازا اور فضل شاہ فقیری نام مرحمت فرمایا۔

فضل شاہ صاحب حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے ایسے عاشقِ صادق تھے کہ اپنا سب کچھ حضرت پہ قربان کر دیا۔ سال میں دو مرتبہ آپ حضرت کے پاس حاضر ہوتے۔ چھ ماہ میں گھر میں جتنا سامان سوئی سلائی تک جمع ہوتا سب کچھ لا کر حضرت کی بارگاہ میں پیش کر دیتے۔

3 مارچ 1982ء کو آپ چھپر شریف سالانہ عرس مبارک میں شرکت کیلئے آ رہے تھے۔ گوجر خان سٹیشن پہ ٹرین سے اترے تو آپ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ پلیٹ فارم پہ موجود کسی صاحب سے پوچھا کہ چھپر شریف کس طرف ہے۔ اس نے رُخ بتایا تو آپ اس طرف رُخ کر کے سجدہ ریز ہو گئے اور ساتھ ہی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کو فوری طور پہ چھپر شریف پہنچایا گیا۔ حضرت نے تجہیز و تکفین کے بندوبست کا حکم دیا۔ اسی شام آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو حضرت حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کے قدموں میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

# حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ

حکیم قاضی زاہد حسین وارثی المعروف فقیر مقصود شاہ وارثیؒ بندہ راقم کتاب ہذا کے والدِ محترم ہیں۔آپ 14 مارچ 1922ء کو ملہو سنگھوئی (تحصیل وضلع جہلم) میں مغل برلاس خاندان کی ایک عظیم شخصیت حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروریؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ تین بھائی اور ایک بہن تھے۔بڑے بھائی مرزا محمد حسین قادری (نمبردار چک نمبر 229۔ای بی، گگو) اور چھوٹے بھائی حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ تھے۔آپ کے ننھیال (ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی) اور دھدیال (ملہو، سنگھوئی) کو خدائے بزرگ و برتر نے ولایت اور قضاۃ کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے ہی پائی تھی۔میٹرک کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ادیب عالم کے کورسز پاس کئے۔علاوہ ازیں اولڈ انڈین میڈیکل کالج برنالہ، پٹیالہ سے فاضل طب والجراہت کی ڈگری حاصل کی۔تقسیم ہند سے قبل کچھ عرصہ عسکری خدمات سرانجام دیں۔پھر شعبہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔متعدد فلاحی اداروں کے روحِ رواں رہے۔سیر اور شکار کا شوق رکھتے تھے۔جوانی میں فٹ بال کے بہترین کھلاڑی رہے۔آپ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم اور فعال کارکن تھے اور اس علاقے میں مسلم لیگ کو متعارف کرانے والوں میں سے ایک تھے۔آپ چونکہ ایک مستند حکیم حاذق بھی تھے لہٰذا آخری وقت تک اس شعبہ سے وابستہ رہے۔لیکن آپ نے کبھی اسے بطور پیشہ نہیں اپنایا بلکہ ہمیشہ اسے خدمتِ خلق ہی تصور کیا۔ علاقے میں آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایک عالمِ باعمل، صوفی باصفا، باذوق قاری،

صاحبِ طرز ادیب، شفیق معلم، سوشل ورکر اور ایک ماہر، مستند اور تجربہ کار طبیب کی حیثیت سے اب تک مثالی گردانی جاتی ہے۔ شاعری میں آپ مولانا رومؒ، حافظ شیرازیؒ، علامہ اقبالؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اردو، عربی، فارسی، انگریزی، پنجابی، سرائیکی، پوٹھوہاری، پوربی زبانوں پہ آپ کو دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تحریر اور تقریر عام فہم، دلکش اور پر تاثیر ہوتی۔ ہمیشہ دینی، روحانی، معاشرتی، اصلاحی بامقصد موضوعات پہ لکھتے اور بولتے۔ تعلیم الوارثیہ، حیاتِ اکملؒ، انتخاب مثنوی مولانا رومؒ، جواہر القرآن، طبی بیاض، روزنامچہ، چند قطعات، متعدد کتب پر حواشی اور خطوط کی صورت میں آپ کی تحریری یادگاریں آج بھی تر و تازہ اور ہمارے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

آپ حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے ذریعہ سلسلہ وارثیہ میں حضور سرکار عالم پناہؒ کے دامنِ رحمت سے وابستہ تھے۔ اور ایک سفید پوش فقیر تھے۔ 1964ء میں جناب فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ نے آپ کو احرام اور مقصود شاہ وارثی فقیری نام عطا فرمایا۔ لیکن بعد میں عالمِ رویاء میں سرکار حضور عالم پناہؒ کے حکم پر احرام کو وقتِ آخر کیلئے محفوظ کر دیا اور سفید پوشی میں فقیری کی۔ آپ کا وصال 29 جنوری 1983ء کو ہوا۔ اور ملہو سنگھوئی میں خانقاہ حضرت شاہ مشتاقؒ میں اپنی والدہ ماجدہؒ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

فقیر سید عنبر علی شاہ وارثیؒ اپنی کتاب ''وارث الاولیاء فی تذکرۃ الفقراء'' میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:۔

''آپ سرکارؒ کی محبت میں مخمور ہیں۔ آپ نے اس علاقہ میں سرکارؒ کے مسلک و مشرب کی

بہت تبلیغ کی ہے۔ آپ قاضی اکمل شاہ وارثیؒ کے بھتیجے ہیں۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ غریبوں کی خدمت کرتے ہیں۔ پابندِ شرع ہیں۔ فقیر کے ہاتھوں نصف تہبند حاصل ہے۔ متواضع، مہمان نواز، صاحبِ علم مقرر، صاحبِ شعور وفہم ہیں۔"

# قطعہ تاریخ وصال حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ

## از قلم جناب رئیس امروہوی

حکیمِ محترم صدق آفرین و با صفا زاہد
کہ اُو را ترجمانِ راز ہائے زندگی گفتم
ازیں دارِ فنا رفت بہ جنت جلوہ فرما شد
سراپا آگہی بود و سراپا آگہی گفتم
بزرگ و مہربان و مہر انگیز و وفا پرور
حکیمِ وقت بود اُو را حکیم واقعی گفتم
رئیسؔ آں مردِ حق بود و بحق پیوست از رحمت
پے سالِ اجل "زاہد حسین وارثی گفتم"

(1403ھ)

## قطعہ بر وصالِ پر ملال

# حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ

از قلم حکیم عبد العزیز خطیب رحمانی المعروف قدسی صاحب
ریسرچ سکالر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد
ساکن بستی لاڑجی، احمد پور لمہ، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان

پیکرِ صدق و صفا ہیں زاہد — پرتوِ مہر و وفا ہیں زاہد
محورِ صبر و رضا ہیں زاہد — مصدرِ رشد و ہدا ہیں زاہد
میرے مربی میرے مقتدا ہیں زاہد — میرے محبوب میرے شیدا ہیں زاہد
میرے مشفق میرے دلربا ہیں زاہد — سب سے بھلے بر ملا ہیں زاہد
مخلصِ بے ریا ہیں زاہد — دلبندِ یوسفؒ و عطاؒ ہیں زاہد
معنیٔ استغنا ہیں زاہد — واللہ قلندرِ کبریا ہیں زاہد
محوِ زہد و اتقا ہیں زاہد — رہروِ باخدا ہیں زاہد
خداپرست و خدانما ہیں زاہد — میرے رہبر و رہنما ہیں زاہد

# سالانہ عرس مبارک کی تقریبات

آستانہ عالیہ پر ویسے تو آئے روز ختم شریف اور محافل و مجالس کا اہتمام ہوتا رہتا ہے۔ جن میں جمعرات، میلاد شریف اور گیارہویں شریف کے پروگرام نیز یکم صفر سرکار وارث پاک کا عرس اور 9،8،7 ستمبر کو حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی کی یاد میں تقریبات شامل ہیں۔ لیکن سالانہ عرس مبارک کی تقریبات جو حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے یوم وصال کی نسبت سے ہر سال 9،8،7 مارچ کو منعقد ہوتی ہیں خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ جس میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے بے شمار زائرین عشقِ حقیقی کی خوشبو اور معرفت کے نور سے اپنے سینوں کو معطر اور منور کرتے ہیں۔

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے
بس اک نگاہِ مرشد میخانہ چاہیے
بیدمؔ نماز عشق یہی ہے خدا گواہ
ہر دم تصورِ رُخِ جانانہ چاہیے

یہ عرس 1948ء میں سرکار وارثِ عالم نوازؒ کے احرام پوش فقیر حافظ اکمل شاہ وارثی صاحبؒ کے وصال سے اب تک بحمد اللہ تعالیٰ بطریق احسن جاری و ساری ہے۔ اور بفضلِ خدا دن دُگنی رات چوگنی ترقی پا رہا ہے۔ اس عرس کا آغاز حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ وارثیؒ نے فرمایا اور اسے عروج تک حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے پہنچایا۔ آپ کی زیر سرپرستی سب سے اہم اجتماع ہر سال باقاعدگی سے سات، آٹھ، نو مارچ کو چھپر شریف میں منعقد ہوتا تھا۔ اس عرس مبارک کی تقریبات

کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

# ترتیب تقریباتِ عرس مبارک 7 مارچ

عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز 7 مارچ سہ پہر تقریباً چار بجے ہوتا۔اس وقت خاصہ پیش کیا جاتا اور ختم شریف پڑھا جاتا۔ختم شریف پہلے ادوار میں حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ اور آخری دور میں اکثر و بیشتر قاری دیدار شاہ وارثیؒ پڑھا کرتے تھے۔ ختم شریف کے بعد شجرہ شریف اور دعا حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بذاتِ خود پیش فرماتے۔اور سلام قبلہ عنبر شاہ وارثیؒ پیش فرماتے۔ختم شریف کے بعد عشاء کی نماز تک لنگر تقسیم کیا جاتا۔

بعد از نمازِ عشاء عرس مبارک کی سب سے اہم نشست محفلِ میلاد شریف کا آغاز ہوتا۔میلاد پاک کی اس محفل کا آغاز قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تلاوت سے ہوتا۔ ایک عرصہ دراز تک زینت القراء استاذ القراء فخر القراء فقیر قاری دیدار شاہ وارثیؒ کو یہ سعادت حاصل رہی کہ وہ اپنی انتہائی خوبصورت آواز، دلکش انداز اور پُر سوز لہجے میں تلاوتِ کلامِ الٰہی سے اس محفل کا آغاز فرماتے۔ قاری صاحب کی آواز میں جلال و جمال کا بڑا ہی حسین امتزاج تھا۔اللہ کریم نے انہیں تجوید و قرأت میں ایک منفرد مقام عطا فرمایا تھا۔ان کی انتہائی خوبصورت دلکش اور پُر سوز لہجہ میں تلاوت محفل پہ عجب وجدانی کیفیت طاری کر دیتی۔فنِ تجوید و قرأت کے بڑے بڑے ماہر اور استاذ القراء بھی ان کے ہاتھ چومتے۔اُن کے بعد دیگر مہمان قراء حضرات اپنے اپنے انداز میں تلاوتِ قرآنِ پاک سے دلوں کو گرماتے۔ڈاکٹر قاری محمد یونس تو ہر محفل کی جان

تھے۔لیکن ان کے علاوہ بھی عالمی شہرت کے حامل بے شمار قراء حضرات نے ان محافل میں شرکت فرمائی۔قاری غلام رسول، قاری نجم المصطفیٰ ابن قاری خوشی محمد الازہری، صاحبزادہ قاری محمد منیر ابن ڈاکٹر قاری محمد یونس، قاری ناصر، قاری محمد جنید باہو اور قاری عبید الرحمٰن نے متعدد مرتبہ ان محافل میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

حسنِ قرأت کے بعد نعتِ سرورِ کونین ﷺ کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے نعت خواں حضرات بارگاہِ نبوی ﷺ میں عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے۔علاقائی نعت خوانوں کے علاوہ سفیر اسلام صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت خواں الحاج خورشید احمد، ڈاکٹر قاری محمد یونس، سید ذوالفقار حسین شاہ، حافظ عطا محمد، سید الطاف حسین شاہ کاظمی، اویس رضا قادری، صوفی شفقت شاہ وارثیؒ، بابا فتح محمد، بابا حشمت نقشبندی، بابا عطا محمد، صاحبزادہ قاری محمد منیر، قاری ناصر، پروفیسر زاہد حسین ساہی، مہر محمد اکرم قادری جہلمی، خالد محمود قادری جہلمی، عامر افضل چشتی جہلمی، امتیاز احمد بھٹی، اختر بزمی اور نذیر سیالوی بارگاہِ نبویؐ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے۔

اس محفل کا ایک اہم جزو معروف عالمِ دین مقررِ شعلہ بیاں مفتیٔ پاکستان مفتی احمد عزیز اللہ صاحب نقشبندی مجددی (دینہ والے) کا خطاب ہوا کرتا۔ایک یا دو نعت خواں حضرات کے بعد مفتی صاحب خطاب فرماتے۔جو توحید و رسالت اور امامت و ولایت کے موضوعات پر قرآن و حدیث اور تصوف و طریقت کے اسرار و رموز پر مشتمل جامع، پر مغز، لطیف اور انتہائی جاندار بیان ہوتا۔جس سے بے شمار اُلجھی ڈوریں سلجھتیں اور بے شمار گرہیں کھلتیں۔مفتی صاحب کا انداز ایسا پُر لطف، مدلل اور

فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتا کہ محفل لوٹ لیتے۔ موصوف کے وصال کے بعد ایک بہت بڑا خلا ان محافل میں محسوس کیا جاتا ہے۔ اللہ کرے کوئی ایسا واعظ خوش بیاں میسر آئے کہ جو عقدہ کشا اور حکمت و دانش کے موتی بکھیرنے والا ہو۔ محفل میلادِ پاک کا اختتام نمازِ فجر سے پہلے صلوٰۃ وسلام کے نذرانہ سے ہوتا۔ تمام اہل محفل با اُدب کھڑے ہوکر ہدیۂ سلام پیش کرتے۔ آخر میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ دعا فرماتے۔ پھر تبرک تقسیم کیا جاتا اور اس کے ساتھ ہی محفل برخاست ہو جاتی۔

## ترتیب تقریباتِ عرس مبارک 8 مارچ

8 مارچ بعد از نمازِ فجر حاجی عبدالستار وارثی کے ہمراہ اوکاڑہ اور فیصل آباد سے آئے ہوئے احباب آستانۂ عالیہ کی مسجد میں قرآن خوانی کا اہتمام کرتے۔ تقریباً 9 بجے اوکاڑہ والوں کے احاطہ میں مختصر سی محفل سماع ہوتی اور پھر ان کی طرف سے قوالی کے ساتھ چادر کا جلوس حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے مزارِ انور پہ حاضر ہوتا اور چادر پیش کی جاتی۔

علاوہ ازیں نمازِ فجر کے بعد سے شام تک دور ونزدیک سے آنے والے زائرین دربار شریف میں بصد عقیدت ومحبت ساز وآواز کے ساتھ چادریں اور ڈالیاں پیش کرتے۔ اس سلسلہ میں آنے والے چادر کے جلوس انتہائی پُر وقار، بارونق اور قابل دید ہوتے۔ جلوس کی آستانہ عالیہ آمد سے قبل مریدین ومتوسلین اپنے گھروں میں ڈیروں پر محافل کا اہتمام کرتے۔ جس میں قوال حضرات عارفانہ کلام پیش کرتے۔ اس سلسلہ میں چنگا بنگیال گاؤں میں مختلف گھروں میں منعقد ہونے والی

محافل ، جبر اور ببول والوں کی محافل ، ملتان اوراوکاڑہ والوں کے ڈیروں پر منعقد ہونے والی محافل خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

سہ پہر 4:13 بجے قل شریف اور خاصہ پیش کیا جاتا۔ بعدہٗ شجرہ شریف اور سلام پڑھا جاتا اور حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ دعا فرماتے۔ لنگر شریف کا سلسلہ جو آستانہ عالیہ پر سارا سال ہر وقت جاری و ساری رہتا عرس کے دنوں میں ہزاروں زائرین کی آمد اور شدید رش کے باوجود بڑی خوش اسلوبی سے رواں دواں رہتا۔ عصر سے عشاء تک زائرین لنگر تناول فرماتے۔

بعد از نمازِ عشاء محفلِ سماع کا آغاز ہوتا۔ اس محفل میں بھی ملک کے نامور قوال حضرات شریک ہوتے۔ محفل کا آغاز حضرت امیر خسروؒ کے منظوم قولِ نبیؐ سے ہوتا۔ یہ قول ہمیشہ چھپر شریف کے درباری قوال محمد رفیق برکت علی قوال و ہمنوا پیش کرتے۔ ان کی وفات کے بعد یہ ذمہ داری ان کے جانشین امیر علی قوال و ہمنوا کے سپرد ہوئی۔ بعد ازاں ملک کے گوشے گوشے سے آئی ہوئی قوال پارٹیاں اردو، فارسی، عربی، پنجابی، سرائیکی اور پوربی زبانوں میں حمد و نعت اور مناقب و غزلیات پر مشتمل عاشقانہ و عارفانہ کلام پیش کرتیں۔ یہ محفل رات بھر جاری رہتی۔ اس محفل میں ملک کے شہرہ آفاق قوال نصرت فتح علی خاں مجاہد مبارک علی خاں قوال، شیر علی مہر علی، بخشی سلامت، حافظ عطا محمد، مبارک علی نیاز علی، رفیق حسین برکت علی مرکیاں والے، امیر حسین، اعجاز صدیق، منظور حسین سنتو، آصف منظور، چاند نصرت علی خاں، اختر عطا محمد، عبدالشکور وارثی کراچی والے، ذکی تاجی، بشیر احمد قادری، فرید احمد صابری، اشفاق حسین جزا حسین، سلامت تنویر نوشاہی، افضل نوشاہی سسی والے، ضمیر حسین نوشاہی،

قاری وحید چشتی کے بیٹے اور عزیز میاں قوال کے بیٹے وغیرہ بارہا شریک ہوئے۔

اب بھی ہر سال درجنوں قراء حضرات، نعت خوانان اور قوال پارٹیاں ان محافل میں شریک ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرتی اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

آخری قوالی شروع ہوتے ہی دستر خوان بچھا دیا جاتا۔اس پہ تبرکات، گاگریں، گلدستے اور اگربتیاں سلگا کے رکھ دی جاتیں۔چار بج کر تیرہ منٹ پر (سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کے وصال کے وقت) قُل شریف پیش کیا جاتا۔قاری دیدار شاہ وارثیؒ قل شریف پیش کرتے۔ان کے بعد صوفی شفقت شاہ وارثیؒ، قبلہ محبت شاہ وارثیؒ کا لکھا سلامِ شوق پیش کرتے۔محفل کے اختتام پہ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ دعا فرماتے اور تبرک تقسیم کیا جاتا۔جس کے بعد زائرین آرام کیلئے اپنے اپنے حجروں میں چلے جاتے۔

## ترتیب تقریباتِ عرس مبارک 9 مارچ

9 مارچ کی صبح فقراء کی طرف سے چادر اور غلاف پیش کئے جاتے۔اس عرس کی ابتداء حضرت قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ نے فرمائی تھی۔اس کی تمام تقریبات کی ترتیب بھی انہی کے ہاتھوں طے پائی۔حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے خادمِ خاص عبداللہ شاہ وارثیؒ کے وصال کے بعد قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ نے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی احرام پوشی فرمائی اور انہیں اس آستانہ کی خدمت پہ مامور فرمایا تو اس کے بعد بھی یہ ترتیب اسی طرح جاری وساری رہی۔

9 مارچ صبح 9 بجے چھپر شریف گاؤں سے راجہ عبدالقیوم صاحب کے ڈیرہ سے

غلاف اور چادر شریف کا جلوس دربار شریف کے لئے نکلتا۔ اس کے متعلق قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ نے فرمایا تھا کہ'' قیامت تک یہاں سے چادر اٹھتی رہے گی۔'' راجہ عبدالقیوم صاحب کے ڈیرہ سے چل کر یہ جلوس سائیں محمد زمان وارثی کے گھر سلامی کے لئے ٹھہرتا۔ کیونکہ اسی ڈیرے پہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا قیام تھا اور یہیں آپ کا وصال ہوا۔ آج بھی حافظ صاحب کے حجرہ میں آپ کا بستر بدستور لگا ہوا ہے۔ ابتداء میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بذاتِ خود گاؤں تشریف لاتے۔ محفل میں شریک ہوتے اور جلوس کے ساتھ دربار شریف پہنچتے۔ لیکن آخری دور میں جب آپ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز رہنے لگی تو آپ اپنے کمرہ سے نکل کر باب السلام کے رستہ باہر تشریف لاتے اور جلوس کا استقبال فرماتے۔ پھر مین گیٹ'' باب الوارث'' سے دربار شریف واپس آجاتے۔ اور جملہ فقراء کے ہمراہ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کے مزارِ اقدس پہ چادر پوشی کی جاتی۔ چادر پوشی کے بعد حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ سلامِ شوق پیش فرماتے اور الوداعی دعائے خیر و برکت فرماتے۔ دعا کے فوراً بعد درباری قوال اپنے مخصوص انداز میں رنگ پیش کرتے۔ دعا کے بعد جن لوگوں نے بیعت ہونا ہوتا وہ وہیں دربار شریف کے اندر داخل سلسلہ وارثیہ ہوتے۔ اس کے ساتھ ہی تمام زائرین کو تبرک دیا جاتا اور واپسی کی عام اجازت ہو جاتی۔

9 مارچ سہ پہر تقریباً 3 بجے دربار شریف کے غسل کی تقریب ہوتی۔ غسل میں صرف خاص الخاص افراد شامل ہوتے۔ مختلف ادوار میں مختلف احباب اس تقریب میں شریک ہوتے رہے۔ فقراء میں سے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے ساتھ قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ، فقیر سید عنبر علی شاہ وارثیؒ، انوار شاہ صاحبؒ، رفیق شاہ صاحبؒ،

قاری دیدار شاہ وارثیؒ، صوفی شفقت شاہ وارثیؒ، قاضی محمود الحسن المعروف بشارت شاہ وارثی، صوفی نذیر شاہ وارثیؒ، حاجی فقیر احمد شاہ وارثیؒ بھی شریک ہوتے رہے۔

سفید پوش حضرات میں سے ابتداً حکیم قاضی زاہد حسین وارثی، میاں نعیم الدین المعروف احمد شاہ وارثی پنجتنی (راولپنڈی والے)، بابو نواب خاں صاحب وارثی، بابو قدرت اللہ وارثی، سید افضل حسین وارثی اور ملک محمد اشرف خاں صاحب وارثی وغیرہ غسل میں شامل ہوتے۔ بعد کے ادوار میں جمیل اصغر ملک (منتظمِ اعلیٰ ٹرسٹ آستانۂ عالیہ وارثیہ چھپر شریف)، ڈاکٹر مسعود ملک وارثی، امین بھٹی وارثی، ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی، حاجی محمد افضل وارثی، ڈاکٹر احسان وارثی، ریاض احمد بھٹی وارثی اور راقم بھی شامل ہوتے رہے۔ عرقِ گلاب سے تربت مبارک کو غسل دیا جاتا۔ نئی چادریں پیش کی جاتیں اور تازہ گلاب، موتیا، گیندے اور صد برگ کے پھولوں کی چادریں چڑہائی جاتیں۔ آخر میں صوفی شفقت شاہ وارثی، قبلہ محبت شاہ وارثیؒ کا تحریر کردہ سلام پیش کرتے اور حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ دعا فرماتے۔ اور اس کے ساتھ ہی عرس مبارک کی تقریبات اختتام پذیر ہو جاتیں۔

دعا کے بعد حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اپنے دستِ مبارک سے تبرک تقسیم فرماتے اور پھر آپ دربار شریف کے سامنے صحن میں چبوترہ پہ جلوہ افروز ہوتے۔ خاص خاص احباب و متوسلین بھی حاضر خدمت ہوتے۔ یہ نشست نہ صرف عرس مبارک کی تمام تر تقریبات کا حاصل اور خلاصہ ہوتی بلکہ سارا سال اس نشست کا بے چینی و بے قراری سے انتظار کیا جاتا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ دیوہ شریف میں حضرت میاں اوگھٹ شاہ صاحبؒ کا طریقۂ کار تھا کہ آپ عرس مبارک کے اختتام

روضۂ اقدس کے سامنے چبوترے پہ تشریف فرما ہوتے اور وارثی طریقت وتصوف پہ گفتگو فرماتے۔ چنانچہ بعینہٖ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بھی تصوف پہ قرآن و حدیث، سلف صالحین اور بالخصوص سرکار وارث پاک قدس سرہ العزیز اور جید وارثی فقراء کی تعلیمات پہ مبنی بڑی خوبصورت گفتگو فرماتے اور شریعت وطریقت اور معرفت و حقیقت کے خزینے لٹاتے۔ یہ گفتگو انتہائی خاص الخاص اور عطر العطور ہوتی۔ جو تقریباً گھنٹہ بھر جاری رہتی۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کی وہیں چائے اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی جاتی اور پھر سب کو رخصتی کی اجازت ہوتی۔ وقتِ رخصت تمام احرام پوش حضرات کو احرام اور نقد ہدیہ پیش کر کے اور سفید پوش زائرین کو تبرک دے کے رخصت کیا جاتا۔

## دیگر احوال

چھپر شریف میں منعقد ہونے والی عرس مبارک کی تمام تقریبات اور محافل و مجالس کی ہمیشہ سے یہ خصوصیت رہی کہ ان محافل کا ماحول انتہائی منظم، سنجیدہ، پُرسکون اور پُرکشش، کلام انتہائی صاف ستھرا، پُرسوز، پُراثر اور اعلیٰ پائے کا، اندازِ پیشکش انتہائی سلجھا ہوا اور باوقار ہوتا۔ زائرین کے دل عقیدت ومحبت کے جذبات سے لبریز اور نظریں ادب واحترام اور حیا کے نور سے معمور ہوتیں۔

عرس مبارک کی ان تقریبات میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے ہزاروں کی تعداد میں زائرین شرکت کرتے۔ لیکن حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا خصوصی حکم تھا کہ سب سے ایک جیسا سلوک روا رکھا جائے۔ کسی امیر کو کسی غریب پہ

قطعاً کوئی ترجیح نہ دی جائے۔ سب کو ایک جیسا لنگر اور ایک جیسی رہائش مہیا کی جائے۔ یہ ایک فقیر کا آستانہ ہے یہاں آنے والے سب ایک جیسے ہیں۔ اخوت، مساوات اور وضع داری کا تقاضا یہ ہے کہ فقیر سب کو یکساں سہولت مہیا کرے۔

محفل خانہ میں زائرین کے بیٹھنے کی ترتیب بھی آپ کے ہاں بڑی اہم اور دیوہ شریف کی محافل کے عین مطابق ہوتی تھی۔ محفل میں دربار شریف کے دروازے کے بائیں جانب فقراء کی صف ہوتی۔ اس صف میں کسی دنیادار یا سفید پوش کو بیٹھنے کی قطعاً اجازت نہ ہوتی۔ ان کے پیچھے دنیا دار بیٹھ سکتے تھے۔ دروازے کے دائیں جانب پہلی صف میں چیدہ چیدہ مہمانانِ گرامی اور دیگر سلاسل کے پیرانِ عظام کو جگہ دی جاتی۔ باقی زائرین ان سے پیچھے بیٹھتے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے دور میں قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ کی طرح محفل کے آداب بڑے سخت تھے۔ تمام زائرین کو تاکید کی جاتی تھی کہ محفل میں باوضو، سر ڈھک کے، باادب، خاموش بیٹھیں۔ کسی کو بلا وجہ کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی۔ محفل کے نظم وضبط کی ذمہ داری صرف دو تین صاحبان کے سپرد ہوتی۔ ان میں ابتداء میں راجہ ضیاء اور واجد وارثی اور بعد کے ادوار میں ریاض احمد بھٹی اور کپتان محمد اشرف وارثی شامل رہے۔ ان کے علاوہ کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ وہ محفل میں کھڑا ہو یا کوئی حرکت کرے۔

محفل میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے ساتھ مختلف ادوار میں جو دراویش و احرام پوش فقراء تشریف فرما ہوتے رہے ان میں قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ (کراچی)، سید عنبر علی شاہ وارثیؒ (کراچی)، رفیق شاہ وارثیؒ (کراچی)، سرور شاہ وارثیؒ (لاہور)، انوار شاہ وارثیؒ (لاہور)، ابر شاہ وارثیؒ (ملتان)، قاری دیدار شاہ

وارثیؒ (فیصل آباد)، صوفی شفقت شاہ وارثی (فیصل آباد)، صوفی نذیر شاہ وارثی (لیہ، گڈاری)، بشارت شاہ وارثی (ڈھوک قاضیاں، تخت پڑی)، منور شاہ وارثی (لاہور)، فضل شاہ وارثی (سانگھڑ، سندھ)، جلال شاہ وارثی (کراچی)، عالمگیر شاہ وارثی (حیدرآباد)، ریاض شاہ وارثی (کراچی)، امیر شاہ وارثی (کراچی)، یٰسین شاہ وارثی (حیدرآباد)، سبحان شاہ وارثی (ٹنڈو آدم)، محراب شاہ وارثی (لاہور)، صادق شاہ وارثی (میرپور خاص)، اسرار شاہ وارثی (فیصل آباد)، حاجی اقبال شاہ وارثی (بہاولنگر)، حاجی احمد شاہ وارثی (کھائی کوٹلی، جہلم)، اعظم شاہ وارثی (گوجرانوالہ)، جمال شاہ وارثی (جڑانوالہ)، تاجدار شاہ وارثی (لودھراں)، تابعدار شاہ وارثی (بہاولپور)، اشرف شاہ وارثی (ملتان)، نور شاہ وارثی (ملتان)، نظام شاہ وارثی (وہاڑی)، غلام شاہ وارثی (میلسی)، بابا سردار شاہ وارثی (ہڑپہ)، افضل شاہ وارثی (اوکاڑہ)، اکبر شاہ وارثی (اوکاڑہ) اور نور شاہ وارثی (گوجرہ) کے اسمائے گرامی بھلائے نہیں جاسکتے۔ جناب ایاز وارث المعروف کلو شاہ وارثی (قبلہ بیدم شاہ وارثی کے صاحبزادے) اور ارشاد میاں وارثی (قبلہ حیرت شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے) بھی باقاعدگی سے آخری وقت تک عرس مبارک میں شامل ہوتے رہے۔ ایک ایک مرتبہ دیوہ شریف سے پنڈت الف شاہ وارثی، حشمت شاہ وارثی اور کراچی سے تفضل شاہ وارثی بھی اس عرس کی تقریبات میں شریک ہوئے۔

سفید پوش احباب میں جناب مرزا محمد حسین نمبردار چک نمبر 229۔ای بی (گگو، بورے والا)، حکیم قاضی زاہد حسین وارثی (سنگھوئی)، قاضی محمد سلیمان اختر وارثی، قاضی ضیاء الحق وارثی (تخت پڑی)، قاضی فیض احمد (مدوکالس)، قاضی عبد

الرشید (تکی پور)، منشی محمد حیات، قیصر وارثی (ساگری)، نذیر وارثی، سرور وارثی، محمود وارثی (چھنی)، حکیم خوشی محمد اویسی، اختر وارثی (ہڑپہ)، بابا محمد رمضان وارثی (چک 229۔ای۔گگو)، منیر شہباز وارثی، راؤ وزیر علی وارثی اور ان کے بیٹے (بورے والا)، قبلہ ابر شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے محمد اشرف وارثی، محمد اجمل وارثی، محمد افضل وارثی، حاجی محمد اکرام المعروف انعام وارثی، حاجی محمد انور وارثی اور امین بھٹی وارثی، ڈاکٹر احسان وارثی المعروف سلامت شاہ وارثی، بابا فضل حسین وارثی، شاہ دین وارثی، محمد حسین وارثی، گلزار وارثی (ملتان شریف) بابا فیروز دین وارثی (اوکاڑہ)، حاجی عبد الستار وارثی، مائی صندل وارثیہ (فیصل آباد)، محمد حسین وارثی جالندھری (سکھیرہ)، مائی عائشہ اور ان کے صاحبزادے محمد حسین وارثی (گلانوالہ گجرات) قاری مشتاق وارثی (گگو منڈی)، مائی آمنہ (کھائی کوٹلی)، مائی کاکی (چک ۱۹۵۔ای بی، گگو)، مائی معراج بی بی (خان پور)، حاجی صادق وارثی اور ان کے بیٹے حاجی عاشق وارثی اور حاجی صابر وارثی (سوتر مل واہگہ روڈ لاہور)، بابو نواب حسین خاں وارثی، بابو قدرت اللہ خاں وارثی، سید افضل حسین وارثی، صوفی عبد الصمد خاں وارثی، ماسٹر فضل کریم وارثی، حاجی اللہ بخش وارثی، حاجی محمد اقبال وارثی، حاجی محمد شریف وارثی، سید محمود شاہ وارثی، ملک محمد اشرف خاں وارثی، میاں نعیم الدین المعروف احمد شاہ وارثی (راولپنڈی)، حاجی محمد یعقوب خاں وارثی (شمالی علاقہ جات) اور دریائی شاہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔

1981ء میں حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی خصوصی دعوت پہ اور میاں نعیم الدین المعروف احمد شاہ وارثی (راولپنڈی والے) کی خصوصی کوششوں

جناب رضی احمد آنریری مینجر حاجی وارث علی شاہؒ مسولیم ٹرسٹ ( دیوہ شریف ) بھی قبلہ حشمت شاہ وارثیؒ کے ہمراہ عرس کی محافل میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔

بیرونِ ملک سے ناصر وارثی، طارق وارثی، یوسف وارثی، نصیر وارثی، نذیر وارثی، قیصر وارثی، الطاف وارثی، اشفاق وارثی، یونس وارثی، جبران وارثی، حافظ اقبال وارثی، وقار وارثی، شاہد وارثی اور امتیاز وارثی وغیرہ خصوصی طور پر عرس مبارک میں شرکت کیلئے آتے۔

عرس مبارک کی تقریبات میں ویسے تو سبھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے لیکن راجہ محمد اکرم، سائیں محمد زمان، راجہ عبد القیوم، مرزا امام دین، مرزا عبد الغنی، راجہ ضیاء وارثی، منشی فضل کریم، واجد وارثی، وقار وارثی، خالد وارثی، حاجی نور محمد وارثی، مولوی خوشی محمد، نعیم خان وارثی، وہاب دین وارثی، حاجی علی احمد وارثی، مستری محمد صدیق، حاجی محمد نذیر، حاجی محمد رشید وارثی، راؤ وزیر علی وارثی، ناصر وارثی، بابا عباس چیمہ، شیخ ہارون، محمد سرور وارثی، چوہدری محمد صدیق وارثی، حاجی عبد الرحمان وارثی، عبد المجید وارثی، انوار وارثی، احسان وارثی، غلام مصطفیٰ وارثی، عباس وارثی، راجہ محمد سرور، کپتان محمد حسین وارثی اور حاجی محمد رفیق وارثی کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

عرس مبارک کے موقع پہ ڈاکٹر مسعود ملک وارثی صاحب ڈسپنسری کا خصوصی انتظام کرتے۔ ان کے ساتھ خالد چیمہ اور دیگر ساتھی ہمہ وقت اپنی ڈیوٹی پہ حاضر رہتے۔ اور زائرین کی بھرپور خدمت کرتے۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے وصال کے بعد اسی ترتیب اور اہتمام کے ساتھ حضرت کے یومِ وصال پر بھی عرس مبارک کی تقریبات ہر سال

7،8،9 ستمبر کو انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔

اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم سب مل جل کر باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ، سلسلۂ وارثیہ کی ترویج و اشاعت اور آستانۂ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی ترقی و بھلائی کیلئے بھرپور کوشش کریں۔

اللہ کرے یہ آستانہ سدا سلامت اور قائم و دائم رہے۔ ایسی تقریبات کا سلسلہ یونہی جاری و ساری رہے۔ ان تقریبات کے منتظمین شاد و آباد رہیں اور احسن انداز سے خلوص و محبت کے ساتھ سلسلہ اور آستانہ کی خدمت کرتے رہیں۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ

# عکس مکتوب گرامی میاں اوگھٹ شاہ وارثیؒ

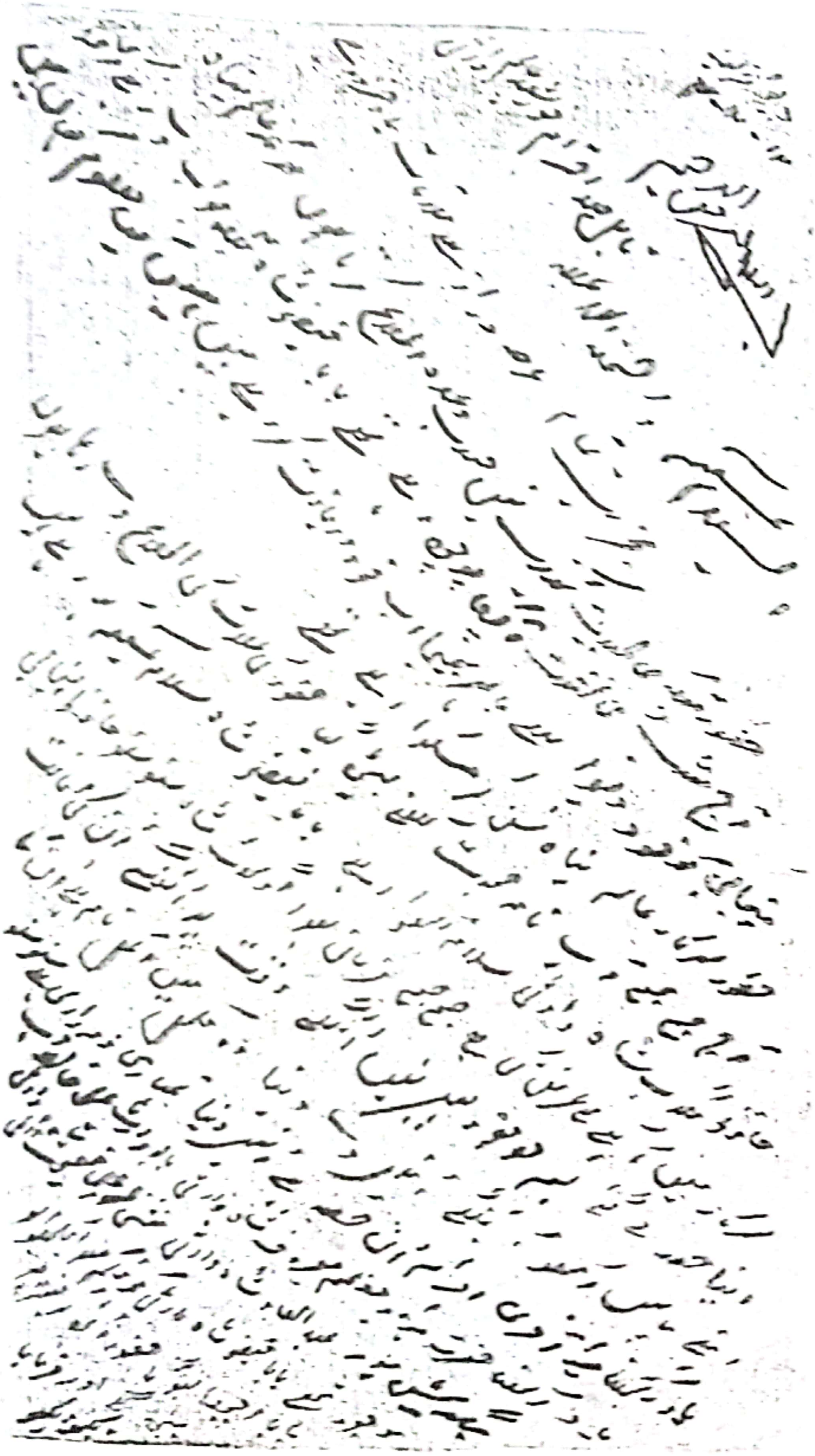

13/13

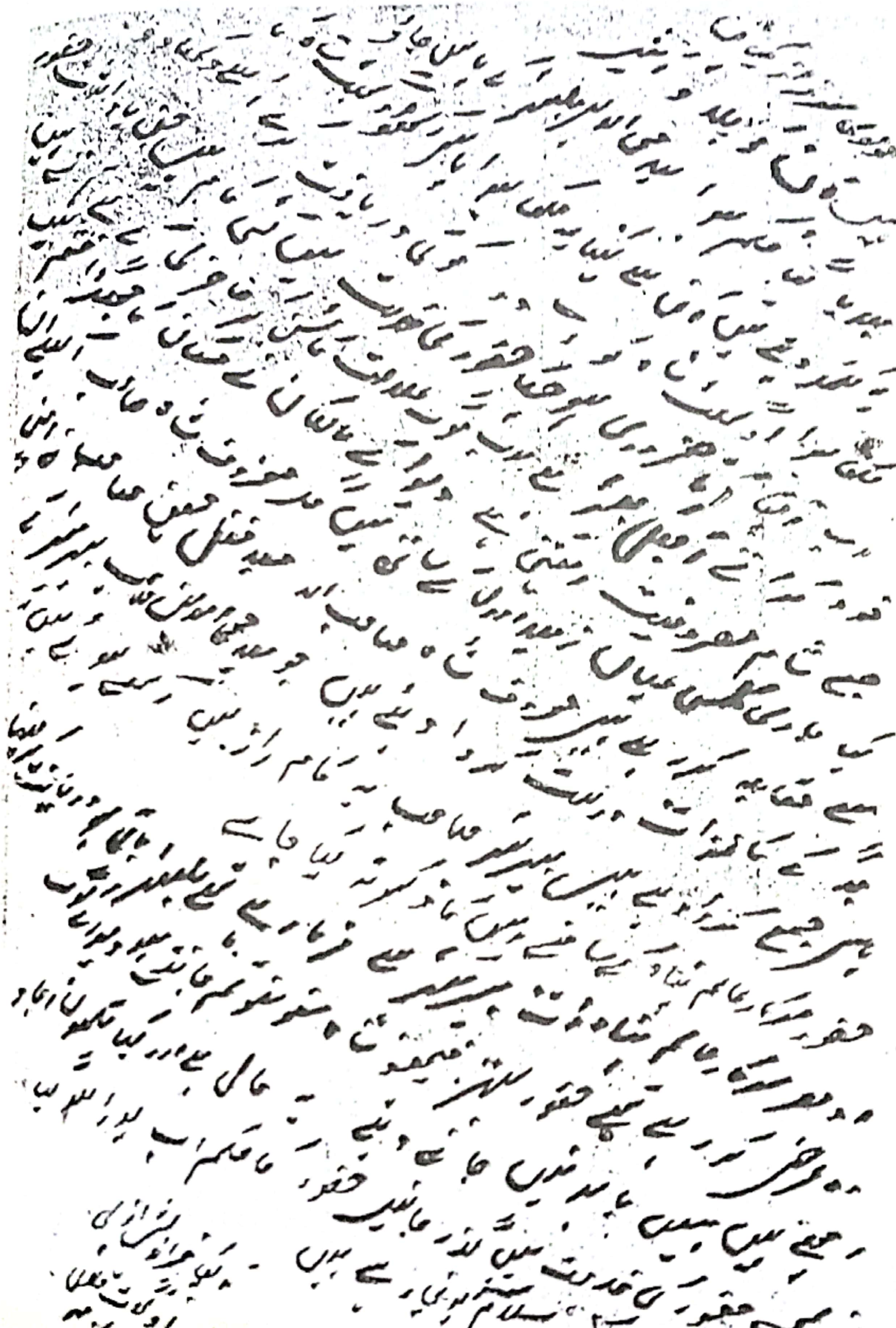

# عکس مکتوبِ گرامی حضرت شاہ شاکرؒ

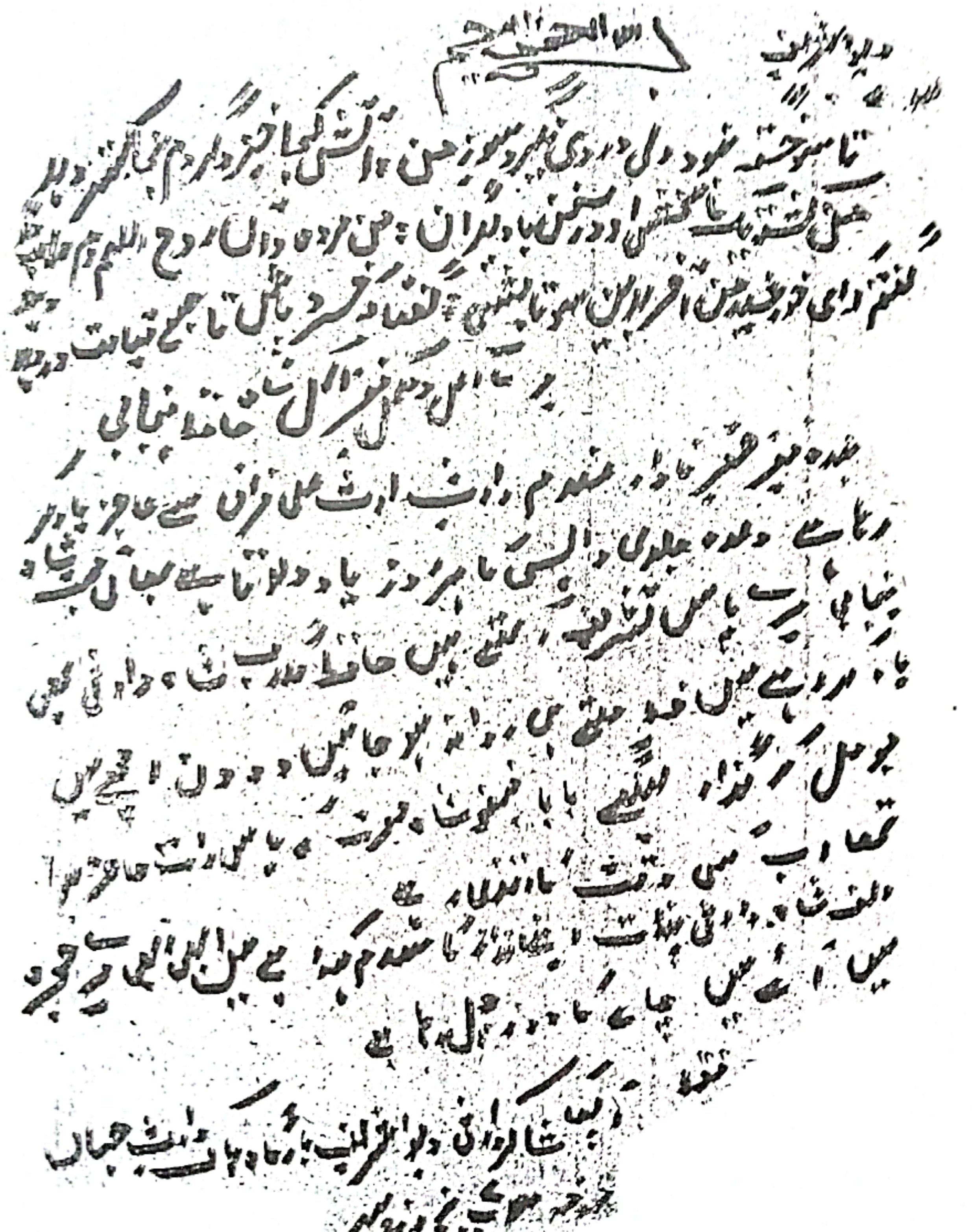

# عکس مکتوبِ گرامی حضرت شاہ شاکرؒ منجانب بابا فیضو شاہؒ

دیوا شریف

[illegible] مکرم المکرم از حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر سلسلہ اہل جنوں ہوئے تجمل
محراب عبادت خم ابرو تجمل

حرام باد بجز یار جلعذار قدح — فدائے بادہ لعلش شوم ہزار قدح
حلال نیست مے لعل بے لب جانانی — بود حرام چو نوشند خوشگوار قدح

نائب صدر [illegible] خورشید عالم وارثی

[illegible] سلام [illegible] قبول ہو [illegible] عالم [illegible] دستِ [illegible] رحیم [illegible] مزاج مقدس [illegible] تاریخ [illegible] [illegible] طبع ناساز ہے [illegible] اور [illegible] بہت [illegible] میرا [illegible] دربار اقدس میں پر حاضر ہیں [illegible] الملاقی کر رہا ہوں

[illegible] صاحب وارثیہ [illegible] حضرت [illegible] جانا ہے [illegible] دل [illegible] ہے

چوں نگار ما بہ بلبل مروا شود — شبنم فغاں کند چو حرف [illegible] گل
بلبل [illegible] کند ترک آشیاں — آتش فروز و خانہ [illegible]

حافظ جی [illegible] شاہ وارثی سلمہ [illegible] یاد [illegible]
[illegible] شاہ [illegible] وارثی [illegible]
مولانا [illegible] وارثی میرے پاس بیٹھے ہیں سلام کہتے ہیں

حضور سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے آیا ہوں آپ علیہ الرحمۃ العزیز مغفور کی
حاضر خدمت ہوئے میں بابا فیض شاہ کے مزار سے میں جو اپنا
[illegible] سے [illegible] ایسا عہد عالم [illegible] تیری [illegible]
[illegible] ہے [illegible] [illegible] حاضری نے
دن میں اپنا [illegible] [illegible] عقیدت کے پورے میں
آتا اپنی [illegible] حال کے [illegible] سرکار عالم پناہ جو آپ نے دیکھا تھا
[illegible] [illegible] حضور سرکار ہے [illegible] بار بار آواز دے رہی تھی
[illegible] سب انتظار میں ہوں [illegible] حال سے [illegible]
فقط [illegible] [illegible] [illegible]
آپکا خادم [illegible]
بابا فیروز شاہ خادم [illegible]

# عکس مکتوبِ گرامی حافظ اکمل شاہ وارثی رح

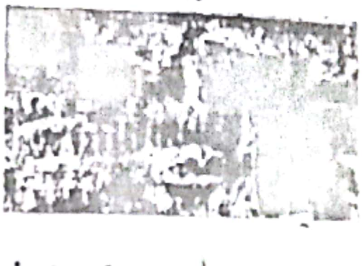

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه
صدق رسول الله

«من صلى في مسجدي أربعين صلاة لا تفوته صلاة كتب له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق»
صدق رسول الله

«الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف المرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين»

من مكة المكرمة في ١٣ ذي الحجة سنة ١٣٦[illegible]ھ الموافق [illegible] سنة ١٩٤[illegible]م

عزیزم [illegible] صاحب محمد یوسف سلمہ [illegible] —

السلام علیکم — در حرم شریف — مورخہ ۹ ذالحج روز جمعہ حج ادا ہو گیا — ہم لوگ حج سے فارغ ہو کر [illegible] منیٰ [illegible] — [illegible] مکہ مکرمہ سے واسطے زیارت مدینہ منورہ روانہ ہوں گے — مدینہ شریف کی زیارت سے مشرف ہو کر [illegible] — کہ ۱۸ دسمبر تک ہم لوگ جدہ شریف [illegible] ۲۰ دسمبر کو جہاز جدہ شریف سے روانہ ہوگا بعد [illegible] دسمبر تک [illegible] کراچی پہنچ جائیں گے — پھر کراچی سے [illegible] السلام [illegible] زیادہ والسلام — [illegible] محمد حسین و زاہد حسین و عبد العزیز و دیگر جملہ [illegible] السلام علیکم [illegible] —

دعاگو فقیر
[illegible] اکمل شاہ وارثی [illegible]

# عکس مکتوبِ گرامی صوبیدار قاضی محمد یوسف قادریؒ

محمد یوسف بگہ ہنگھمورا

برخوردار بخت بیدار طول عمرہ

السلام علیکم - مورخہ ۲۸ جنوری بروز منگل کو حضرت
برخوردار صاحب اکمل شاہ صاحب کی عوت سیر سلسلہ میں - آپ
تخت ہزاری سے نور الصبا میں آئے اور وہاں بیمار ہو گئے
اور آپ کے مرید چنگا بنگیال سے ہے - وہ اٹھا کر لے آئے
اور سکھیکی بنگیال کا آدمی آ رہا تھا تو بہت باراں سے پہنچ
حضور احمد باراں میں چلا گیا - جو جنازہ ہمراہ لے کر گیا -
کوئی بچوں کو وہاں سے لانے کی باراں کی بات ہی نہ سکی
مسوز آپ کو وہاں ہی دفن کیا گیا - ان لوگوں نے بڑی
ہمت سے جنازہ کا بندوبست کیا - قسمت کی بات ہے

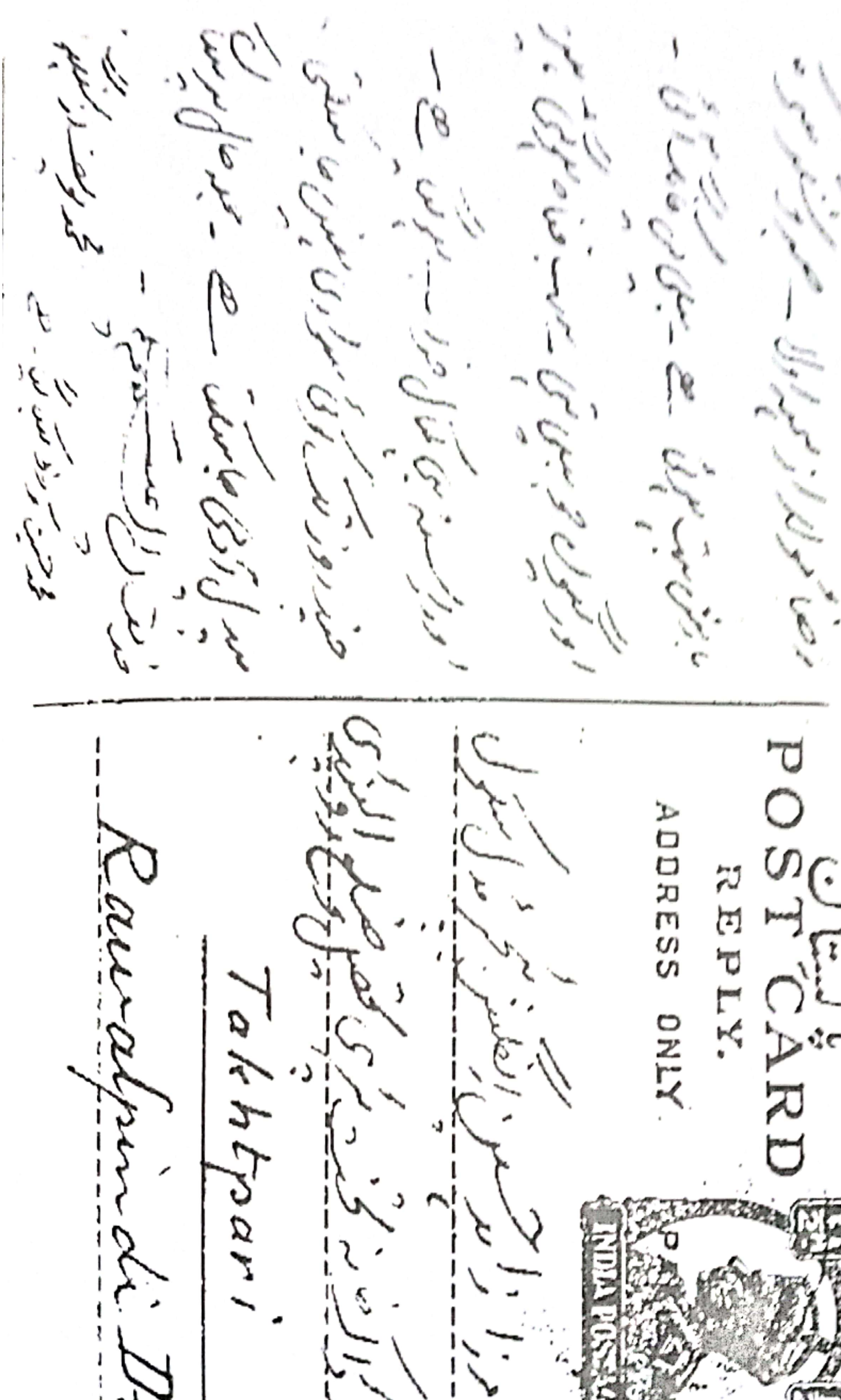
POST CARD
REPLY.
ADDRESS ONLY
INDIA POSTAGE
Takhtpari
Rawalpindi Dist:

# عکس مکتوب گرامی صوبیدار قاضی محمد یوسف قادریؒ

صوبیدار یوسف [illegible]

برخوردار بخت بیدار طول عمرہ

السلام علیکم - مورخہ ۲۸ جنوری بروز منگلوار حضرت
رضوان الصحابہ اکمل شاہ وارثی حضرت پیر [illegible] - آپ
تمہارے گھر ہی سے نور الصباح میں آئے اور وہاں بیمار ہو گئے
اور آپ کے مرید چنگا بنگیال لے گئے ہیں وہ اٹھا کر لے آئے
اور [illegible] تو راستہ میں ہی [illegible] بارش سے [illegible]
[illegible] بارش ہی میں چلا گیا - جو جنازہ پر پہنچ گیا —
کوئی تجویز ہوتا ہے لانے کی بارش کی باعث ہو نہ سکی
[illegible] دفن کیا گیا - اُن لوگوں نے میری
[illegible] سے جنازہ کا بندوبست کیا - قسمت کی بات ہے

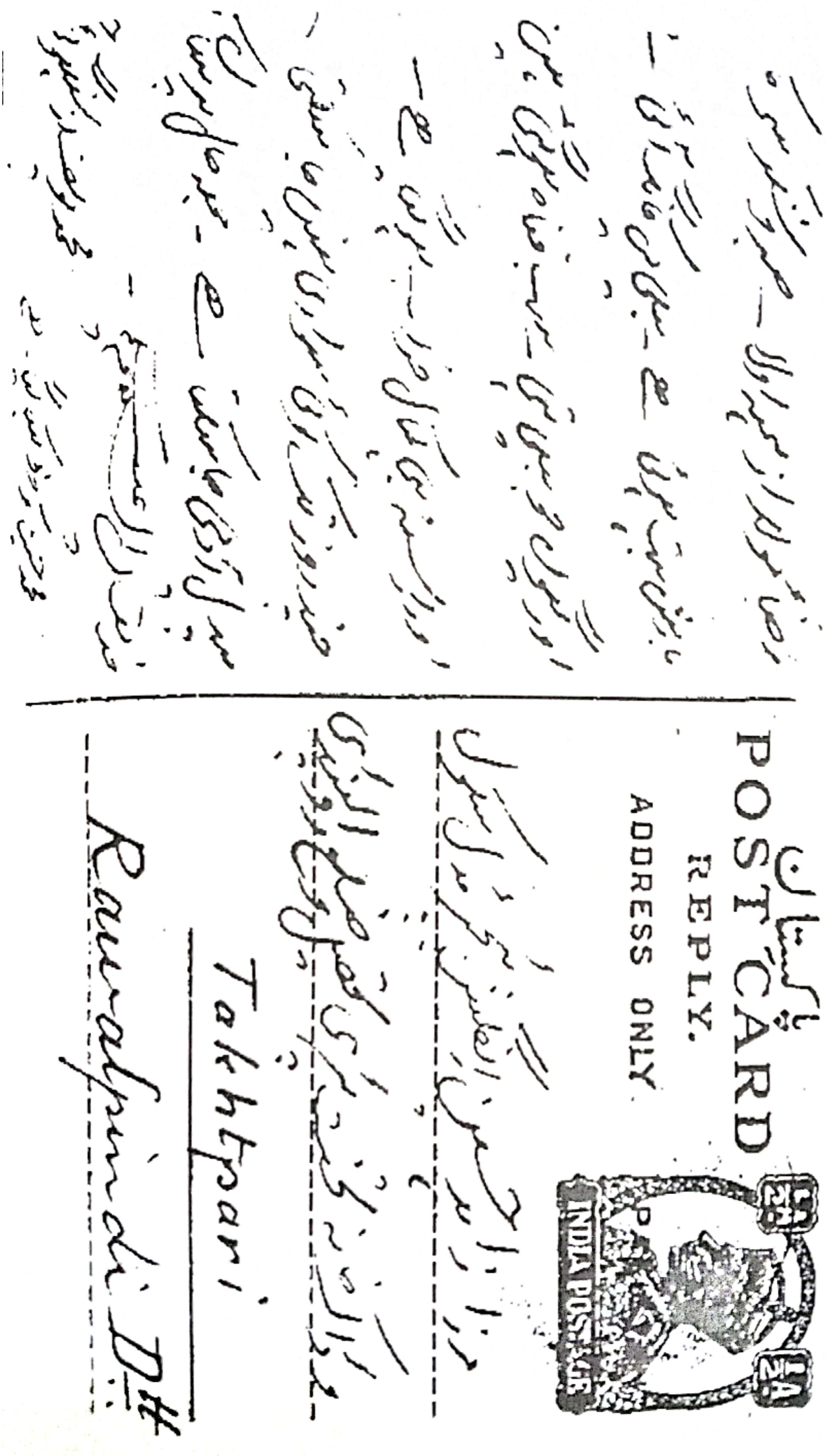
پاکستان
POST CARD
REPLY.
ADDRESS ONLY
INDIA POSTAGE
Takhtpari
Rawalpindi Distt

# مآخذ

قرآنِ مجید

کتبِ حدیث

| | | |
|---|---|---|
| حیاتِ اکملؒ | (قلمی) | حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ |
| تعلیم الوارثیہ | (مطبوعہ) | حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ |
| محبوب الوارثین | (مطبوعہ) | میاں عطا اللہ ساگر وارثیؒ |
| حیاتِ اکملؒ | (مطبوعہ) | فقیر احمد شاہ وارثیؒ |
| وارث الاولیاء فی تذکرۃ الفقراء | (مطبوعہ) | فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ |
| فوز المقال فی خلفائے پیر سیالؒ جلد سوم | (مطبوعہ) | حاجی محمد مرید احمد چشتیؒ |
| انوارِ سیال | (مطبوعہ) | حاجی محمد مرید احمد چشتیؒ |
| نفحات المحبوب | (مطبوعہ) | صوفی نور عالم شمس پوریؒ |
| مقامات المحبوب | (قلمی) | صوفی نور عالم شمس پوریؒ |
| ابرِ نیساں | (مطبوعہ) | مولانا حافظ قاضی عبد المجید |
| کشف المحجوب | (مطبوعہ) | حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ |
| تاریخ مشائخ چشت | (مطبوعہ) | پروفیسر خلیق احمد نظامی |
| گلدستۂ دیوانہ (خاندانی شجرے) | (قلمی) | قاضی محمد فقیر دیوانہ نکڑالویؒ |
| مشکوٰۃ حقانیت | (مطبوعہ) | مولانا فضل حسین وارثیؒ اوٹاوی |

| | | |
|---|---|---|
| حیاتِ وارثؒ | (مطبوعہ) | مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثیؒ لکھنوی |
| منہاج العشقیہ | (مطبوعہ) | مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثیؒ لکھنوی |
| گلزارِ وارثؒ | (قلمی) | نجمی برلاس |
| عرفانِ حق | (مطبوعہ) | راشد عزیز وارثی |
| عکسِ جمال | (مطبوعہ) | راشد عزیز وارثی |
| حالِ سفر اِک فقیرِ کامل و اکمل کا | (مطبوعہ) | راشد عزیز وارثی |
| ذاتی بیاض و یادداشتیں | (قلمی) | حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ |
| خاندانی شجرہ | (قلمی) | حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ |
| ذاتی بیاض | (قلمی) | الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ |
| حواشی بر ''حیاتِ اکملؒ'' | (قلمی) | الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ |
| حواشی بر ''حیاتِ اکملؒ'' | (قلمی) | ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی |
| خودنوشت سوانحی خاکہ | (قلمی) | فقیر احمد شاہ وارثیؒ، مرقومہ ۲۰۰۵ء |
| وجہ تسمیہ پرگنہ دانگلی | (قلمی) | برجناتھ ولد رائے زادہ دیوان دنی چند |
| ماہنامہ | ''حق نما'' | (جنوری 1994ء) |
| ماہنامہ | ''ضیائے حرم'' وارث الاولیاء نمبر (مارچ 2002ء) | |
| سہ ماہی | ''سوز و گداز'' مختلف شمارے (مارچ 2003ء تا حال) | |

## خطوط و پوسٹ کارڈز:

حضرت میاں اوگھٹ شاہ وارثیؒ

حضرت شاہ شاکر وارثیؒ

بابا فیضو شاہ وارثیؒ

حافظ اکمل شاہ وارثیؒ

حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادریؒ

الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ

## انٹرویوز:

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ

(والدہ صاحبہ) غلام فاطمہ زوجہ حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ

بریگیڈیئر ظفر الاسلام (ریحانہ، جہلم)

رشیدہ بیگم (نواسی حافظ اکمل شاہ وارثیؒ)

سید فیاض الحسن گیلانی قادری حجرویؒ

سید اعجاز الحسن گیلانی قادری حجروی

قاضی محمد بشیر الدینؒ (پنڈ جھاٹلہ)

قاضی محمود الحسن المعروف فقیر بشارت شاہ وارثیؒ (ڈھوک قاضیاں)

میاں نعیم الدین المعروف فقیر احمد شاہ وارثی پنجتنی (راولپنڈی)

ملک محمد اشرف خان وارثی (رتہ امرال)

بابا محمد رمضان وارثی (چک نمبر ۲۲۹۔ای بی۔گگو منڈی)

مولانا حافظ قاضی نذر حسین شاؔد فاروقی (کڑی شریف)

حاجی محمد انور وارثی (ابن حضرت فقیر ابر شاہ وارثیؒ۔ملتان)

محمد سرور وارثی (بہاولنگر)

پروفیسر محمد سعید اختر (جہلم)

پروفیسر عباد علی صدیقی (گوجرہ)

تبسم رضا وارثی (ابن فقیر نور شاہ وارثیؒ۔گوجرہ)

صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی (ابن پیر محبوب حسین نوشاہیؒ۔سنگھوئی)

چوہدری عبدالرزاق میر صاحب (ملہو سنگھوئی، جہلم)

مستری محمد صدیق وارثی (ملہو سنگھوئی، جہلم)

مستری حاجی محمد رشید وارثی (ملہو سنگھوئی، جہلم)

# خصوصی گزارش

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تصوفِ اسلام اور سلسلۂ وارثیہ کے متعلق ایک جامع انسائیکلوپیڈیا "معارفِ وارثیہ" مرتب کرنے کیلئے تحقیق و تحریر کا کام بحمد اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم اور مشکل کام ہے۔ جو یقیناً کسی فردِ واحد کے بس کا روگ نہیں بلکہ ایک ٹیم ورک ہے۔ لہٰذا اس کام کو بفضل خدا بخیر و خوبی جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے تمام احباب کی خدمت میں بصد ادب و احترام ہر طرح کے مکمل تعاون کی گزارش کی جاتی ہے۔

اس انسائیکلوپیڈیا کے مرتب کرنے کیلئے سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز، حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ، الحاج فقیر عزت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ، دیگر فقراء اور مشاہیر سلسلۂ وارثیہ کے متعلق ہر قسم کی شائع شدہ کتابوں، غیر شائع شدہ تحریروں (مخطوطات / قلمی کتابیں) وارثی فقراء اور وارثی مشاہیر کی تصانیف، اُن کے خطابات، گفتگو، انٹرویوز، اعراس اور دیگر اجتماعات (تقریبات) کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں، سی ڈیز، ڈی وی ڈی، سلسلۂ وارثیہ کے زیر اہتمام کام کرنے والے اداروں، مساجد، مدارس اور انجمنوں کے متعلق جامع رپورٹس، مختلف لوگوں کی سرکار وارثِ پاکؒ اور دیگر فقراء سے وابستگی کے متعلق حالات و واقعات، مشاہدات اور تاثرات، خطوط، تصاویر،

اخبارات، رسائل اور مستند زبانی معلومات کی اشد ضرورت ہے۔

سلسلۂ وارثیہ کی تاریخ، تعلیمات اور تبرکات کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا فریضہ تمام وارثی احباب پر عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا براہِ کرم ایسی تمام دستاویزات اصل یا نقل کسی بھی حالت میں راقم السطور کو مہیا فرما کر مشکور وممنون فرمائیں۔

اللہ کریم اس عظیم کام میں حصہ لینے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

خاکِ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

راشد عزیز وارثی

المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی

مکتبۂ وارثیہ سنگھوئی، جہلم (پاکستان)

E-Mail: rawarsi707@yahoo.com

Mobile: 0346-5849707---0333-5842707

# گل بُستان وارث

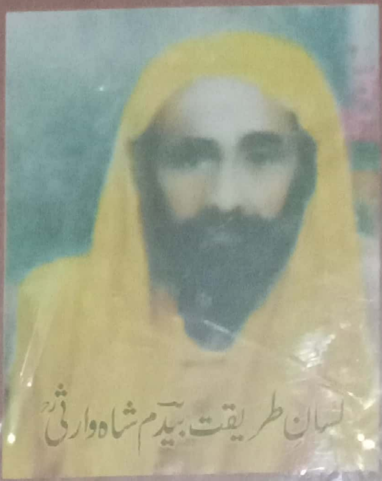
لسان طریقت بیدم شاہ وارثیؒ

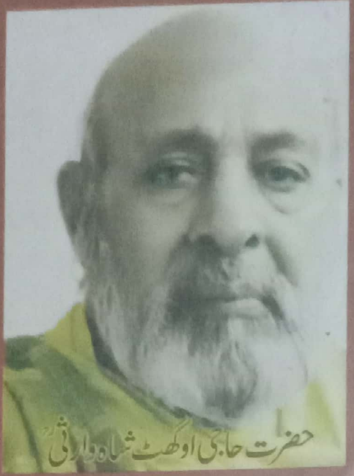
حضرت حاجی اوگھٹ شاہ وارثیؒ

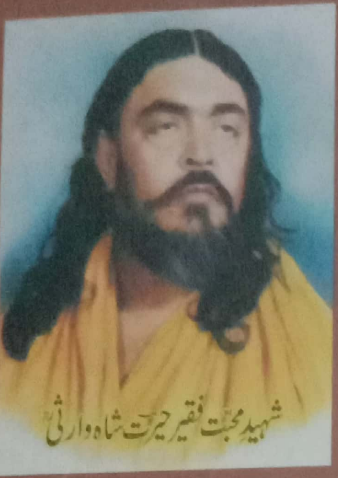
شہید محبت فقیر حیرت شاہ وارثیؒ

مداحِ حبیب فقیر احمد شاہ وارثیؒ

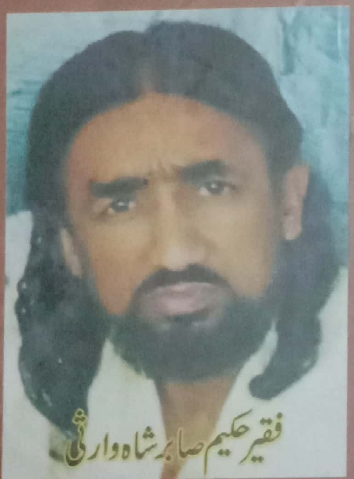
فقیر حکیم صابر شاہ وارثی

الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ وارثیؒ

ڈاکٹر قاضی تنویر شاہ وارثی

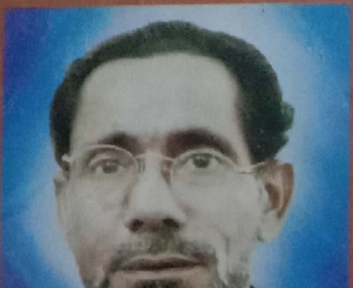
حکیم قاضی زاہد حسین وارثیؒ

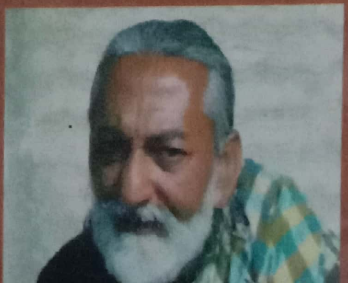
میاں نعیم الدین فقیر احمد شاہ وارثی